

صَحْبُ الْأَنْبَيْلِ اللَّهُ

کی اہمیت اور اس کے فوائد



## حصہ دوم

### از افادات

شیخ العرب عارف ناباللہ مجدد زمانہ  
والعجم حضرت مولانا شاہ میر صاحب حنفی رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت مولانا شاہ میر صاحب حنفی رحمۃ اللہ علیہ

حصہ دوم

# صحابہ اہل اللہ

کی اچھیت اور اس کے فوائد

شیخُ الْعَربِ عارفُ نَبِيِّ اللَّهِ مُحَمَّدٌ زَمَانٌ  
وَالْعَجَمٌ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد سالم رحمۃ اللہ علیہ



خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ: گلشنِ بل، کراچی

## فہرست مضمایں

نمبر شمار	مضمایں	صفحہ نمبر
۱	الْحَقِيقَ بِالصَّالِحِينَ کی کرامت	۱۸
۲	صحبَتِ اہلِ اللہِ عَزِيزٍ عَظِيمٍ	۱۹
۳	تفویٰ کے روڈار	۲۰
۴	نیوش و برکاتِ شیخ کی عجیب مثال	۲۰
۵	صحبَت کی اہمیت پر ایک علمِ عظیم	۲۱
۶	آدمی آدمی بناتا ہے	۲۲
۷	ہاں اللہ سے تعلق کے برکات کی مثال	۲۲
۸	صحبَتِ اہلِ اللہ اور علم کی مثال اجزائے بریانی سے	۲۳
۹	سب سے بڑا گھن اور اس کا علاج	۲۳
۱۰	صحبَتِ اہلِ اللہ اور ریا سے حفاظت	۲۵
۱۱	صحبَتِ اہلِ اللہ اور سائنسی تحقیق	۲۹
۱۲	انسانی طبیعت کی خاصیت اور صحبت صالحین	۳۱
۱۳	صحبَتِ اہلِ اللہ سے بے نیازی کا انجام	۳۱
۱۴	صحبَتِ اہلِ اللہ کا ناظم آئیا ہے	۳۲
۱۵	تفویٰ کی فرضیت اور اس کا طریقہ حصول	۳۳
۱۶	اکابر کے نزدیک صحبتِ شیخ کی اہمیت	۳۳
۱۷	صحبَتِ شیخ کے فیوض و برکات	۳۵
۱۸	حضرت والا کی شرح مشوی پر علامہ بنوریؒ کا ارشاد مبارک	۳۶
۱۹	مولانا منظور احمد نعماں لکھنؤی کا ارشاد مبارک	۳۶
۲۰	صحبَتِ اہلِ اللہ کی افادیت ایک سی مثال سے	۳۷

۳۷	صحبت اہل اللہ اور شیطان کی چال سے حفاظت	۲۱
۳۸	صحبت اہل اللہ کا اسلام سے ثبوت	۲۲
۳۹	دلایت کے لیے علیمت شرط نہیں	۲۳
۴۰	محض کتابی علم کے ناتکانی ہونے کی مثال	۲۴
۴۱	درس نظامی کے بانی کا عجیب و اندھہ	۲۵
۴۲	صحبت اہل اللہ کی برکت سے شیطان سے حفاظت	۲۶
۴۳	دین دار بننے کے لیے آسان نسخہ	۲۷
۴۴	ٹکست ٹوبکا علاج	۲۸
۴۵	اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے	۲۹
۴۶	شیخ فضل و رحمت الہیہ کا واسطہ ہے	۳۰
۴۷	رمضان المبارک اور صحبت صاحبین	۳۱
۴۸	صحبت اہل اللہ کی برکات اور بزرگوں کی کرامات	۳۲
۴۹	خاموش عبادت	۳۳
۵۰	مربی بنانے میں درکرنا سخت نقصان دہ ہے	۳۴
۵۱	اہل اللہ کی صحبت کے فوپ و برکات	۳۵
۵۲	روح کی نشوونما کے لیے دو ہزار توں کی ضرورت اور اس کی تفہیم ایک مثال سے	۳۶
۵۳	صحبت شیخ اور فرش کی فتاویٰ	۳۷
۵۴	روشنی میں فاصلہ نہیں ہوتے	۳۸
۵۵	کس کو اللہ کے راستے کارہ بہرنا چکیں؟	۳۹
۵۶	صحبت کی اہمیت کی ایک عجیب دلیل	۴۰
۵۷	”سُكُونَوْأَمْعَالُ الصَّادِقِينَ“ کا راز اور اس کی تمشیل	۴۱
۵۸	نسبت مع اللہ کا خدا میں منشور	۴۲
۵۹	اللہ والوں سے صحبت کا انعام	۴۳

۶۲	اہل اللہ سے محبت ذریعہ نجات ہے	۳۳
۶۳	اہل اللہ کے صحبت کی برکات	۳۵
۶۵	تبیغ کے دو اہم لوازم	۳۶
۶۶	کامل دین اتنے حق کون ہے؟	۳۷
۶۷	دیوانہ حق بننے کا طریقہ	۳۸
۶۸	معیت صادقین مطلوب ہے تقریباً	۳۹
۶۹	اجرہت سے صحبت اہل اللہ پر تجھیب استدلال	۴۰
۷۰	اللہ تعالیٰ سے مصافی	۴۱
۷۱	اجرہت سے صحبت اہل اللہ کی اہمیت کا ثبوت	۴۲
۷۰	اہل اللہ کی معیت کا انعام	۴۳
۷۰	دین کیفیت کے لیے والدین کی اجازت کا مسئلہ	۴۴
۷۱	صحبت اہل اللہ کی تاثیر	۴۵
۷۱	اہل اللہ سے حاصل کرنے کی چیز	۴۶
۷۲	فَإِذَا خُلِقُوا فِي عِبَادِيِّ كَيْ لِتُشِينَ تَخْرِيجَ	۴۷
۷۲	فَإِذَا خُلِقُوا فِي عِبَادِيِّ كَيْ دُوْسِرِي لِتُشِينَ تَخْرِيجَ	۴۸
۷۳	صحبت اہل اللہ کی تاثیر کی وجہ	۴۹
۷۵	اللہ تعالیٰ کی محبت کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟	۵۰
۷۶	شیخ کا کٹ آؤٹ	۵۱
۷۶	صحبت صادقین کے ذریعہ نفس کی شرارت سے	۵۲
۷۸	ہدایت کی علامت	۵۳
۷۹	اہل مسلمہ کے لیے تین عظیم فوائد	۵۴
۷۹	صحبت شیخ جلد صاحب نسبت ہونے کا راستہ	۵۵
۸۰	اللہ والوں کے دل تقویٰ کی کائیں ہیں	۵۶

## فہرست

## جلد دوم

۸۰	صحبت شیخ کا فتح اور ذکر و فکر	۶۷
۸۱	اہل اللہ کے فیض صحبت کی مثال	۶۸
۸۲	صحبت اہل اللہ اور انصاب ولایت	۶۹
۸۳	شقاوتوں سے بچنے کا ایک ہی راست	۷۰
۸۴	شاہراہ اولیاء کو مت چھوڑو	۷۱
۸۵	نسبت اہل نسبت ہی سے ملتی ہے	۷۲
۸۶	بغیر صحبت شیخ کی فیضیت احسانیہ حاصل نہیں ہو سکتی	۷۳
۸۷	نگاہ اولیاء نگ لاتی ہے	۷۴
۸۸	صحبت اہل اللہ کے فوائد	۷۵
۹۱	جہادہ کے ساتھ صحبت اہل اللہ ضروری ہے	۷۶
۹۳	علمائے خشك کی تقدیری کی وجہ	۷۷
۹۴	کتاب اللہ کے ساتھ درجال اللہ	۷۸
۹۵	تفویٰ کی آگ اور قلوب صادقین	۷۹
۹۶	صحبت صالحین سے فتح کامل کامدار کس چیز پر ہے؟	۸۰
۹۷	سلیم العقل اور سلیم القلب میں معقول نسبت	۸۱
۹۸	قرآن پاک کے علوم کی جامعیت و بلاغت	۸۲
۹۹	دنیا میں جنت کا مزہ دلوانے والے تمیں اعمال	۸۳
۱۰۲	اللہ والوں کے پاس کیا ملتا ہے؟	۸۴
۱۰۳	اصلاح نفس کا آسان ترین نسخہ	۸۵
۱۰۵	صحبت صالحین اور اہل اللہ کے در و محبت کی آگ	۸۶
۱۰۶	صحبت شیخ اور فلسفی عبادات	۸۷
۱۰۷	صحبت شیخ سے کیا ملتا ہے؟	۸۸
۱۰۷	اخلاص اور صحبت اہل اللہ	۸۹

۱۰۸	آدابِ مجالس اہل اللہ	۹۰
۱۰۹	دعوۃ الی اللہ اور صحبت صالیحین	۹۱
۱۱۰	منزل سے پہلے رہبر کی تلاش	۹۲
۱۱۱	محبتِ الہمیہ اور اس کا طریقہ حصول	۹۳
۱۱۲	عالم منزل اور بالائے منزل	۹۴
۱۱۳	صحبت اور کتاب کے متعلق ایک الہامی علم اعظم	۹۵
۱۱۴	مولانا راوی کی محبت شیخ اور اس کی وجہ	۹۶
۱۱۵	صحبت یا فضیل یا فیض	۹۷
۱۱۶	محبت شیخ کتنی مطلوب ہے؟	۹۸
۱۱۷	کیفیتِ احسانی اور محبتِ اہل اللہ	۹۹
۱۱۸	کیفیتِ احسانی اور طریقہ تحصیل	۱۰۰
۱۱۹	نش پر غالب آنے کا طریقہ	۱۰۱
۱۲۰	سکوت شیخ کے نافی ہونے کی مثال	۱۰۲
۱۲۱	گناہوں سے نفرت	۱۰۳
۱۲۲	اہل محبت کی صحبت	۱۰۴
۱۲۳	حقوقی شیخ و آدابِ مجالس شیخ	۱۰۵
۱۲۴	مرید ہونے کا مقصد	۱۰۶
۱۲۵	دل کا مزاج اور ہماری ذمہ داری	۱۰۷
۱۲۶	شیخ سے نفع کی شرط	۱۰۸
۱۲۷	حضرت والارحمہ اللہ علیہ کا اپنے شیخ سے تعلق	۱۰۹
۱۲۸	عالم کو شیخ کی ضرورت کیوں؟	۱۱۰
۱۲۹	اہل اللہ سے محبت کی مقدار	۱۱۱
۱۳۰	شیخ کی انجام	۱۱۲

۱۳۳	اہل اللہ کی قیمت	۱۱۳
۱۳۴	شیخ سے محبت	۱۱۵
۱۳۵	اہل اللہ کے ساتھ رہنے کی حجت	۱۱۶
۱۳۵	شیخ اور مرید کی مثال	۱۱۷
۱۳۶	اہل اللہ سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ	۱۱۸
۱۳۶	صحبۃ صالحین اور آیات ترانیہ	۱۱۹
۱۳۸	صحبۃ اہل الشاور علم لدی	۱۲۰
۱۳۹	اہل اللہ کے پاس جانے کا مقصد	۱۲۱
۱۳۹	اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت و ضرورت	۱۲۲
۱۴۰	مرشد کا فیض اور اس کی حسی مثال	۱۲۳
۱۴۱	انفرادی عبادت اور صحبۃ صالحین	۱۲۴
۱۴۲	صحبۃ اہل اللہ اور کردار و گفتار میں اعتدال	۱۲۵
۱۴۳	صحبۃ صالحین اور مولانا روفیؒ کی ذکا	۱۲۶
۱۴۴	صحبۃ اہل اللہ کی برکات	۱۲۷
۱۴۵	صحبۃ شیخ اور نفس کشی	۱۲۸
۱۴۷	صحبۃ اہل اللہ کا ایک کتے پر اثر	۱۲۹
۱۴۸	صحبۃ اہل اللہ کی ایک کانٹے تمثیل	۱۳۰
۱۴۹	اہل علم اور صحبۃ صالحین	۱۳۱
۱۵۱	علم نبوت تو ہے مگر نور نبوت نہیں	۱۳۲
۱۵۲	علماء اور باطنی اصلاح	۱۳۳
۱۵۳	علم کا لطف کب حاصل ہوتا ہے؟	۱۳۴
۱۵۴	اویساع اللہ ہرز مانے میں موجود ہیں	۱۳۵
۱۵۶	ایک افسوس ناک واقعہ	۱۳۶

۱۵۷	ما جوں کا اثر	۱۳۷
۱۵۸	صحبتِ اہل اللہ اور تو فیقی صبر	۱۳۸
۱۵۹	اللہ والوں کی صحبت	۱۳۹
۱۶۰	اگر بات یاد نہ رہے	۱۴۰
۱۶۱	ایک شیطانی دھوکہ	۱۴۱
۱۶۲	میں بھی کسی کا لیگاڑا ہوا ہوں	۱۴۲
۱۶۳	صحبتِ صالحین اور دین کی طلب	۱۴۳
۱۶۴	سالک کے لیے ہدایات	۱۴۴
۱۶۵	صادقین کے ساتھ رہنے کا مطلب	۱۴۵
۱۶۶	حضرت واللہ (رحمۃ اللہ) کی فضیلیں	۱۴۶
۱۶۷	صحبتِ شیخ اور قربتِ الہی	۱۴۷
۱۶۸	صحبتِ اہل اور فرمید دین	۱۴۸
۱۶۹	صحبتِ صالحین اور تو فیق اتباع سنت	۱۴۹
۱۷۰	صحبتِ اہل اللہ کی ایمیت چند مفید مشاہدوں سے	۱۵۰
۱۷۱	صحبتِ اہل اللہ اور باطنی امر اراضی سے حفاظت	۱۵۱
۱۷۲	صحبتِ اہل اللہ اور نفس پر غالب آنا	۱۵۲
۱۷۳	صحبتِ اہل اللہ اور حسین خاتمه	۱۵۳
۱۷۴	صحبتِ اہل اللہ کی افادیتِ حسی مثال سے	۱۵۴
۱۷۵	حصوں مولیٰ کا آسان راستہ	۱۵۵
۱۷۶	صحبتِ اہل اللہ اور حیاتِ ایمانی کا حصوں	۱۵۶
۱۷۷	تفوی کے لئے آسان ترین نسخہ	۱۵۷
۱۷۸	صحبتِ اہل اللہ اور علیکی حفاظت	۱۵۸
۱۷۹	اعلامِ نفس کی فرضیت اور صحبتِ اہل اللہ	۱۵۹

۱۸۱	دکایت حضرت شیخ البیان	۱۶۰
۱۸۲	آثار فنا کیت لوازمِ نسبت سے ہے	۱۶۱
۱۸۳	لطیف صحبت اہل اللہ	۱۶۲
۱۸۴	تقویٰ کی دولت اہل اللہ سے ملتی ہے	۱۶۳
۱۸۵	محبت اہل اللہ اور اس کی افادیت	۱۶۴
۱۹۱	احسان مرشد	۱۶۵
۱۹۱	صادقین کی معیت کا حکم	۱۶۶
۱۹۳	صحبت صاحبین اور اس کے فوائد	۱۶۷
۱۹۵	ایک ملفوظ حکمِ الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۶۸
۱۹۵	محبت للهی اور فی اللهی کا انعام	۱۶۹
۱۹۶	علم بہوت اور فور بہوت	۱۷۰
۱۹۶	ملفوظ حکمِ الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷۱
۱۹۷	محبت للهی اور فی اللهی کا ایک اور انعام	۱۷۲
۱۹۸	محبت للهی اور فی اللهی کا ایک اور انعام	۱۷۳
۲۰۰	اہل اللہ سے محبت کے انعامات اور ان کی صحبت کے فیوض و برکات	۱۷۴
۲۰۰	تحفیظ لفظی کرویں و لفظ خانقاہ	۱۷۵
۲۰۱	اہل اللہ کی محبت اور صحبت میں جنت کا لطف ہے	۱۷۶
۲۰۳	اہل اللہ کی صحبت اور محبت کا ایک انعام مردو دیرت سے تحفظ بھی ہے	۱۷۷
۲۰۳	تائیر صحبت اہل اللہ محتاج دلیل نہیں	۱۷۸
۲۰۵	صحبت اولیاء اللہ مشل کیمیابوئی ہے	۱۷۹
۲۰۶	عاختغاں خدا کی محبت کا فیشان	۱۸۰
۲۰۶	حقوقی مصلح اور آداب اصلاح	۱۸۱
۲۰۷	صحبت اہل اللہ کی ضرورت علم خوبست	۱۸۲

۲۰۸	کیا اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے؟	۱۸۳
۲۰۸	اہل اللہ کی نظر کے برکات	۱۸۴
۲۰۹	حیاتِ ایمانی	۱۸۵
۲۱۰	اہل اللہ کی صحبت جنت کے باغ ہیں	۱۸۶
۲۱۰	اہل اللہ کی صحبت کی برکتوں کے مکرر یعنی علامہ روحیؒ کی نظر میں	۱۸۷
۲۱۱	صراطِ مستقیم اور اہل اللہ کی صحبت و رفتاقت	۱۸۸
۲۱۲	ارشاداتِ اکابر برائے صحبتِ اہل اللہ	۱۸۹
۲۱۲	حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد	۱۹۰
۲۱۳	حضرت مولانا پچوہ پوریؒ کا ارشاد	۱۹۱
۲۱۳	علام انور شاہ کشیریؒ کا ارشاد	۱۹۲
۲۱۳	علام قشیریؒ کا ارشاد	۱۹۳
۲۱۴	ارشاد حضرت مولانا قاضی شاہ اللہ پانیؒ (مصنف قصیر مظہری)	۱۹۴
۲۱۴	حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد	۱۹۵
۲۱۵	حضرت خواجہ معصوم بالله کا ارشاد	۱۹۶
۲۱۵	ارشاد علامہ سید سلیمان ندویؒ	۱۹۷
۲۱۶	حضرت رومیؒ کا ارشاد	۱۹۸
۲۱۷	ارشاد شیخ عبدالغُنیٰ محدث دہلوی	۱۹۹
۲۱۷	ارشاد حضرت ملا علی قاریؒ	۲۰۰
۲۱۸	ارشاد پوریؒ	۲۰۱
۲۱۸	ارشاد حکیم الامت تھانویؒ	۲۰۲
۲۱۸	دعائے جلال الدین رومیؒ	۲۰۳
۲۱۹	حضرت حکیم الامت مجدد، المسٹ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے چند ارشادات متعلقہ صحبت اہل اللہؒ از ملحوظات کمالات اشرفیؒ	۲۰۴
۲۲۳	فیض مرشد قرآنؒ روشنی میں	۲۰۵

۲۰۶	مسائل المسک	
۲۰۷	صحبت اہل اللہ اور قربتِ الٰہی	۲۲۳
۲۰۸	صحبت صالحین اور فضل مولیٰ	۲۲۹
۲۰۹	مولانا رومی کی ترغیب برائے صحبت صالحین	۲۳۰
۲۱۰	جن تعالیٰ کی صحبت کے حصول کے لیے تین اعمال	۲۳۲
۲۱۱	خدائے پاک کی صحبت حاصل کرنے کا طریقہ	۲۳۵
۲۱۲	ترغیب صحبت اہل دل	۲۳۹
۲۱۳	اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ والوں سے ملتی ہے	۲۳۰
۲۱۴	عشیٰ مولیٰ عاشقان خدا سے ملتا ہے	۲۲۲
۲۱۵	صحبت شیخ اور تعلقِ مع اللہ	۲۳۵
۲۱۶	صحبت شیخ اور افسوس و شیطان سے مقابلہ	۲۳۶
۲۱۷	سکون دل کی دولت کہاں سے ملتی ہے؟	۲۳۸
۲۱۸	ترغیب صحبتِ مجالس اہل اللہ	۲۳۹
۲۱۹	دل کس کو دینا چاہیے؟	۲۵۰
۲۲۰	صحبت شیخ اور بصیرتِ قبلی	۲۵۲
۲۲۱	صحبت اہل اللہ سے کیا ملتا ہے؟	۲۵۳
۲۲۲	کتاب پر صحبت اہل اللہ کی فویقیت کی دلیل	۲۵۵
۲۲۳	بھرت کی فرضیت سے صحبت اہل اللہ کی اہمیت	۲۵۶
۲۲۴	اللہ والا بننا بہت آسان کام ہے	۲۵۸
۲۲۵	علم نافع اور علم غیر نافع کی مثال	۲۶۲
۲۲۶	ایک عالم کا ولی اللہ بننے کا واقعہ	۲۶۳
۲۲۷	صحبت اہل اللہ سے اجتناب عن المعاصی کا حصول	۲۶۴
۲۲۸	صفتِ احسان اور صحبتِ اہل اللہ	۲۶۵

۲۶۵	صحبت شیخ اور مجاہد کی ضرورت پر ایک مثال	۲۲۹
۲۶۶	تقویٰ صحبت اہل اللہ سے ملتا ہے	۲۳۰
۲۶۷	اللہ کی شان باخبر لوگوں سے پوچھو	۲۳۱
۲۶۸	کرامت صحبت اہل اللہ	۲۳۲
۲۶۹	صحبت اہل اللہ پر نعمت حسن خاتمہ کی دلیل	۲۳۳
۲۷۰	صراطِ مستقیم صحبت اہل اللہ سے ملتا ہے	۲۳۴
۲۷۱	اللہ والوں کے پاس کس نیت سے جانا چاہئے؟	۲۳۵
۲۷۲	صحبت اہل اللہ کی فرضیت	۲۳۶
۲۷۳	فیضانِ صحبت اہل اللہ	۲۳۷
۲۷۴	تقویٰ کی تعریف اور اس کا طریقہ حصول	۲۳۸
۲۷۵	اکابر کا اہتمام صحبت اہل اللہ	۲۳۹
۲۷۶	صحبت اہل اللہ کی فضیلت اور اس کی ایک وجہ	۲۴۰
۲۷۷	کتاب اللہ پر عمل کی توفیق کیسے ملے گی؟	۲۴۱
۲۷۸	صحبت اہل تقویٰ فرض عین ہے	۲۴۲
۲۷۹	فاذخیریٰ فی عبادی سے صحبت صاحبین کا ثبوت	۲۴۳
۲۸۰	تریتیا یافتہ اور غیر تربیتی یافتہ کا فرق	۲۴۴
۲۸۱	تریتیا ہمیشہ ایہیت	۲۴۵
۲۸۲	صحبت اہل اللہ کی ایہیت پر مخفی اعظم مخفی محمد شفیع کا ایک ارشاد	۲۴۶
۲۸۳	گونو افعع الصادقین کا عاشقانہ ترجمہ	۲۴۷
۲۸۴	یا ایها الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَوْا اللَّهَ كَاعاشقانہ ترجمہ	۲۴۸
۲۸۵	اللہ کی صحبت حاصل کرنے کا طریقہ	۲۴۹
۲۸۶	شیخ سے مناسبت ضروری ہے	۲۵۰
۲۸۷	تحصیل علم کے ساتھ اہل اللہ سے تعلق	۲۵۱

۲۸۹	تعلق مع اشخاص حاصل کرنے کا طریقہ	۲۵۲
۲۹۱	نفع کامل کے لیے شیخ کی صحبت میں طویل مدت رہنا ضروری ہے	۲۵۳
۲۹۲	شیخ کی تربیت کی مثال	۲۵۴
۲۹۴	صحبت شیخ کی برکات	۲۵۵
۲۹۷	حصول تقویٰ کے لیے صحبت اہل تقویٰ فرض ہے	۲۵۶
۲۹۸	صحبت یافہ اور غیر صحبت یافہ کی ایک عجیب مثال	۲۵۷
۳۰۱	صحبت اہل اللہ کا فیض	۲۵۸
۳۰۳	حضرت شیخ عبدال قادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک	۲۵۹
۳۰۴	شریعت و طریقت کی تفہیم ایک مثال سے	۲۶۰
۳۰۸	خواہشات نسائی سے بچنے کا طریقہ	۲۶۱
۳۱۰	صحبت شیخ اور تقویٰ کی بحکیم	۲۶۲
۳۱۱	بدون سرپی بجاہات کی ناکامی	۲۶۳
۳۱۱	ہزار سال سے زیادہ کا تجربہ اور صلحانے امت کا اتفاق	۲۶۴

## الْحَقِّ بِالصَّالِحِينَ کی کرامت

فرمایا کہ: لوگ کہتے ہیں کہ بزرگان دین کے پاس جانے سے کیا ہوتا ہے؟ ایک علم عظیم ابھی ابھی عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے، بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ میں سوچتا نہیں ہوں، دل میں خود بخود آ جاتا ہے۔ کعبہ شریف کے آس پاس جہاں بیت الخلاء تھے آج مسجد الحرام کی توسعہ میں وہ توڑ پھوڑ کر کعبہ شریف میں داخل کر دیئے گئے۔ اور الحق کی برکت سے آج اسی زمین پر ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کامل رہا ہے اور وہ اللہ کا گھر قرار دیا جا رہا ہے۔ توجہ بیت الخلاء جیسی نجس اور غلیظ اور حقیر چیز بیت اللہ شریف سے ملحت ہو کر بیت اللہ کا جز بن سکتی ہے تو کیا انسان اللہ والوں سے مل کر اللہ والانہیں بن سکتا؟ یہی راز ہے **كُوٰنْوَامَعَ الصَّادِقِينَ** کا، کہ تم اہل اللہ سے الگ نہ رہو، **الْحَقِّ بِالصَّالِحِينَ** میں تاخیر مت کرو، اپنی تہائی کی عبادت پر نماز نہ کرو۔ اگر بیت الخلاء الگ رہتا اور بیت اللہ سے ملحت نہ ہوتا تو ہمیشہ بیت الخلاء ہی رہتا، لیکن الحق کی برکت سے اس خراب زمین کی قیمت بڑھ گئی۔ پس اگر تم نالائق ہو لیکن اگر لائقوں کے ساتھ رہو گے تو ہم تمہاری نالائقی کا ”نا“ ہٹا دیں گے اور تم نالائق ہو جاؤ گے، اور تمہاری قیمت بڑھ جائے گی، اور اس میں ایک سبق اور ہے کہ بیت الخلاء کو توڑ اجا تا ہے تب وہ بیت اللہ کا جز بنتا ہے اسی طرح اگر اللہ والابناء چاہتے ہو تو اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو توڑو، پھر **الْحَقِّ بِالصَّالِحِينَ** کی برکت سے تم اللہ والے ہو جاؤ گے اور اگر نفس کو نہیں توڑا تو ایسا شخص محروم کا محروم ہی رہے گا،

جیسے اگر بیتِ الخلاء کو نہ توڑا جاتا تو بیتِ الخلاء کا بیتِ الخلاء ہی رہتا کعبۃ اللہ کا جزو نہیں بن سکتا تھا۔ (فیوضِ رباني ص: ۸۸۸ از مواہبِ ربانية)

## صحبتِ اہل اللہ نعمتِ عظمیٰ

تو صحبتِ اُتی بڑی اور اہم چیز ہے کہ ایک شخص اگر حالتِ ایمان میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے یا وہ نایبینا ہو لیکن نبی کی نظر اس پر پڑ جائے تو وہ صحابی ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ایک لاکھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ایک لاکھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سارے اولیاء اللہ کا ایمان ایک طرف رکھا جائے اور ایک ادنیٰ صحابی کے ایمان کو ایک طرف رکھا جائے تو سارے اولیاء کے ایمان کا مجموعہ اس صحابی کے ایمان کو نہیں پاسکتا، کیوں؟ اس لئے کہ جنہوں نے انوارِ نبوت کا دس کروڑ میں پاور کا بلب دیکھ لیا ان کو دس ہزار پاؤر کے بلب دیکھنے والے کیسے پاسکتے ہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نگاہِ نبوت سے جس کو ایک دفعہ دیکھ لیتے تھے شعاعِ نبوت اس صحابی کے ذرے ذرے میں داخل ہو جاتی تھی، جیسے آج کل الٹراساونڈ ہے کہ اس کی شعائیں انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں اسی طرح شمعِ نبوت کی شعائیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلب و جاں کے ذرے ذرے میں داخل ہو جاتی تھیں، ایسا زبردست ایمان نصیب ہوتا تھا۔

(اسلامی مملکت کی قدر و قیمت، موعظہ حسنہ ۱۰۹ صفحہ ۱۷، ۱۶)

## تقویٰ کے دو تار

جس طرح دو تاروں سے بلب جلتے ہیں۔ ایک مثبت، ایک منفی۔ اسی طرح محبت و تقویٰ کا چراغ دل میں روشن ہوتا ہے جب دو تار جلتے ہیں ایک مثبت یعنی التزام ذکر اپنے گھر پر، اور دوسرا منفی تار یعنی شیخ کی صحبت۔ ذکر اور وظیفہ تو شیطان بھی بہت کرتا تھا، لیکن شیخ کی صحبت میسر نہ تھی۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ منفی تار نہ لگ سکا اور اس کا ”آنا“ فنا نہ ہو سکا۔ انانیت اور تکبیر اور نفس کی تمام خود بینی اور خود رائی کو شیخ کی صحبت ہی مٹاتی ہے۔ پس ولایت کے لیے یہ دونوں اجزاء از بس ضروری ہیں۔ التزام ذکر اور صحبت شیخ، ان دونوں تاروں سے ولایت کا چراغ روشن ہوتا ہے۔

(خواہش شریعت و طریقت ص: ۳۰)

## فیوض و برکات شیخ کی عجیب مثال

ارشاد فرمایا کہ: بعض لوگوں نے کہا کہ: تمہاری تقریر میں عشق و محبت کا رنگ ہوتا ہے، اور تمہارے شیخ کی تقریر کا دوسرا رنگ ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ: سنو! پاور ہاؤس سے بھلی سفید رنگ کی آتی ہے۔ لیکن جس بلب میں جو رنگ ہوتا ہے اسی رنگ میں منتقل ہو جاتی ہے۔ میرے شیخ ہر دوئی کے فیوض کی بھلی میرے بلب میں آ کر ہری ہو جاتی ہے کیوں کہ میرا بلب بچپن سے رنگیں اور گریں ہے۔ یہ سب شیخ ہی کا فیض ہے۔ کٹ آؤٹ لگا ہوا ہے ورنہ ابھی کٹ آؤٹ ہرٹ جائے تو سب نور گٹ آؤٹ ہو جائے گا، اللہ کی بارگاہ میں مقبولیت ہی ختم ہو جانے کا خطرہ ہو جائے۔ سب

شخ کافیض ہوتا ہے۔ اس کی دعاؤں کا صدقہ ہوتا ہے۔

چاند تارے میرے قدموں میں بکھے جاتے ہیں  
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے  
(فیوض ربانی ص: ۵۸: ازمواہب ربانیہ)

## صحبت کی اہمیت پر ایک علم عظیم

ارشاد فرمایا کہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحرت کا حکم ہوا تو کیا صحابہ کو اجازت ملی کہ تم میرے گھر سے چپٹے رہنا۔ کعبۃ اللہ سے زیادہ رسول اللہ کے فیض کو اللہ نے اہمیت دی کہ جہاں میرا نبی جا رہا ہے سب جاؤ، ایک بھی یہاں نہیں رہے گا۔ اور پھر مکہ شریف فتح ہو جانے کے بعد بھی اللہ نے اجازت نہیں دی کہ اب تو مکہ شریف فتح ہو گیا، اب تکلیف دہ ماحول نہیں رہا، اب تم سب آ جاؤ اور میرے کعبہ سے چپٹے رہو۔ نہیں! میرے نبی کے قدموں سے چپٹے رہو۔ اللہ تم کو میرے نبی سے ملے گا۔ اس سے صحبت کی اہمیت ظاہر ہے۔

ایک عالم نے مکہ شریف میں میرے شیخ شاہ ابراہیق صاحب دامت برکاتہم سے پوچھا کہ: بعد عصر حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہوتی ہے تو میں مجلس میں حاضر ہو اکروں یا طواف کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ: اگر کسی کی آنکھ میں تکلیف ہو تو وہ پہلے ڈاکٹر کے پاس جائے گا یا تلاوت کرے گا؟ اہل اللہ کی برکت سے اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دل رذائل سے پاک ہوتا ہے پھر صاف دل سے کعبہ کی تجلیات کچھ اور نظر آتی ہیں جب گھروالے سے محبت ہو گی تب گھر کچھ اور نظر

آئے گا۔ (فیوض ربانی ص: ۵۸، ۵۹ از مواہب ربانیہ)

## آدمی آدمی بناتا ہے

ارشاد فرمایا کہ: اُنے کا طریقہ کتاب میں پڑھنے سے کوئی انہیں سکتا، تیرنے کا طریقہ کتاب میں پڑھنے سے کوئی تیرنہیں سکتا۔ اگر کوئی کتاب لے کر دریا میں تیرنے جائے، کتاب میں لکھا ہو کہ پانی میں ایسے ایسے ہاتھ چلاو، اور وہ اسی طرح ہاتھ چلائے تو خود بھی ڈوبے گا اور کتاب بھی ڈوبے گی۔ یہی صاحب اگر کسی تیرنے والے سے دوستی کر لیں تو چند دن میں تیرنے لگیں۔ خوب سمجھ لیجئے! کہ کتاب آدمی بننے کا راستہ دھاتی ہے۔ لیکن آدمی آدمی بناتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو صرف کتب آسمانی نازل ہوتیں، انبیاء علیہم السلام نہ بھیجے جاتے۔ لیکن کتاب اللہ کے ساتھ رجال اللہ بھیجے گئے۔ جب کتاب نازل ہوتی تو کتاب سمجھانے والے اور کتاب پر عمل کرنے والے پیدا کئے گئے۔ لہذا اس عالم کو دیکھ لو جو اللہ والوں سے بھڑا ہو انہیں ہے۔ اس کا علم سر آنکھوں پر، لیکن آپ اس کو حر یص دنیا پائیں گے، اس کے علم و عمل میں فاصلے ہوں گے۔ (فیوض ربانی ص: ۱۶ از مواہب ربانیہ)

## اہل اللہ سے تعلق کے برکات کی مثال

ارشاد فرمایا کہ: ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائی کہ ایک تالاب میں مچھلیاں ہیں، اور دوسرا تالاب مچھلیوں سے خالی ہے۔ اگر وہ خالی تالاب چاہتا ہے کہ مجھے بھی مچھلیاں مل جائیں تو مچھلیوں کے تالاب سے اپنی سرحد ملا لے۔ اب جب پانی کی سرحد میں مل گئیں اور فاصلے ختم ہو گئے تو یہ تالاب بھی مچھلیوں سے

محروم نہیں رہے گا۔ پس اللہ والوں کے دل سے اپنادل ملا دو، ان شاء اللہ تعالیٰ! اس اللہ والے کا تقویٰ، خوف، خشیت، محبت اور نسبت مع اللہ خود بخود آپ کے دل میں منتقل ہو جائے گی۔ خود آپ کو تجھب ہو گا اور عالم بھی تحریر ہو گا کہ یہ کیا تھا اور کیا ہو گیا؟ خواجہ صاحب نے بلا وجد تھوڑی فرمایا تھا کہ:

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جانان کر دیا

(فیوضِ ربانی ص: ۵۶، ۷: ۵) (از موہبِ ربانیہ)

## صحبتِ اہل اللہ اور علم کی مثال اجزاءَ بریانی سے

ارشاد فرمایا کہ: بریانی پکانے میں فنِ جاننا ضروری ہے۔ اجزاءَ بریانی کے جاننے سے فن نہیں آتا، لہذا کوئی شخصِ محض اجزاء کے جاننے سے بریانی نہیں پکا سکتا۔ پکانے کافن جاننے والا باور پچی انہی اجزاء سے بریانی پکا دیتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کن اجزاء کو کس وقت دیگ میں ڈالنا ہے، اور کتنی آنچ دینا ہے۔ حتیٰ کہ ایک منٹ قبل تک دیگ میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی پھر باور پچی آنچ کھینچ کر دم دیتا ہے اور سارا محلہ خوشبو سے مہک جاتا ہے۔ اسی طرح علماء کا علم مثل اجزاءَ بریانی کے ہے، اس میں خوشبو نہیں آ سکتی یعنی ان کا علم مقرر و بنال عمل نہیں ہو سکتا جب تک کسی اللہ والے شیخ کا مل کی تربیت میں نہ ہو۔ اس کے بغیر علم پر عمل کی توفیق عادۃ محال ہے، کیوں کہ محض کتابی علم جس پر عمل نہ ہو علم کہلانے کا مستحق نہیں، مثلاً کتاب پڑھ کر یَعْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ کا حکم معلوم ہوا تو یہ محض نقوشِ علم ہیں لیکن جب اس معلوم کو

آنکھوں پر نافذ کیا اور نامحرم سے نگاہ بچائی تو اب یہ یَغْصُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ کا عالم ہوا یعنی معلوم جب معمول بتتا ہے تب وہ علم کہلانے کا مستحق ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے ”اجعَ السَّلْفَ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى أَنْ مِنْ عَصَى اللَّهَ جَاهِلٌ“۔ (مرقاۃ ص ۳۱۳ ج ۵ ط: رشیدیہ) یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے والا جاہل ہے اور عمل کی توفیق بدون شیخ کامل کی تربیت اور مشوروں یعنی اطلاع حالات اور اتباع تجویزات کے عادۃ ممکن نہیں۔ علم کی بریانی کوشش دم دیتا ہے تب اس کی خوبیوں ایک عالم کو معطر کرتی ہے۔ اس کی دلیل گُونُو اَمَعَ الصَّادِقِینَ ہے۔ ایک محدث نے کیا خوب کہا ہے:

۔ اگر ملی نہ غلامی کسی خدا کے ولی کی  
تو علم درس نظامی کو علم ہی نہیں کہتے  
(خواہ شریعت و طریقت ص: ۱۲۰، ۱۲۱)

## سب سے بڑا دشمن اور اس کا علاج

حرم شریف میں ظہر کی نماز پڑھ کر بہت سے لوگ دوبارہ مجلس میں آگئے۔ ارشاد فرمایا کہ: ہر شخص کو اپنے نفس کو بدمعاش نمبر و ن لیقین کرنا چاہئے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اپنے نفس کو آدمی جتنا خود جانتا ہے دوسرا نہیں جان سکتا، ہر شخص کو اپنی بدمعاشیوں کا علم ہے، اس لیے اپنے بالغ ہونے کے بعد سے اب تک اپنے اعمال کو سوچے تو خود لیقین آجائے گا کہ میرا نفس بدمعاش نمبر و ن ہے۔ اگرچہ لوگ اس کو تقدس مآبی کا لقب دے رہے ہوں، اور حضرت والا دامت برکاتہم بھی کہہ رہے

ہوں، مگر وہ اپنے کو دامت شرارت ہم سمجھے، اپنے نفس کو بدمعاش اور مہادشٹ یقین کرے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ: اس کا علاج کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: اس کا علاج اللہ والوں کی صحبت میں رہے۔ اس سے بہتر کوئی علاج نہیں، اس کی دلیل **كُوٰتُّوْمَعَ الصَّادِقِيْنَ** ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اگر تم اپنے بدمعاش نفس کو نیک اور متقدی بنانا چاہتے ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں رہ پڑو۔ اب سوال ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں کتنا رہے؟ تو علامہ آلویؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”خَالِطُوهُمْ لِتَكُونُوا مِثْلُهُمْ“ (تفسیر روح المعانی ص ۶۱ ج ۲ ط: رشیدیہ) اللہ والوں کے ساتھ رہنا کہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ، جب تک ان کا تقویٰ، ان کے پا کیزہ اخلاق تمہارے اندر منتقل نہ ہو جائیں تب تک ان کے ساتھ رہو۔ (خبرآنشریعت و طریقت ص: ۳۶۸، ۳۶۷)

## محبت اہل اللہ اور ریاست حفاظت

ارشد فرمایا کہ: حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شہید کو بلا یا جائے گا اور اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کس لیے شہید ہوا؟ کہے گا کہ: اے اللہ! آپ کے لیے میں نے جان دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو اس لیے شہید ہوا تاکہ کہا جائے کہ تو بڑا بہادر ہے۔ حکم ہو گا کہ اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اسی طرح ایک قاری کو بلا یا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم قاری کس لیے بنے؟

کہے گا کہ: اے اللہ! آپ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے قرأت اس لیے کی تاکہ کہا جائے گا کہ تو بہت بڑا قاری ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا پھر ایک سختی کو بلا یا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ مال کس لیے خرچ کیا؟ کہے گا کہ: اے اللہ! آپ کے لیے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جھوٹ کہتا ہے، تو نے اس لیے خرچ کیا تاکہ کہا جائے کہ تو بہت بڑا سختی ہے۔ اس کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم شریف ص ۱۲ ج: ۲ باب من قاتل للر یا والسمعة استحق النار) معلوم ہوا کہ دکھاوا اتنا خطرناک مرض ہے کہ ایک شہید کی شہادت قبول نہیں ہوئی۔ ایک قاری کی قرأت قبول نہیں ہوئی۔ ایک سختی کی سخاوت قبول نہیں ہوئی۔ جان بھی گئی، مال بھی گیا، قرأت سیکھنے کی محنت بھی گئی اور جنت بھی نہ ملی۔ لہذا دل کو طویلناچا ہے کہ ہم کس لیے عمل کر رہے ہیں اور اس مرض کے علاج کی فکر کرنے چاہئے۔

ریا سے حفاظت کا اور اخلاص کے حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت مفتی شفیع صاحب مفتی عظیم پاکستان نے اپنے شیخ و مرشد حضرت حکیم الامت مجدد الہملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس شعر کے متعلق پوچھا کہ: حضرت! شاعر نے جو یہ کہا ہے کہ ایک منٹ کی صحبت اہل اللہ سوسال کی اخلاص والی عبادت سے بہتر ہے۔ تو کیا یہ مبالغہ نہیں ہے؟ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: مفتی صاحب! یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ شاعر نے کم بیان کیا ہے کہ ”بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا“

شاعر کو یوں کہنا چاہئے تھا:

سے یک زمانہ صحبت با اولیاء  
بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا  
اللہ والوں کی صحبت ایک لاکھ سال کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے۔ اور  
اس کی وجہ حضرت نے ”ملفوظات حسن العزیز“ میں بیان فرمائی کہ شیطان نے  
ہزاروں سال عبادت کی، لیکن مردود ہونے سے نہ پنج سکا۔ لیکن اللہ والوں کا صحبت  
یافتہ مردود نہیں ہوتا، گناہ کا اس سے صدور تو ہو سکتا ہے لیکن دائرہ اسلام سے خروج  
نہیں ہو سکتا۔ ایمان ان شاء اللہ! اس کا سلامت رہے گا۔ حسن خاتمہ نصیب ہو گا اور  
اللہ والوں کا صحبت یافتہ گناہوں پر قائم بھی نہیں رہ سکتا، توفیق توبہ ان کی برکت سے  
نصیب ہو جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ: صحبت اہل اللہ میں جب یہ اثر ہے کہ وہ دائرہ اسلام  
سے خروج سے حفاظت کی ضامن ہے تو پھر وہ اس عبادت سے کیوں افضل نہ ہو گی  
جس میں یہ اثر نہ ہو۔

حضرت حکیم الامت نے اس کی کوئی دلیل نقل نہیں فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ نے  
ایک حدیث مجھے یاد دلائی جو حضرت حکیم الامت کے ارشاد کی دلیل ہے۔ بخاری  
شریف کی حدیث ہے:

”مَنْ أَحَبَّ عَمَدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا إِلَهٌ“

(بخاری شریف ص ۸ ج ۱:)

جو شخص کسی بندے سے صرف اللہ کے لیے محبت کرتے تو اس کو حلاوت ایمانی

نصیب ہوگی اور ملاعی قاری فرماتے ہیں: وَ قُدْ وَرَدَ آنَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ إِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ أَبَدًا وَ فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتَمَةِ (مرقاۃ ص: ۷۳ ج: ۱) یعنی حلاوت ایمانی جس قلب کو عطا ہوتی ہے پھر کبھی اس دل سے نہیں نکلتی، اور جب ایمان کبھی دل سے نکلے گا ہی نہیں تو اس میں حسن خاتمه کی بشارت موجود ہے اور دوسری دلیل بھی بخاری شریف کی ہے «هُمُ الْجَلَسَاءُ لَا يَشْفَعُونَ جَلِيلُهُمُ» (بخاری ص ۹۲۸ ج: ۲) یہ اللہ والے ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے شقی اور بد بخت نہیں رہ سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو ایک دعا تعلیم فرمائی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: تم یہ دعا پڑھ لیا کرو تو تم دکھاوے کے مرض سے نجات پا جاؤ گے منْ قَلِيلٍهُ وَ كَثِيرٍهُ وَ صَغِيرٍهُ وَ كَبِيرٍهُ چاہے تھوڑی ریا ہو یا زیادہ ہو، چھوٹا دکھاوا یا بڑا دکھاوا ہو، ہر قسم کے دکھاوے اور ریا سے نجات پا جاؤ گے۔ وہ دعا یہ ہے «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَ أَنَا أَعْلَمُ» (کنز العمال ص ۸۱۶ ج: ۲) اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں کہ آئندہ تیرے ساتھ دکھاوا اور شرک کروں، اور مجھے اس کی خبر بھی ہو لیکن ماضی میں جو کچھ ہو چکا وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ اے اللہ! اس سے بھی میں معافی چاہتا ہوں کہ دکھاوا ہو گیا اور مجھے پتہ بھی نہ چلا۔ لہذا أَعُوذُ بِكَ سے پاکی مل گئی اور أَسْتَغْفِرُكَ سے معافی مل گئی۔ تو پاکی بھی ملی اور معافی بھی ملی۔ اور کیا چاہئے؟ یعنی بندہ ریا سے پاک کر دیا گیا اور جو کچھ دکھاوا ماضی میں ہو چکا اس کی معافی مل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دعا سکھائی اس

میں ریائی، دکھاوا اور شرکِ خفی سے پا کی بھی ہے اور معافی بھی ہے۔  
لیکن اگر کوئی دعا کرتا رہے کہ اے اللہ! مجھے اولاد دے دے اور شادی نہ  
کرے تو کیا اس کو اولاد ملے گی؟ ایسے ہی ریاسے بخنس کی یہ دعا جب قبول ہو گی جب  
اللہ والوں کی صحبت میں رہو۔ قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ  
نے فرمایا کہ: اللہ والوں کی صحبت میں رہنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل  
ہے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ: مگر ایک منٹ کی اخلاص کی عبادت نصیب نہیں ہو گی جب  
تک اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاؤ گے۔ اخلاص ملتا ہی ہے اللہ والوں کی صحبت  
سے۔

اب اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف دعا سکھائی،  
صحبتِ اہل اللہ کی قید تو نہیں لگائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ جن کو یہ دعا سکھائی جا رہی تھی وہ بھی تو صحبت یافتہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے۔ جن کو صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل تھی ان کو یہ دعا بتائی گئی۔ معلوم ہوا  
کہ اللہ والوں کی صحبت بھی حاصل رہے اور یہ دعا بھی رہے تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ!  
کام بن جائے گا۔ (انعاماتِ رباني س: ۱۱۳ تا ۱۱۶ از مواہب ربانية)

## صحبتِ اہل اللہ اور سائنسی تحقیق

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ: اگر سیب خریدنا ہو تو بازار اور منڈی سے مت  
خریدو، سیب کے باغ میں چلے جاؤ۔ بازار میں تو باسی اور گلاسٹر اسیب ملے گا اور بازار

کے گرد و غبار اور دھوپ کی گرمی سے الگ سابقہ پڑے گا اور باغ میں تازہ تازہ سبب پاجاؤ گے۔ تو اللہ والوں کے پاس بیٹھنا گویا سبب کے باغ میں بیٹھنا ہے۔ اگر ان کے یہاں سوتے بھی رہو گے تو ان کی نسبت مع اللہ کے سبب کی خوشبو ملتی رہے گی۔ میرے شیخ حضرت مولانا ابراہم حق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: اگر کوئی شخص رات کی رانی کے نیچے چار پائی بچھا کر سو جائے مگر صحیح جب اٹھے گا تو دماغ تازہ ملے گا۔

اسی طرح اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں اگر کوئی سوبھی جائے تہجد بھی نہ پڑھے تو بھی قلب میں نور پہنچ جائے گا۔ سامنے دنوں کے نزدیک تو انسانوں کی سانس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوتی ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کی سانس میں اور اولیاء اللہ کی سانس میں صرف کاربن ڈائی آکسائیڈ نہیں ہوتی، ان کے پاکیزہ انوار کو سامنے دان کیا جانیں! انفاسِ نبوت صحابہ ساز ہوتے ہیں اور انفاسِ اولیاء اولیاء ساز ہوتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے قلب میں اللہ کا نور بھرا ہوا ہے۔ جلے بھنے دل سے جو سانس نکلتی ہے اس میں وہ انوار شامل ہوتے ہیں جو دوسرے دلوں میں نفوذ کر جاتے ہیں لیکن صحبت اہل اللہ کے باوجود جن لوگوں کے سلوک میں دیر ہو رہی ہے، وصول الی اللہ نصیب نہیں ہو رہا ہے وہ کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا ہیں۔

(افضال ربانی ص: ۳۲: ازمواہب ربانیہ)

## انسانی طبیعت کی خاصیت اور صحبت صالحین

ارشاد فرمایا کہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں صفات و اخلاق کا عکس حاصل کرنے کا مادہ اور خاصیت رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں یہ صلاحیت نہیں رکھی، کسی سور کو ہر ان کے ساتھ رکھتو اس کی عادت تبدیل نہیں ہوگی، کسی مکھی کو پروانے کے ساتھ رکھتو اس کی خصلت تبدیل نہیں ہوگی، کیوں کہ انہیں ولی اللہ نہیں بنانا تھا، اور انسان کو ولی اللہ بنانا تھا کسی ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی اللہ بن جاتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ: جو سالک اللہ اللہ کرتے ہیں ان میں شیخ کا فیض جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

(سفرنامہ ڈھاکہ) (بنگل دیش) ص: ۲۵۲)

## صحبت اہل اللہ سے بے نیازی کا انجام

اس عالم میں کتنے لوگ ہیں کہ نہ گوری کو چھوڑتے ہیں نہ کالی کو، ان کی نظر مثل سانڈھ ہوتی ہے، ڈال پر قلقہ بھی کرتا ہوں تاکہ اہل قرأت کو مزہ آجائے، کیونکہ قلقہ بھی بڑی اہم چیز ہے۔ تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ: صاحب! ہم تو سانڈھ کی طرح رہنا چاہتے ہیں، وہ ہر کھیت میں منہ ڈال کر مزہ لیتا ہے، مگر ذرا اس کی کھال کو بھی ملاحظہ کرو کہ اس کو کتنی لاثھیاں پڑتی ہیں؟ اور جب بیمار ہوتا ہے تو اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا، مولیٰ شی کے ڈاکٹر کے پاس کوئی لے جانے والا نہیں ہوتا اور جب مر جاتا ہے تو چیل کوے کھاتے ہیں، اور جو بیل کسی کسان کی تابعداری میں رہتا ہے اور اس کی رسی اپنی

گردن میں ڈال دیتا ہے وہ اس کو دونوں وقت کھانا بھی کھلاتا ہے، بیمار ہو جاتا ہے تو علاج بھی کرتا ہے، مر جاتا ہے تو مر نے سے پہلے ہی آثار دیکھ کر ذبح کر کے کھا جاتا ہے۔ تو ایسے ہی کسی شیخ سے والبستہ ہو جاؤ ان شاء اللہ! یہ چیز کام آئے گی۔

جب آئینَ الْمُتَحَاكِيُّونَ فیَّ کا اعلان ہو گا کہ جو لوگ حساب کتاب سے پریشان ہیں، میدانِ محشر ہے، سورج بہت قریب ہے، لوگ تمازتِ آفتاب سے پسینے پسینے ہو رہے ہیں لیکن جو دنیا میں میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ نہ علاقائی تعلق تھا، نہ خاندانی، نہ ضلعی، نہ مفادتی، نہ بلدیاتی، نہ صوبائی، نہ ملکی، نہ بین الاقوامی۔ صرف ہماری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے وہ عرش کے سامنے میں آ جائیں۔

(آفتاب نسبت من اللہ ص: ۳۳۱-۳۳۲)

## صحبتِ اہل اللہ محفوظ ایمان ہے

مفتي اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت<sup>ؒ</sup> سے عرض کیا

کہ:

شاعر نے کہا ہے

یک زمانہ صحبتے با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بر ریا

تو کیا واقعی اللہ والوں کے پاس بیٹھنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے؟ حکیم الامت نے فرمایا کہ: آپ کو تعجب کیوں ہو رہا ہے؟ اللہ والوں کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا سو سال کی عبادت سے بہتر ہے، یہ شاعر نے کم بیان کیا ہے۔

### بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان نے لاکھوں سال عبادت کی تھی مگر کثرتِ عبادت سے دائرہِ مردودیت سے نہیں نج سکا، دائرہِ اسلام سے اس کا خروج ہو گیا، لیکن جو اللہ والوں کے صحبت یافتہ ہوتے ہیں تو خطائیں تو ان سے ہو سکتی ہیں مگر دائرةِ اسلام سے ان کا خروج نہیں ہو سکتا، ان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔ (آفتاب نسبت مع اللہ: ۳۲۹)

### تقویٰ کی فرضیت اور اس کا طریقہ حصول

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہم سب لوگوں پر تقویٰ کو فرض قرار دیا ہے۔ عالم ہونا، حافظ ہونا، قاری ہونا فرض کفایہ ہے جیسے نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ جنازے میں شریک ہو جائیں تو پوری بستی کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے، اگر بستی میں چند لوگ بھی عالم اور حافظ ہو گئے تو سب کا فرض ادا ہو گیا، لیکن متینی ہونا اور اللہ کا ولی بننا اللہ نے سب پر فرض عین فرمادیا کہ دنیا سے کوئی بندہ واپس ہو کر میرے پاس نہ آئے جب تک ولی اللہ نہ ہو جائے، پر دلیں کی کمائی میں سے ہم کچھ نہیں چاہتے، نہ ہم تمہاری بلڈنگ کا چاہتے ہیں، نہ تمہارا بینک بیلنس چاہتے ہیں، نہ تمہارے قالین چاہتے ہیں، نہ تمہاری فلکٹریاں چاہتے ہیں، ہم تم سے کچھ مطالبہ نہیں کرتے صرف اتنا چاہتے ہیں کہ تم غلام بن کر دنیا میں آئے ہو لیکن ہمارے ولی بن کر ہمارے پاس آؤ، یہاں ایسا عمل کرو کہ ہم تمہاری غلامی کے سر پر اپنی دوستی کا تاج رکھیں اور پھر تم کو

قیامت کے دن بھی عزت، جنت اور راحت دیں اور تم ایسے ولی اللہ بن جاؤ کہ جو تمہارے پاس بیٹھ جائے وہ بھی ولی اللہ ہو جائے، ایسے لگڑے آم بنو کہ دیسی آم تمہاری قلم کھا جائے تو وہ بھی لگڑا آم بن جائے۔ میرے مرشد شاہ ابرار الحق صاحب فرماتے ہیں کہ: دیسی آم لگڑے آم کی صحبت سے لگڑا آم بنتا ہے، لیکن دیسی دل اللدوالوں کی صحبت سے لگڑا دل نہیں بنتا لگڑا دل بنتا ہے ایسا لگڑا دل کہ جوان کے پاس بیٹھتا ہے وہ بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ (آفتاب نسبت من اللہ ص: ۳۶۲، ۳۶۳)

## اکابر کے نزد یک صحبت شیخ کی اہمیت

یہ علامہ انور شاہ کشمیری کا ارشاد ہے انہوں نے مولانا عبداللہ شجاع آبادی سے فرمایا کہ: بخاری شریف ختم ہوئے لیکن روح بخاری ابھی نہیں ملے گی، جاؤ کم سے کم چھ مہینے کسی اللدوالے کی جو تیاں اٹھاؤ وہاں تم کو روح بخاری ملے گی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: حدیث پڑھنے اور پڑھانے کا مزہ جب ہے کہ استاد بھی صاحب نسبت ہو اور شاگرد بھی صاحب نسبت ہو، آج اسی در دل کی کمی ہے، مدارس کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے لیکن اب طلبہ کو بھی ذوق نہیں رہا، اہل اللہ سے محبت معمولی نعمت نہیں ہے لیکن ہم خوش ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور جو تبصرہ کرتے ہیں کہ یہ پیری مریدی والے سب چکر باز ہیں، پاگل ہیں ان کے لیے میں ایک شعر پڑھتا ہوں۔

مرے حال پر تبصرہ کرنے والو  
تمہیں بھی اگر عشق یہ دن وکھائے

## صحبت شیخ کے فیوض و برکات

الحمد للہ! کہ بچپن ہی سے اللہ نے مجھے اہل اللہ کی محبت عطا فرمائی اور میں نے کسی کی پرواہ نہیں کی یہاں تک کہ اس اساتذہ بھی منع کرتے تھے گو اخلاص سے کہ، پیری مریدی میں کہیں اس کی علمی استعداد کمزور نہ ہو جائے، میں نے کہا کہ: میں ہر طرح سے بر باد ہونے کے لیے تیار ہوں مگر اپنے قلب میں اپنے مولیٰ کو آباد کرنا چاہتا ہوں، مجھے سب کے تبصرے منظور ہیں۔ لیکن اب وہی اساتذہ جو ہم کو منع کرتے تھے کہ: شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیادہ مت جایا کرو، علم میں زیادہ محنت کرو، انہیں اساتذہ نے جنہوں نے ہمیں مشکلوۃ شریف پڑھائی تھی جب میری تقریر سنی تو ٹوپی اتنا کر فرمایا کہ: میرے سر پر ہاتھ رکھ دو اور میری مشنوی کی شرح پڑھ کر میرے فارسی کے استاد نے پوچھا کہ کیا تم نے کہیں اور بھی فارسی پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے جو فارسی پڑھائی تھی اتنی ہی پڑھی ہے باقی سب حضرت کی کرامت و برکت ہے کہ اہل ایران جن کی مادری زبان فارسی ہے وہاں کے ایک بڑے عالم علامہ زاہد نیشاپوری نے خط لکھا کہ تمہاری مشنوی جو پڑھتا ہے اس کو مشنوی مولا ناروم سمجھتا ہے ”ہر کہ او مشنوی اخترا بخواندا اور امولانا ناروم پندارد۔“

حضرت والا کی شرح مشنوی پر علامہ بنوریؒ کا ارشاد مبارک  
اور مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرا صرف ایک شعر دیکھا وہ کیا شعر تھا  
کہ ۔

اہلِ دل آنکس کہ حقِ را دل دہد  
دل دہد اور اک دل رامی دہد

اہلِ دل وہ ہیں جو اللہ کو اپنا دل دیتے ہیں اور مر نے والی لاشوں پر نہیں مرتے،  
جس نے ماں کے پیٹ میں دل بخشا اسی کو دل دیتے ہیں، تو حضرت مولانا بنوری رحمۃ  
اللہ علیہ نے جو اتنے بڑے عالم اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید  
تھے میری فارسی کی مشنوی دیکھ کر فوراً افرمایا کہ:

(لَا فَرْقَ بَيْنَكُ وَبَيْنَ مَوْلَانَاؤْمُومُ)

یعنی مجھے اندر میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا یعنی کلام کے  
اعتبار سے، مقام کے اعتبار سے نہیں۔ لیکن مشنوی کی جو میں نے شرح لکھی ہے آج  
سامنے عالم میں غلغلدیج رہا ہے۔

## مولانا منظور احمد نعمانی لکھنؤی کا ارشاد مبارک

لکھنؤ کے مولانا منظور نعمانی نے مجھ سے خود فرمایا کہ: اب میں کوئی کتاب نہیں  
پڑھتا تیری ہی مشنوی مولانا روم میرے سرہانے رکھی ہے اور میں اسی کو پڑھ رہا  
ہوں۔ اللہ کا شکر ہے بڑے بڑے علماء میری مشنوی پڑھ رہے ہیں۔

(آفتاب نسبت من اللہ ص: ۴۳۵، ۴۳۷)

## صحبت اہل اللہ کی افادیت ایک حسی مثال سے

میرے شیخ حضرت شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی کانپ رہا ہے اسے ایک پیالی گرم گرم چائے پلا دو، تو ایک پیالی چائے اسکے مزان کو بدل دیتی ہے تو ایک پیالی چائے کیا اولیاء اللہ سے بڑھ جائے گی؟ کیا اولیاء اللہ کی برکتوں سے اور ان کی صحبوتوں نے نفس کا مزانج فاسقانہ نہیں بدل سکتا؟ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۷۳)

## صحبت اہل اللہ اور شیطان کی چال سے حفاظت

یہ عجیب راستہ ہے جو پہلے اللہ والے پر فدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذات پر فدا کرتے ہیں۔ یہ زینہ بزینہ راستہ ہے۔ صحابہ کرام نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کی، تب صحابہ اللہ پر فدا ہوئے۔ اللہ والوں کی محبت فرستہ ایڈ ہے، اس کے بعد پھر اعلیٰ مقام ملتا ہے، اللہ والوں کی صحبت کی برکتوں سے احسانی کیفیت ملتی ہے۔ آپ ایک لاکھ کتابیں پڑھ لیں، ایک لاکھ کتابیں پڑھا لیں لیکن آپ کی عبادت میں مزہ اور درد نہیں آئے گا جب تک کسی اللہ والے کی صحبت نہ اٹھائیں گے۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اللہ والوں کے ساتھ رہو تو آپ کو ایسا درد ملے گا۔ ایسا ایمان و یقین ملے گا کہ تمہاری دور کعت نماز ایک لاکھ رکعات سے بڑھ جائے گی اور وہ بدھوا اور بے وقوفوں کی جماعت ہے کہ جو الگ الگ اپنی عبادت کر رہے ہیں، لیکن اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھاتے، شیطان ان کو الوبنا

دیتا ہے، تکبیر اور بڑائی دل میں ڈال دیتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ایک دیہاتی روز انہ تہجد پڑھتا تھا مگر اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاتا تھا، اپنی تہجد پر اس کو ناز تھا۔ ایک دن ایک جاہل اس کی چھٹت پر چڑھ گیا اور جب یہ تہجد پڑھ چکا تو اس نے کہا: میں تمہارا رب ہوں، تم تہجد پڑھتے پڑھتے بدھے ہو گئے اب مجھے رحم آ رہا ہے، میں نے تمہارا تہجد معاف کر دیا۔ دوسرا دن سے اس نے تہجد چھوڑ دیا۔ دیکھا آپ نے! اگر یہ اللہ والوں کی صحبت میں ہوتا تو سمجھ جاتا کہ یہ کوئی شیطان ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ اہل اللہ کی صحبت ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ (خزانہ شریعت و طریقت ص: ۲۳۷، ۲۳۵)

## صحبت اہل اللہ کا اسلاف سے ثبوت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مظہر جان جاناں کو اتنی عزت دی کہ ان کے خلیفہ شاہ غلام علی صاحب کے ہاتھ پر مولانا خالد کردی شام سے دہلی آ کر بیعت ہوئے اور پیر کا اتنا ادب کیا کہ شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز دہلوی ان سے ملاقات کے لیے گئے تو مولانا خالد کردی نے ملاقات نہیں کی اور خانقاہ کے اندر سے پرچہ بھیجا کہ میں آج کل اپنے پیر کے پاس چلہ لگا رہا ہوں، میں اس دوران کسی سے نہیں ملوں گا، چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم شیخ ہو، اپنے پیر ہی کو دیکھوں گا، چالیس دن پورے کرنے کے بعد اپنے نفس کو مٹا کر میں خود آپ کی غلامی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

مظہر جانِ جاناں کے سلسلے کی برکت دیکھئے کہ علامہ آلوی السید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی والے مولانا شاہ خالد گردی سے بیعت ہوئے جو حضرت مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ تھے، تو اللہ نے ان کے سلسلے میں بہت برکت دی اور ساری عالم میں ان کا ڈنکا پڑا دیا۔ آج مولوی کہتے ہیں کہ کیا ضرورت ہے مرید ہونے کی!

علامہ آلوی صاحب تفسیر روح المعانی کیا معمولی عالم تھے؟ روح المعانی اتنی بڑی تفسیر ہے کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: کہ عربی زبان میں تفسیر روح المعانی کے مقابلہ میں کوئی تفسیر نہیں ہے۔ تو یہ مفسر عظیم مرید ہوا حضرت علامہ شاہ خالد گردی سے جو ملک شام میں رہتے تھے اور علامہ شامی کتنے بڑے شخص ہیں، وہ بھی شام جا کر مولانا خالد گردی سے مرید ہوئے۔

## ولایت کے لیے علمیت شرط نہیں

تو ولی اللہ ہونے کے لیے عالم ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ ضرورت دین ہو چاہے وہ بہشتی زیور سے حاصل کر لے یا علماء اور اہل اللہ کی صحبت سے، لیکن ایک لمحہ اللہ کو ناراض نہ کرے اور گناہوں سے بچے تو شخص ولی اللہ ہے اور اگر عالم ولی اللہ ہو تو نور علی نور ہے، ایک علم کا نور ہے، ایک تقویٰ کا نور، اور اگر بخاری شریف پڑھا رہا ہے، تفسیر جلالیں پڑھا رہا ہے لیکن حسین لڑکوں پر نظر ڈالتا ہے یا کسی کالی گوری کو دیکھتا ہے اور گناہ سے نہیں بچتا تو یہ باوجود شیخ الحدیث ہونے کے فاسق ہے۔ اور جو عالم

نہیں ہے مگر اپنے اللہ کو ایک لمحہ ناراض نہیں کرتا، تقویٰ سے رہتا ہے یہ اللہ کا ولی ہے، عالم ہونا فرض کفایہ ہے اور تقویٰ فرض عین ہے، اللہ نے ہر مسلمان پر متقیٰ ہونا اور ولی بننا فرض کر دیا ہے کہ میرے پاس بغیر ولی بنے نہ آنا، نافرمان بن کے نہ آنا یا کہ **الَّذِينَ أَمْنُوا اتَّقُوا اللَّهَ أَكْبَرَ** اے ایمان والو! اللہ سے ڈر کے رہو، تقویٰ سے رہو تاکہ تمہاری غلامی کے سر پر ہم اپنی دوستی کا تاج رکھدیں۔ الہذا جب تم میرے پاس آؤ تو میرے ولی بن کر آؤ تو معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر ولایت فرض عین ہے کیونکہ تقویٰ فرض عین ہے، جو متقیٰ ہوتا ہے وہ ولی ہوتا ہے اور جو ولی ہوتا ہے وہ متقیٰ ہوتا ہے۔ الہذا ہر مسلمان پر کسی صاحب تقویٰ کی صحبت میں رہنا اور اصلاح کرنا اور شیخ کپڑنا فرض ہے۔ حکیم الامت کا جملہ ہے کہ ”میں اللہ والوں کا دامن کپڑنا، ان کی صحبت میں رہنا اور شیخ کپڑنا فرض عین قرار دیتا ہوں کیونکہ بغیر اس کے اصلاح نہیں ہوتی۔“

## محض کتابی علم کے ناکافی ہونے کی مثال

جیسے تیرنے کا فن مع تراکیب کتابوں میں لکھا ہے اور اسکے سب نقشے بھی ہوتے ہیں کہ یوں ہاتھ مارو، یوں لیٹو، یوں تیرو، لیکن اگر محض کتاب لیکر دریا میں چلے جاؤ تو کتاب بھی ڈوبے گی اور خود بھی ڈوبو گے اور اگر تیرنے والوں کے پاس کچھ دن رہ لو تو تیرنا آجائے گا کتاب کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ میں نے بغلہ دلیش کے دیہاتوں میں دیکھا کہ پانچ چھ سال کا بچہ پورا دریا تیر کر پار کر لیتا ہے کیونکہ بغلہ دلیش کہتے ہیں کہ: ہم بچے کو پیدا ہوتے ہی پانی میں ڈال دیتے ہیں، یہ صحبت کا اثر

ہے۔ تو اہل اللہ کے صحبت یا نتے لوگ ولی اللہ ہو گئے اور غیر صحبت یافتہ عالم ولی اللہ نہیں ہوئے، جنہوں نے صحبت اختیار نہیں کی وہ عالم ہو کر بھی ولی اللہ نہیں ہوئے اور جو عالم نہیں ہیں وہ بقدر ضرورت علم دین سیکھ کر اللہ والوں کی صحبت سے ولی اللہ ہو گئے۔

دیکھو! حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ عالم نہیں تھے، حافظ تھے، میاں جی ان کا لقب تھا، تو حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کوئی ولی اللہ عطا فرماتا کہ میں اس سے مرید ہو جاؤں، تو خواب میں دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمائیں اور حضرت میاں جی نور محمد بھنگنا نوی تشریف رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ پکڑا اور حضرت میاں جی کے ہاتھ پر رکھ دیا کہ تم ان سے مرید ہو جاؤ، ان کی کبھی تکبیر اولیٰ بھی نہیں چھوٹی تھی۔

(آنکتاب نسبت مع اللہ ص: ۶۵۷ تا ۶۲۷)

## درس نظامی کے بانی کا عجیب واقعہ

ارشاد فرمایا کہ: آج کل درس نظامی پڑھنے کو کافی سمجھتے ہیں، اور اہل اللہ کی صحبت کو ضروری نہیں سمجھتے، وہ اس واقعہ سے سبق لیں کہ درس نظامیہ کے بانی ملا نظام الدین جنہوں نے فتاویٰ عالیگیری مرتب کی، ان کو بادشاہ عالمگیری نے فتاویٰ عالم گیری لکھنے کے لئے پانچ ۵۰۰ علماء کا افسر مقرر کیا تھا، پانچ سو علماء ان کے ماتحت تھے لیکن وہ خود جا کر بیعت ہوئے شاہ عبد الرزاق صاحب بالعلویہ سے، جن کا قرآن شریف بھی ختم نہیں ہوا تھا لیکن ان کو علم لدنی حاصل تھا۔ یہ واقعہ میرے شیخ

شہاب الدین صاحب الشیعی نے سنایا تھا۔ ملا نظام الدین صاحب کے ان سے بیعت ہونے پر لکھنؤ کے پانچ سو علماء نے مذاق اڑایا اور اعتراض کیا کہ حضرت اتنے بڑے عالم ہو کر آپ ایک غیر عالم سے بیعت ہو گئے۔ تو فرمایا کہ آپ لوگ نہیں جانتے، ہم کتاب اللہ کو جانتے ہیں وہ اللہ کو جانتے ہیں۔ لیکن علماء نہیں مانے تو حضرت نظام الدین شہاب الدین صاحب کی خدمت میں گئے، اور عرض کیا کہ حضرت! لکھنؤ کے علماء مجھ پر اعتراض کر رہے ہیں، آپ میری عزت کے لئے تشریف لے چلیں، میں ان کو آپ کی تقریر سناؤں گا تو حضرت دور کعت پڑھ کر بہت روئے کہ یا اللہ! اتنے بڑے عالم کی عزت کا مسئلہ ہے لہذا مجھے بیان کرنے کی سعادت نصیب فرمادے، جس کا قرآن بھی ختم نہ ہوا ہو اور جو بالکل اُمی تھے، لکھنؤ تشریف لے گئے۔ سٹیچ پر بٹھایا گیا اور پانچ سو علماء کے محضر میں حضرت شہاب الدین صاحب نے تقریر شروع کی، اور بخاری شریف کی حدیث بیان کی اور اس کے بعد منطق و فلسفہ کے مسائل اور شیخ بوعلی سینا کی تحقیقات بیان کرنا شروع کیں۔ اور پھر ایسے دقيق اور غامض مضامین بیان کئے کہ شروع شروع میں تو علماء کچھ کچھ سمجھے، لیکن اس کے بعد بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تب حضرت نے جوش میں فرمایا کہ اے علماء کرام! آپ لوگوں نے الف باء تاء چھوٹے چھوٹے حروف میں پڑھا ہے اور اپنے ہاتھ کو دراز کر کے فرمایا کہ ہم کو اللہ نے اتنے بڑے حروف میں پڑھایا ہے۔ افسوس! لوگ اللہ والوں کو نہیں پہچانتے کہ ان کا کیا مقام ہے؟ اور ان کی صحبت سے کیا ملتا ہے؟ جس کو کسی اللہ والے کی صحبت مل جائے اس پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔

اور چاہے وہ بڑا عالم بھی نہ ہو لیکن اس سے لوگوں کو نفع زیادہ ہو گا۔

(معارف ربانی، سفر نامہ مری یونین ص: ۱۵۳، ۱۵۵)

## صحبت اہل اللہ کی برکت سے شیطان سے حفاظت

ارشاد فرمایا کہ: شیخ کی صحبت میں وہ علوم نصیب ہوتے ہیں کہ سو برس کی عبادت سے بھی وہ چیز حاصل نہیں ہوتی، بہت سے لوگ جن کا کوئی شیخ نہیں تھا کافر ہو کر مر گئے، شیطان نے ان کو کافر میں بنتا کر کے اور مردود بنانا کر دنیا سے رخصت کر دیا، لیکن جو لوگ شیخ کی صحبت میں رہتے ہیں ان کو شیطان مردود نہیں کر سکتا۔ ایک شخص نے حکیم الامت کو لکھا کہ میں کافر ہو رہا ہوں کیوں کہ ہر وقت مجھ کو کافر یہ خیالات آرہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ میرے توقعات کو بھی صحیح نہیں ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ میرا خاتمہ خراب نہ ہو جائے۔ حضرت نے ان کو لکھا کہ: جب آپ کو کافر کا وسوسہ آتا ہے کہ اُس وقت آپ کو خوشی ہوتی ہے یا تکلیف؟ انہوں نے لکھا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ کاش میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ حضرت نے لکھا: کہ اطمینان رکھئے آپ مومن کامل ہیں اسی وجہ سے تو آپ کو کافر کے وسوسے سے تکلیف ہوتی ہے۔ کسی کافر کو اپنے کفر سے کوئی تکلیف، کوئی صدمہ اور غم نہیں ہوتا۔ اگر ان کو تکلیف ہوتی تو مسلمان نہ ہو جاتے؟ یہ علامت آپ کے ایمان کامل کی ہے۔ بتائیے! یہ کوئی معمولی علم ہے۔ اگر اس شخص کا کوئی شیخ نہ ہوتا تو یہ خود کو کافر سمجھ کر ہلاک ہو جاتا۔

(معارف ربانی ص: ۲۰۲، ۲۰۳)

## دین دار بننے کے لیے آسان نسخہ

دین دار بننے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میرے نیک بندوں میں رہو گے تو میرا خوف، تقویٰ اور دین تم میں آسانی سے آجائے گا۔ بیس نمازوں میں ایک بے نمازی کو رکھ دو تو نمازی بن جائے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ والا بنانے میں نیک صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز موثر نہیں۔ نیک بننے کا یہی ایک آسان راستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ”**كُونُوا مِعَ الصَّادِقِينَ**“ اگر نیک بننا چاہتے ہو تو نیکوں میں رہ پڑو۔

(ارشادات در دل ص: ۲۵۷)

## شکستِ توبہ کا علاج

پروفیسر سید سلمان ندوی حضرت والا کے ارشاد پر اپنے والد صاحب علامہ سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سنار ہے تھے۔ حضرت والا نے اسی دوران ایک شعر کی تشریع میں ارشاد فرمایا کہ: جس کی توبہ بار بار ٹوٹ جاتی ہو، جلد جلد گناہوں سے منہ کالا کر لیتا ہو اس کا علاج یہی ہے کہ وہ اہل اللہ یا اہل اللہ کے علماء کی صحبت میں رہے، اور ایک معتد بہ مدت تک رہے، ان شاء اللہ! پھر اس کو ایسی توبہ نصیب ہو جائے گی جو نہ ٹوٹے۔ (پر دل میں میں تذکرہ وطن ص: ۱۳۳، ۱۳۴)

## اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے

میں اللہ والوں کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہوں لیکن جو لوگ میرے ساتھ سفر کر چکے ہیں چھوٹا سفر ہو یا بڑا ان سے پوچھو کہ انہیں مزہ آتا ہے یا نہیں؟ دیکھو! اس وقت اللہ کی محبت میں موریش سے دو عالم آئے ہوئے ہیں اور برطانیہ سے بھی کچھ لوگ آئے ہیں، اگر یقین نہ آئے تو ان سے حلف لے کر پوچھو کہ ان کو میرے پاس کیا ملتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کپڑے والوں سے، امر و دلتا ہے امر و دوالوں سے، کباب ملتا ہے کباب والوں سے اور اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔

میرے شیخ نے فرمایا تھا کہ لو ہے نے پارس پتھر سے پوچھا کہ سنा ہے کہ جو آپ سے ٹھیج ہوتا ہے وہ سونا بن جاتا ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ تو پارس پتھرنے لو ہے سے کہا کہ اے بے وقوف! انٹریشنل ڈونکی اینڈ مونکی! مجھ سے دلیل مت پوچھ، مجھ سے ٹھیج ہو کر دیکھا اگر سونا نہ بنے تو کہنا! تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر دلیل مانگنے والا بے وقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **كُوْمَعَ الصَّادِقِينَ اللَّهُ وَالْوَلُوْنَ كَوْنُوا مِثْلُهُمْ** (روح المعانی ص ۲۱ ج ۱۱) و یسے ہی ہو جاؤ خالطو ہم لیکن ہم میں لیکن اس میں اخلاص شرط ہے ورنہ اللہ نہیں ملے گا۔

(غم تقویٰ اور انعام ولایت، موعظ حسنہ ۱۰۳ صفحہ ۱۳، ۱۵)

## شیخ فضل و رحمت الہیہ کا واسطہ ہے

جب بھلی کے تاروں کی دائرنگ صحیح ہوتی ہے تو بھلی آجاتی ہے، تار واسطہ ہوتا ہے بھلی کا۔ اسی طرح اہل اللہ سے تعلق صحیح ہونا واسطہ بن جاتا ہے رحمت وفضل کی بھلی آنے کا۔ نظر تو فضل پر ہو مگر واسطہ کی قدر بھی ضروری ہے۔

(خزانہ شریعت و طریقت ص: ۶۵)

## رمضان المبارک اور صحبت صالحین

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے روزوں کی حکمت قرآن پاک میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ فرمائی ہے، جس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے آئی لیکن تَصِّلُوا بِذِلِّكَ إِلَى مَرْتَبَةِ التَّقْوَى (روح المعانی ص ۲۰۲ ج ۲: ط:رشیدیہ) تاکہ ان کے ذریعہ تم مرتبہ تقویٰ تک پہنچ جاؤ۔ اور دوسری آیت كُوئُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ میں صادقین کی صحبت کو بھی تقویٰ کا ذریعہ بتایا گیا۔ معلوم ہوا کہ رمضان المبارک تقویٰ کا سبب زمانی اور صحبت صادقین سبب مکانی ہے۔ پس رمضان میں کامیں کی صحبت سے تقویٰ پیدا کرنے کے دونوں اسباب زمان و مکان کے جمع ہو جاتے ہیں جس سے تقویٰ کا راستہ جلد طے ہوتا ہے۔ مشائخ کے یہاں رمضان میں سالکین کے جمع ہونے کی اصل یہ معلوم ہوتی ہے۔ (خزانہ شریعت و طریقت ص: ۱۳۵)

## صحبت اہل اللہ کی برکات اور بزرگوں کی کرامات

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے بدون استحقاق یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے میرے بزرگوں کی کرامت ہے یہ، ورنہ اختر چالیس سال تک پانچ منٹ تقریب نہیں کر سکتا تھا۔ جب میری تقریب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے تم کو دل بھی دیا اور زبان بھی دی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ: چالیس سال تک جو تم کو بولنا نصیب نہیں ہوا وہ مشاہدہ ہے شیخ عبدال قادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی، فرمایا کہ: شیخ عبدال قادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حالات میں لکھا ہے چالیس سال تک اللہ نے مجھ کو بے زبان رکھا اور اس کے بعد زبان عطا فرمائی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور یہ بھی لکھا کہ: بولنے میں جلدی مت کرو، تقریب جلدی مت کرو، پہلے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہو اور اپنے دل کا مٹکا بھرو، جب جام بھر کر چھلنے لگے تو امت کو چھلکتا ہو امال دو، اپنا مٹکا نہ خالی کرو۔ مگر آج اس زمانے میں اہل اللہ سے، اولیاء اللہ سے اور ان کے غلاموں سے اہل علم بہت دور دور رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کتب بینی تو کرتے ہیں قطب بینی نہیں کرتے، اسی کا انجام یہ ہے کہ آج امت میں ان کی عظمت نہیں ہے، جس کو دیکھوارے میاں! مولویوں کو چھوڑو، گولی مارو، ان کی بات میں کوئی مزہ نہیں، لیکن اگر کسی اللہ والے سے دوستی کرلو، اللہ اللہ کرلو تھوڑا سا، اور تمہارے دل میں اللہ کا رس اور در آ جائے، پھر دیکھو کون ہے ظالم جو میری بات نہیں سنتا؟ میں بھگاتا ہوں بعض وقت، الحمد للہ!

میں اپنے اللہ والوں کی غلامی کا صدقہ یہ دیکھتا ہوں  
 سے زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا  
 ہم ہی تھک گئے داستان کہتے کہتے  
 ہم ہی کہتے ہیں ہم تھک گئے، ورنہ امت یہی کہتی ہیں ذرا تھوڑا سا اور کچھ  
 سنائیے، یہ کیا ہے؟ یہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا صدقہ ہے، شاہ محمد  
 احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا صدقہ ہے، شاہ ابراہمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی  
 غلامی کا صدقہ ہے۔ معمولی بات نہیں میں کہہ رہا ہوں، اہل اللہ کی غلامی کو معمولی مت  
 سمجھو، ان کی صحبت ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے، اس مزہ کو نہیں جانتے  
 لوگ، لیکن پھر یہی کہوں گا کہ: اللہ کے لیے ان سے تعلق کرو۔

(خواں شریعت و طریقت ص: ۲۵۸، ۲۵۹)

## خاموش عبادت

آج صبح (۱۱ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء) پر میل ۱۲۸ بروز چہارشنبه بعد  
 نماز فجر بمقام جامعہ اشرف المدارس سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی) سیر کے بعد حضرت  
 والا دام ظلہم العالی نے مدرسہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی کے میدان میں چٹائی بچھوائی  
 اور وہیں پر استراحت فرمائی۔ تقریباً ایک گھنٹہ حضرت والا کے ساتھ ہم لوگ وہیں  
 رہے۔ ایک گھنٹہ بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ: ہم لوگ اتنی دیر سے یہاں  
 بیٹھے ہیں، نادان آدمی کہے گا کہ: ان صوفیوں کا عجب حال ہے، نہ ذکر کر رہے ہیں نہ  
 تلاوت، نہ تہجد، خاموش بیٹھے ہوئے وقت ضائع کر رہے ہیں، لیکن اس کو خر نہیں کہ یہ  
 کُونْوَا مَعَ الصَّادِقِينَ کی عبادت کر رہے ہیں۔ کُونْوَا امر ہے، یہ تمیل امر کر

رہے ہیں، فرشتہ ان کے اعمال نامے میں کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کا ثواب لکھ رہا ہے۔ کُونُوا میں کسی عبادت کا حکم نہیں ہے۔ اس میں خاموش محبت کی بے زبانی بھی قبول ہے کیوں کہ اس پر کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ صادق ہے۔ قرآن پاک کے حکم پر عمل ہو رہا ہے کہ صادقین کے پاس رہ پڑو، پھر اس سے بڑھ کر اور کون سا تصوف ہو سکتا ہے؟ (خزانہ شریعت و طریقت ص: ۲۹۴، ۲۹۵)

## مربی بنانے میں دیر کرنا سخت نقصان دہ ہے

اب ذرا عاشقوں کی بات سنو! مولانا رومی فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی پر غسل واجب تھا، وہ دریا کے کنارے کھڑا کھدر رہا تھا کہ اے دریا! میں ناپاک ہوں تیرے اندر کیسے آؤں، مجھے شرم آتی ہے کیونکہ تو پاک ہے اور میں ناپاک، تیری شانِ عزت اور عظمتِ رُکاوٹ ڈالتی ہے، تو دریا نے ہش کر کہا کہ اے بے وقوف انٹریشنل ڈنکی اور منکی! تو قیامت تک ناپاک رہے گا جب تک میرے اندر نہیں آئے گا، میرے اندر تجویز ہزاروں نہا کر پاک ہو جاتے ہیں اور مسجدوں میں جا کر امامت کرتے ہیں اور میرا پانی پاک رہتا ہے۔ تو گناہوں کی وجہ سے خانقاہوں میں جانے اور اللہ کو یاد کرنے میں دیر مت کرو، چاہے ہزاروں گناہ کی عادت ہو فکر مت کرو، جلدی سے اللہ والوں کے دریائے فیض اور دریائے طاقتِ روحانی کے پاس چلے جاؤ، خانقاہوں میں رہوان شاء اللہ! گناہ چھوڑ ناہیں پڑیں گے خود چھوٹ جائیں گے۔

بعضوں کو شیطان بہکاتا ہے کہ پیروں کے پاس مست جانا اور نہ گناہ چھوڑ ناپڑیں گے اور یہ مزید ارزندگی اور حرام لذت کیسے ملے گی؟ تو میرے شیخ مولانا ابرا راحق

صاحب نے فرمایا کہ: اللہ والوں کے پاس جا کر گناہ چھوڑ نہیں پڑتے خود چھوٹ جاتے ہیں اور اس کی ایک مثال دی۔ اب مثال بھی سنو! کہ کراچی میں ایک آدمی دس ہزار روپے رشوت لے کر چلا، اچانک اس کے ایک دوست نے آ کر کان میں بتایا کہ پولیس تمہیں پکڑنے آ رہی ہے تو اس رشوت لینے والے نے ادھر ادھر دیکھا، قریب ہی گٹر کے ڈھکن کھلے تھے، پاکستان غریب ملک ہے، وہاں چرسی گٹر کے ڈھکن چڑا کر بیٹھ دیتے ہیں اور بیڑی پی لیتے ہیں، تو اس نے پہلے تو ڈھکن چور کو دعا دی کہ اے اللہ! اس کو معاف کر دے پھر اس نے جلدی سے دس ہزار روپے گٹر میں پھینک دیئے۔ اب جب پولیس نے کہا کہ: جیب کی تلاشی دو، ہم کو انفارمیشن، اطلاع ملی ہے کہ تم نے دس ہزار روپے رشوت لی ہے تو اس نے کہا کہ صاحب! دیکھ لجئے اور دونوں ہاتھ اٹھادیئے اب وہاں کچھ بھی نہ نکلا تو پولیس والوں نے کہا کہ سوری، ہمیں غلط اطلاع ملی تھی۔ تو میرے شخچ نے فرمایا کہ: اس آدمی نے رشوت کے دس ہزار روپے پولیس والوں کے ڈر سے اور جیل اور سزا کے ڈر سے خود چھوڑ دیئے یا چھڑانے پڑے؟ اور چھوڑ کر خوشی ہوئی یا غم ہوا؟ تو جب اللہ والوں کی صحبت سے دوزخ پر اور جنت پر اور میدانِ محشر پر اور اللہ پر یقین و ایمان پیدا ہو جائے گا تو گناہ چھوڑ نہیں پڑے گا خود چھوڑ دو گے۔

اس پر ایک واقعہ یاد آیا: ہمارے یہاں پر تاب گلڈھ میں دو چوروں نے بیل چڑا، جب پولیس والوں نے دوڑا یا تو ایک مسجد میں بے وضو تہجد پڑھنے لگے، اب پولیس والوں کو توجب ہوا کہ یہ تہجد کا کون سا وقت ہے؟ اور بیل بھی موجود، تو سمجھ لئے کہ

کمخت! یہی چور ہیں، جا کر کپڑا اور پٹالی کی تو اقرار کیا کہ: ہم ہی چور ہیں اور جان بچانے کے لیے بے وضو تجدیہ رہ رہے تھے تاکہ پولیس والے ہم کو ولی اللہ سمجھیں۔  
 تو قلب کو اگر غیر اللہ سے پاک کرنا ہے تو اللہ کا نام اللہ والوں کے مشورے سے لینا شروع کر دو۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ ارے ظالمو! اگر پیر بناتے ہوئے شرم آتی ہے تو مشیر ہی بنالو، مشورہ ہی لے لو۔ سبحان اللہ! کیا بات فرمائی کہ مشیر ہی بنا لو جیسے دنیا کے لیے مشیر بناتے ہو، لیکن ایک دن پیر کی ایسی صحبت ملے گی اور ان شاء اللہ! ایسا مزہ آئے گا کہ خود ہی مرید ہو جاؤ گے۔

(آنتاب نسبت مع اللہ ع: ۷۷، ۵۷۸)

## اہل اللہ کی صحبت کے فیوض و برکات

فرمایا: اہل اللہ کی صحبت اختیار کیجئے۔ ان کی صحبت با برکت سے چار وجوہ سے فیض حاصل ہوتا ہے:

(۱) پہلی وجہ نقل ہے۔ یعنی انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نقال واقع ہوا ہے۔ جب آپ اہل اللہ کی صحبت میں رہیں گے اور شب و روز ان کے طریقہ مناجات، ان کے طریقہ فریاد، ان کے آداب و اخلاق اور خدا کے حضور ان کے رونے اور گڑھانے اور نالہ نیم شی کو دیکھیں گے تو ممکن نہیں کہ آپ ان صفات عالیہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کی نقال طبیعت یقیناً ان اعمال میں نقل کی سعی کرے گی۔

(۲) دوسری وجہ صحبت کی عام برکت ہے، اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت میں بغیر کسی

خاص ذہن و فکر کے آئے اور کوئی غرض بھی ہو جب بھی وہ اس کی برکت کو محسوس کرے گا اور آہستہ آہستہ ان کی مقناطیسی شخصیت اپنی طرف کھیخت رہے گی۔

(۳) تیسری وجہ معرفت ہے۔ یعنی ان کی صحبت سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ نفس اور شیطان سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے کس طرح مغلوب کیا جائے؟ ان کی صحبت سے اس کافن آتا ہے۔ نفسانی اور شیطانی مکروہ فریب سے ایک انسان خوب واقف ہو جاتا ہے اور ان سے بچنے کی تدبیروں سے اچھی طرح آگاہ ہو جاتا ہے۔

(۴) چوتھی وجہ دعا ہے۔ یعنی یہ جہاں ساری امت کے لیے دعا کرتے ہیں وہاں خصوصیت کے ساتھ اپنے متعلقین اور مریدوں کے لیے دعا کرتے ہیں۔ بارگاہ الہی میں ان کی مخلاصہ دعا بہر حال قبولیت کی تاثیر رکھتی ہے۔

ان چار وجوہ کے علاوہ مولانا رومی ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں، وہ یہ کہ دلوں میں سے دلوں میں خفیہ راستے ہوتے ہیں۔ غیر مرئی طور پر اللہ والوں کے دلوں کی ایمانی طاقت ان کے ہم نشینوں پر اثر کرتی ہے اور ان کے طاقتوریقین کا نور ان کے جلیسوں کے ضعیف اور کمزوریقین کو تو انائی بخششا اور نورانی بناتا رہتا ہے۔

مولانا رومی اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: دیکھو! دو چراغ ہوتے ہیں، ان کا وجود اور جسم ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے مگر فضا میں دونوں کے نور ایک ہوتے ہیں، ان میں کوئی علیحدگی نہیں ہوتی۔ اسی طرح اللہ والے کا جسم اور تمہارے جسم تو الگ الگ ہیں مگر ان کے دل کا کامل نور تمہارے ضعیف نور کو کامل کر

دے گا اور درمیان میں جسم حائل نہیں ہو سکے گا۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۳۸، ۱۳۷)

## روح کی نشوونما کے لیے دو حرارتوں کی ضرورت اور اس کی تفہیم ایک مثال سے

ارشاد فرمایا کہ: جیسے درخت کے ہرے بھرے ہونے کے لیے دو حرارتوں کی ضرورت ہوتی ہے، ایک داخلی دوسری خارجی۔ داخلی حرارت کے لیے درخت کی جڑوں میں کھاد دی جاتی ہے جس سے یہ حرارت درخت کے رُگ و ریشه میں دوڑ جاتی ہے اور درخت کو خارجی حرارت آفتاب کی شعاعوں سے پہنچتی ہے۔ یہ دونوں حرارتیں درخت کی نشوونما کے لیے ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر دونوں حرارتوں میں سے کوئی ایک حرارت بھی درخت کو نہ ملے تو درخت سوکھ جاتا ہے۔ مثلاً اگر آفتاب کی خارجی حرارت مل لیکن کھاد نہ دی جائے تو بھی درخت ہرابھرا نہ ہو سکے گا کیونکہ داخلی حرارت درخت کو نہیں مل رہی۔ اس طرح اگر چاہے کتنی ہی قیمتی کھاد ڈال دی جائے لیکن اس درخت کو آفتاب سے خارجی حرارت حاصل نہ ہو سکے تو بھی درخت پھل پھول نہیں سکتا، اسی لیے جن کھیتوں کے کنارے درخت ہوتے ہیں ان درختوں کے سامنے میں پودے پیدا نہیں ہوتے اور اگر ہوتے بھی ہیں تو ان میں پھل نہیں آتا کیونکہ خارجی حرارت ان پودوں کو نہیں مل رہی۔

اسی طرح روح کی نشوونما کے لیے بھی دو حرارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک

شیخ کی صحبت کی خارجی حرارت اور دوسری ذکر اللہ اور *اجتیب اب عن المُعَاصِي* کی داخلی حرارت۔ جس شخص کو یہ دونوں حرارتیں نصیب ہو جائیں اس کی روح کا درخت اللہ کی محبت سے سدا بہار ہو جاتا ہے۔ (خواہ معرفت و محبت ص: ۱۲۳ تا ۱۲۴)

## صحبت شیخ اور نفس کی فنا نیت

فہم و خاطر تیز کردن نیست را  
اپنی سمجھ اور عقل کو تیز کرنے سے اللہ کا راستہ نہیں ملے گا ۔

بُجُون شکستہ می نہ گیرد فضل شاہ

اپنے نفس کو توڑ دو، بالکل مٹ جاؤ کہ اے اللہ! ہم کچھ نہیں ہیں، اتنے مٹ جاؤ  
کہ مٹنے کا بھی احساس نہ رہے اسی کوفناء الغنا کہتے ہیں جیسے کوئی سور ہا ہے اور اس کو  
احساس ہو کہ میں سور ہا ہوں تو نہیں سور ہا ہے۔ نیندوہ ہے کہ غرق ہو جائے اور سونے  
کا احساس نہ رہے اسی طرح مٹاواہ ہے کہ یہ احساس بھی نہ رہے کہ میں نے اپنے کومٹا  
دیا ہے، فنا نیت کاملہ یہ ہے کہ فنا نیت کا بھی احساس نہ رہے، اپنے کو کچھ نہ سمجھے، دل  
ٹوٹ جائے اللہ کا فضل ٹوٹے ہوئے دلوں پر برستا ہے اور یہ فنا نیت شیخ کی صحبت اور  
اس کی تربیت سے نصیب ہوتی ہے۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ: اگر شیخ ڈانٹ بھی  
دے تو سمجھو کہ ہماری کیا شان ہے، کوئی شان نہیں ہے، ہماری شان اس سے بگڑی  
نہیں اور بن گئی۔ شیخ کی ڈانٹ سے عزت اور بڑھ جاتی ہے اور فرمایا کہ: متكبر اپنی  
شان سمجھتا ہے اور وہی شیخ کی ڈانٹ سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا: ابھی کیا اپنی

شان بنار ہے ہو، جب تک قیامت کا فیصلہ نہ ہو، یہی سمجھو اے اللہ! اہم کسی شان کے قبل نہیں اور میں ایک بہت تجربہ کی بات بتاتا ہوں جس پر شیخ کی ڈانٹ پڑتی ہے اس کا ڈینٹ نکل جاتا ہے اور جو ڈانٹ کی بات پر نہ ڈانٹ وہ شیخ نہیں خائن ہے۔ جب موڑ میں ٹیڑھا پن آ گیا تو مکینیک جو ہے وہ کچھ ٹکنیک دکھائے گا اور ہتھوڑا مارے گا تاکہ موڑ کے ٹیڑھے پن کی سینگ اور فٹنگ ہو جائے۔ جس طرح ہتھوڑے سے موڑ کا ڈینٹ نکلتا ہے اسی طرح شیخ کی ڈانٹ سے نفس کا ڈینٹ نکلتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے اتنی ڈانٹ کھائی ہے اختر نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی کہ فلاں کام یوں کیوں کر دیا، یہ لوٹا یہاں کیوں رکھ دیا، آج تم نے گندم پایا اور اس میں جو کیوں نہیں ملا�ا؟ تو میں نے ایک دن کہا کہ حضرت! جو دور دور سے آتے ہیں آپ کے پاس اور سر جھکا کے مراقبہ میں بیٹھے رہتے ہیں اور دودن رہ کر چلتے جاتے ہیں اور آپ ان کو بڑا اپیار دیتے ہیں اور ہم دن رات رہتے ہیں ڈانٹ ہی کھاتے رہتے ہیں تو یہ لوگ تو بڑے فائدے میں معلوم ہوتے ہیں کہ کبھی کبھی آگئے دودن مراقبہ کرنا آسان ہے کہ سر جھکائے بیٹھے رہے تو حضرت نے فرمایا کہ: جو شیخ کی ڈانٹ کھاتا ہے وہ لعل ہو جاتا ہے۔ (دری مشنوی ص: ۲۱۳ تا ۲۱۱)

## روشنی میں فاصلے نہیں ہوتے

ارشاد فرمایا کہ: اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ والوں کی صحبت سے ان کے قلب کے انوار طالبین کے قلوب تک کیسے پہنچتے ہیں جب کہ شیخ کا جسم الگ ہے، جسم

میں قلب ہے اور قلب پر چھپڑا ہے پھر سینہ ہے اور سینہ پر کھال ہے۔ لہذا نسبت مع اللہ اور تعلق مع اللہ کے انوار جو ان کے دل میں ہیں دوسروں کو کیسے پہنچ سکتے ہیں جب کہ دونوں کے اجسام میں فاصلے ہیں؟

اس کا جواب سلطان الاولیاء مولانا جلال الدین رومی نے دیا ہے  
 ۔ کہ زدل تادل یقین روزن بود  
 نے جدا و دور چوں دو تن بود  
 فرماتے ہیں کہ: دلوں سے دلوں تک خفیہ راستے ہیں۔ جسم الگ الگ ہوتے  
 ہیں دل الگ الگ نہیں ہوتے اور اس کا ثبوت ایک مثال سے پیش کرتے ہیں۔  
 مولانا مثالوں کے بادشاہ ہیں۔

فرماتے ہیں:

۔ متصل نبود سفال دو چراغ  
 نور شان ممزوج باشد در مساغ  
 دو چراغوں کے جسم تو الگ الگ ہوتے ہیں لیکن ان کا نور فضا میں مخلوط ہوتا  
 ہے۔ چراغوں میں فاصلے ہوتے ہیں روشنی میں فاصلے نہیں ہوتے۔ کوئی نہیں کہ سکتا  
 کہ فلاں چراغ کی روشنی ایک فٹ تک ہے اور دوسرے چراغ کی روشنی دو فٹ تک  
 جاری ہے لیکن جو چراغ قوی النور ہوتا ہے اس کے فیض سے ضعیف النور چراغوں  
 کے نور میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ نور فضا میں مخلوط ہوتا ہے، اسی طرح جو شیخ جتنا  
 زیادہ قوی النور ہو گا اس کا فیض ضعیف النور اہل ایمان کو بھی پہنچتا ہے اور ان کا ایمان و

یقین بڑھ جاتا ہے۔ (عطاء ربانی ص: ۱۳، ۱۱۳ از مواہب ربانی)

## کس کو اللہ کے راستہ کا رہبر بننا نہیں؟

ارشاد فرمایا کہ: ہم دین کس سے سیکھیں؟ کس سے اللہ کی محبت حاصل کریں؟

کس کو اللہ کے راستہ کا رہبر بننا نہیں؟ اس کے کچھ اصول پیش کرتا ہوں:

(۱) جس ڈاکٹر کے پاس کنجھڑے، قصائی، سبزی فروش کا ہجوم ہوا اور وہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہوں کہ بہت بڑا ڈاکٹر ہے، لیکن ڈاکٹر اس کے معتقد نہ ہوں تو سمجھلو کہ یہ ڈاکٹر خطرناک ہے۔ اس ڈاکٹر سے علاج کراؤ جو دوسرا ڈاکٹروں کے نزدیک معتبر ہو۔ جس شیخ کے پاس عوام کی بھیڑ ہوا اور علماء اس سے رجوع نہ ہوں تو اس کا اعتبار نہیں۔ وقت کے علماء جس کے قائل ہوں ایسے مرbi سے دین دیکھنا چاہئے کیوں کہ علماء اسی سے رجوع ہوتے ہیں جو علم کی روشنی میں سنت و شریعت کا پابند ہوتا ہے جو علماء کے نزدیک معتبر نہیں وہ استفادہ کے قابل نہیں.....

(۲) جس مرbi کی تربیت و علاج سے اکثریت شفایا ب ہو، اکثر کی حالت اچھی ہو، کچھ گندے انڈے نکل جائیں تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اکثریت کی حالت سنت کے مطابق ہو تو سمجھلو یہ مرbi صحیح ہے۔ اور اگر اس کے ستر فیصد مریض قبرستان آباد کریں تو اس سے دور بھاگو کہ ممکن ہے آپ بھی ان ستر فیصد میں شمار نہ ہو جائیں جس کے اکثر مریدوں کی حالت سنت و شریعت کے مطابق نہ ہو وہ شیخ کامل نہیں اس

سے دور رہو۔

(۳) سب سے اہم چیز صحبت ہے جس نے اپنے شیخ کی زیادہ صحبت اٹھائی ہو چاہے علم کم ہو، بقدر ضرورت علم رکھتا ہوا ایسا مرتب قابل اعتبار ہے۔ صحبت زیادہ اور علم بقدر ضرورت رکھتا ہو وہ صحیح رہنمائی کر سکتا ہے اور علم زیادہ لیکن صحبت کم اٹھائی ہوا ایسا شخص رہنمائی کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

میرے مرشد حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ”یک من علم رادہ من عقل باید“، یعنی ایک من علم کے لیے دس من عقل چاہئے۔ اور عقل میں سلامتی بدون اہل اللہ کی صحبت کے نہیں آتی۔ غیر صحبت یافتہ یا جس نے صحبت کم اٹھائی وہ اپنے نفس کے مکروہ کو فرآن و حدیث سے ثابت کرے گا اپنے نفسانی غصہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ سے ملائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دین کے لیے غصہ آتا تھا۔ جب چندہ مانگے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملائے گا، اپنے ہر عمل کو سنت سے ثابت کرنے کی کوشش کرے گا اور اس کو اپنے نفس کے مکائد کا علم بھی نہ ہوگا۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ اپنے مدرسہ میں بھی ایسے استاد کو رکھو جو کسی شیخ سے تعلق رکھتا ہو اگر اس سے خطاب بھی ہوگی تو شیخ اس کی اصلاح کر دے گا ورنہ جس کا کوئی شیخ نہیں وہ کسی کی بات کیوں مانے گا؟

(انعامات ربانی ص: ۹۱، ۱۱۱، ازمواہب ربانیہ)

## صحبت کی اہمیت کی ایک عجیب دلیل

ارشاد فرمایا کہ: اگر ایک کروڑ امام ابوحنیفہ اور ایک کروڑ امام بخاری اور ایک کروڑ امام ابن حجر عسقلانی جیسے حافظ المحدث محدثین جنہیں ایک ایک لاکھ احادیث

مع اسناد کے یاد تھیں بیٹھے ہوں، اور وہیں اونٹ چرانے والا ایک ادنیٰ صحابی بیٹھا ہو، جسے صرف ایک نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہو تو یہ ائمہ حدیث اور ائمہ فقہاء صحابی کی خاک پا کے برابر نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ صحابی کو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے، جس سے یہ ائمہ محروم ہیں۔ اگر صحبت اہم نہ ہوتی تو کتاب اللہ کی تلاوت سے اور کلام رسول اللہ کے مطالعہ سے ہر مومن صحابی ہو جاتا۔ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ تو آج بھی موجود ہے لیکن کیا آج کوئی صحابی ہو سکتا ہے؟ اگر صحبت کوئی چیز نہیں تو کتاب اللہ کی تلاوت سے کوئی صحابی بن کر دکھائے؟ معلوم ہوا کہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے صحابی نہیں ہوتا۔ نگاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابی ہوتا ہے۔ نگاہِ نبوت صحابہ ساز ہوتی ہے۔ ایک کروڑ پاور کا بلب جس نے دیکھ لیا اس کا نور دیکھنے والے کی ذرہ ذرہ میں سما جائے گا۔ جس نے ایک کروڑ پاور کا وہ بلب نہیں دیکھا اس کو وہ نور کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حیساً قوی النور اب قیامت تک کوئی نہیں پیدا ہو گا اس لیے اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہو سکتا۔ (انعامات رباني ص: ۸۷ از مواهب رباني)

## ”کُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ کاراز اور اس کی تمثیل

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ: تم اولیاء اللہ بن جاؤ، بلکہ یہ فرمایا کہ تم اولیاء اللہ کے ساتھ رہو۔ اس کاراز یہ ہے کہ جب تم اولیاء اللہ کے ساتھ رہو گے تو ان کے قلب میں اطمینان و سکون کی جو ٹھنڈک ہے ان کے پاس بیٹھنے سے جب

تمہارا دل بھی ٹھنڈک پائے گا، تو تمہارے دل میں اولیاء اللہ کی قدر و قیمت آئے گی کہ اللہ کے اولیاء ایسے ہوتے ہیں تمہیں ولی بننے کا شوق پیدا ہو گا جیسے کسی غریب کے پاس فرج یا ڈیپ فریزر نہیں ہے تو وہ کسی امیر کے پاس جائے اور اپنی دودھ یا پانی کی گرم بتوں اس کے فریزر میں رکھ دے اور پھر ٹھنڈا ٹھنڈا پے تو اسے معلوم ہو گا کہ فرج یا ڈیپ فریزر لینا چاہئے۔ اسی طرح جب اولیاء اللہ کے پاس تم اپنے دل میں ٹھنڈک اور چین و سکون پاؤ گے اور تمہارا ڈی پریشن بلا آپریشن صحیح ہو جائے گا تو تمہیں شوق پیدا ہو گا کہ جب اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے یہ انعام ملتا ہے تو جب ہم خود اللہ والے بنیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ اور سکون و طمینان کی کس قدر عظیم دولت عطا ہو گی۔ (افضال ربانی ص: ۲۹، ۷۰ از موہب رب ربانی)

## نسبت مع اللہ کا خدا آئی منشور

حضرت والا نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّقُولَةَ اللَّهِ وَ كُوْنُوْمَعَ الصَّادِقِينَ  
(سورۃ توبہ آیت: ۱۱۹)

ارشاد فرمایا کہ: یہ آیت دین کی بنیاد اور دین کی ابتداء سے انتہاء تک نسبت مع اللہ کے تمام درجات کا خدا آئی منشور ہے۔ اور نسبت کسے کہتے ہیں؟ بندے کو اللہ سے اور اللہ کو بندے سے تعلق ہو اور تعلق بھی کیسا؟ وہ تعلق خاص جو اللہ اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے، وہ خاص رابطہ جو اللہ اور بندے کے ما بین ہو جاتا ہے۔

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام  
ان کی گلی سے آپ نکلنے نہ پائیے

اس کو کہتے ہیں نسبت، اس میں عطا نسبت بھی ہے بقاء نسبت بھی ہے، ارتقاء  
نسبت بھی ہے۔ غور سے سنئے! یہ سرکاری الفاظ ہیں یعنی مُنْزَلٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَمِنَ  
الْإِلَهَاتِ مَاتَتْ سَهِيْلَةً ہیں۔ اللہ والوں کی دعاؤں کے صدقے میں اللہ سے وہ خاص تعلق  
ہو جانا جو اللہ اپنے اولیاء اور دوستوں کو دیتا ہے یعنی اپنا خاص تعلق علی سطح الولایت  
نصیب فرمادے یہ عطا نسبت ہے، پھر اس کو باقی بھی رکھے یہ بقاء نسبت ہے۔  
اور پھر اس میں ترقی بھی ہوتی رہے یہ ارتقاء نسبت ہے۔ یہ تین الفاظ اللہ نے مجھ  
کو نصیب فرمائے یہ تینیوں نعمتیں اہل اللہ کی صحبت میں موجود ہیں اس لیے میں نے کہا  
کہ یہ آیت نسبت مع اللہ کے تمام درجات و مقامات کا خدا تعالیٰ منشور ہے۔

دنیا میں کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہوا جب تک اس نے کسی ولی کی تربیت اور صحبت نہ  
اٹھائی ہو۔ جس طرح میاں بیوی کی صحبت کے بغیر کسی انسان کا ظاہری وجود نہیں ہوا  
اسی طرح آج تک جب سے زمین و آسمان قائم ہوئے کسی کا روحانی وجود، ایمانی  
وجود، نسبت مع اللہ کا وجود اللہ والوں کی صحبت کے بغیر نہیں ہوا یعنی بدون صحبت اہل  
اللہ کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہوا۔ میرا اللہ والوں سے تعلق شروع کرنے کا سبب صرف  
ایک جملہ بنا، جبکہ میں بالغ بھی نہیں ہوا تھا، سمجھئے کہ میں بزرگوں کی گود میں بالغ ہوا  
ہوں۔ وہ جملہ یہ تھا کہ اللہ جس کو اپنا ولی بنانا چاہتا ہے اس زمانے کے کسی ولی سے اس  
کی دوستی کر دیتا ہے اور وہ ان کے پاس آنا جانا شروع کر دیتا ہے، پھر آہستہ آہستہ وہ  
اس ولی کی صحبت سے ولی ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایک ولی اللہ جب دنیا سے جاتا ہے تو  
ہزاروں کو ولی بنا کر جاتا ہے ورنہ آج پوری دنیا میں اولیاء اللہ کا نیج بھی نہ ملتا، آپ کو  
روئے زمین پر ایک ولی اللہ بھی نہ ملتا، لیکن اللہ کا دستور یوں ہی جاری ہے کہ ایک ولی

کی محبت سے لاکھوں ولی بن جاتے ہیں۔ اس لیے میں اس آیت کو دین کی بنیاد اور عطا نسبت، بقاء نسبت اور ارتقاء نسبت کا خدائی منشور سمجھ کر بار بار ذکر کرتا ہوں، لیکن اس کے مضامین آپ کو بد لے ہوئے ملیں گے۔ آیت تو ہی ہو گی مگر جو مضامین عطاء حق ہیں تو انشاء اللہ! آپ کو ضرور بد لے ہوئے ملیں گے۔

(معارفِ ربانی ص: ۱۶۷ تا ۱۶۹)

## اللہ والوں سے محبت کا انعام

آخر میں دوسری نعمت بیان کرتا ہوں، یہ نعمت بھی یہاں آ کر ملی ہے۔ حضرت حکیم الامت تفسیر بیان القرآن میں ”فَإِذَا نَفَخْنَا فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ“، (سورہ المؤمنون پارہ: ۱۸ آیت ۱۱) کی تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ جب قیامت قائم ہو جائے گی تو کافروں کی آپس میں جور شستہ دار یاں ہیں وہ ان کے کچھ کام نہیں آئیں گی کہ یہ میری بیوی ہے، یہ میرا بیٹا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ چوں کہ یہ آیت کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس کا عکس یہ ہو گا کہ جو مسلمان آپس میں اللہ کے لئے اللہ والوں سے تعلق قائم کرتے ہیں تو قیامت کے دن یہ تعلقات فائدہ سے خالی نہیں جائیں گے، پھر فرمایا کہ: جن لوگوں کو اللہ والوں سے تعلق ہے خواہ صورتاً یا حقیقتاً تو یہ کہ وہ اس اللہ والے کی اولاد ہیں، اور صورتاً یہ کہ وہ اس اللہ والے سے بیعت ہیں۔ تو یہ تعلقات قیامت کے دن غیر مفید نہیں ہوں گے اور قیامت کے دن کام آئیں گے۔ انشاء اللہ! (معارفِ ربانی ص: ۱۹۶)

## اہل اللہ سے محبت ذریعہ نجات ہے

دیکھئے! آج یہ بات عجیب ہو رہی ہے، کوئی مضمون مسلسل نہیں ہے، واقعات اور حکایات اہل اللہ پیش کر رہا ہوں۔ یہ بھی اللہ کا احسان ہے کہ آج کا دن اسی کا

ہو گیا۔ اب حضرت جلال آبادی کی ایک بات اور سنا تا ہوں کہ جب ریل چلتی ہے تو فرست کلاس ڈبے بھی انجن کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں اور تیرے درجے یعنی تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی انجن سے جڑے ہوتے ہیں، جن کی سیٹوں کے سکروڈ ڈھیلے ہوتے ہیں، چوں چاں کی آوازیں آتی ہیں، پورا ڈبہ ہلتا رہتا ہے، تھرڈ کلاس ڈبے میں بالکل چین نہیں ملتا لیکن جب وہ منزل پر پہنچے گی مثلاً کراچی سے لاہور تو کیا وہ تھرڈ کلاس والے ڈبے بھی فرست کلاس والوں کے ساتھ منزل پر نہیں پہنچیں گے؟ پہنچ جائیں گے نا! بس فرمایا کہ بزرگوں سے تعلق رکھو انشاء اللہ! جہاں ان کا حشر ہو گا وہاں ہمارا بھی حشر ہو گا، بس ان سے لگے لپٹے رہو، ہم تھرڈ کلاس کے ڈبے ہیں، ہمارے اسکروڈ بھی ڈھیلے ہیں، سیٹیں بھی ڈھیلی ہیں، یعنی ہمارا عمل ٹھیک نہیں ہے لیکن اگر ہمارا ڈبے انجن سے جڑا ہوا ہے تو ان شاء اللہ! ہم بھی منزل پر پہنچ جائیں گے۔

(معارف ربانی ص: ۲۳۹، ۲۴۰)

## اہل اللہ کے صحبت کی برکات

بالا کوٹ کے مجاہدوں کا قافلہ جا رہا تھا، راستے میں ایک شخص اس غرض سے کھڑا تھا کہ ایک نظر مجاہدین کے اس قافلہ کو دیکھ لوں جس میں سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید جیسے اولیاء ہیں، سید احمد صلی اللہ علیہ وس علیہ حسب عادت پیچے دیکھ کر چل رہے تھے، اچانک جو نظر اٹھائی تو آپ کی نظر اس شخص کی نظر سے ٹکرائی تو ایک ہی نظر میں اللہ نے اس کو کیا دے دیا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتا تھا تو مسجد میں روشنی ہو جاتی تھی۔ حضرت مولانا یعقوب صلی اللہ علیہ وس علیہ نے جو حکیم الامت کے استاذ تھے ایک مرتبہ فرمایا کہ معلوم کرو کہ یہ کون آتا ہے؟ جس کے آنے سے مسجد روشن ہو جاتی ہے۔ جب وہ حضرت کے پاس لائے گئے تو حضرت نے پوچھا کہ آپ کے آنے سے مسجد کیوں روشن ہو جاتی ہے؟ آپ ایسا کیا عمل کرتے ہیں؟ وہ رونے لگے کہ حضرت! میرے پاس کوئی عمل نہیں

ہے، بالا کوٹ جہاد کے لئے جب حضرت سید صاحب کا قافلہ جارہا تھا میں بھی راستہ میں کھڑا دیکھ رہا تھا تو سید احمد شہید کی نظر سے میری نظر میں مل گئی اس کے بعد سے یہ کیفیت پیدا ہو گئی۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب<sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> تفسیر موحض القرآن کے مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے مسجد فتح پوری دہلی میں کئی گھنٹے عبادت کے بعد نکلے تو ایک کتاب مانے بیٹھا تھا اس پر نظر پڑ گئی، ان کے دل کا نور آنکھوں سے اس کتنے پر پڑ گیا۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ: جہاں جہاں وہ کتاب تھا دہلی کے سارے کتنے اس کے پاس ادب سے بیٹھ جاتے تھے، وہ کتوں کا پیر بن گیا۔ اس پر حکیم الامت نے ٹھنڈی سائیں بھری اور فرمایا کہ آہ! جن کی نگاہوں سے جانو بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم ہے گا!

میرے شیخ شاہ ابرار الحنف صاحب نے حکیم الامت کے انتقال کے بعد خواجہ صاحب کو پیر بنایا اور جب خواجہ صاحب کا انتقال ہوا تو مولانا عبد الرحمن صاحب کیمپوری جومفتی احمد الرحمن صاحب کے والد اور حکیم الامت کے خلیفہ تھے ان سے فوراً رجوع کیا تاکہ سر پر اپنے بڑوں کا سایہ رہے، اور جب ان کا انتقال ہوا تو مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کو اپنا مرتبہ بنالیا جب کہ حضرت والا خود بھی حکیم الامت کے خلیفہ ہیں۔ اللہ مرتے دم تک بزرگوں کا سایہ ہم کو نصیب فرمائے، آمین! اس پر میرے دو شعر ہیں:

میری زندگی کا حاصل ، میری زیست کا

سہارا

ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں

مرنا

مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یا رب  
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگ در میں

(معارف ربانی ص: ۱۵۳۱ تا ۱۵۳۷)

## تبلیغ کے دو اہم لوازم

فرمایا کہ معلوم ہوا یہاں تبلیغ جماعت بھی آئی ہوئی ہے اس سے بڑا دل خوش ہوا۔ تبلیغ جماعت ہمارے بزرگ حضرت مولانا الیاس صلی اللہ علیہ کی قائم کی ہوئی ہے جو حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پرستیکلیہ کے خلیفہ تھے اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنڈھیلیہ کے خلیفہ تھے، اور چلتے پھرتے کتب خانہ تھے، انہوں نے ابو داود شریف کی شرح بَذُلُّ الْمَجْهُوذُ سفرخ کے دوران لکھی۔ حضرت گنڈھیلیہ فرمایا کرتے تھے کہ: ہمارے خلیل کو اللہ نے نسبت صحابہ عطا فرمائی ہے۔ مولانا الیاس صلی اللہ علیہ ان سے بیعت ہوئے اور ان کے خلیفہ بھی ہوئے۔ حضرت مولانا الیاس صلی اللہ علیہ عالم بھی تھے اور جیسا کہ ابھی عرض کیا کہ مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پرستیکلیہ کے خلیفہ بھی تھے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مدارس کا قیام بھی ضروری ہے اور خانقاہوں کا وجود بھی ضروری ہے۔ مولانا الیاس صلی اللہ علیہ کا وجود اور ان کی دینی خدمات کی بنیاد انہی دو چیزوں پر ہے۔ (۱) علم کی نعمت انہوں نے مظاہر العلوم سہارن پور سے حاصل کی۔ (۲) اور تصوف اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاق کی نعمت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پرستیکلیہ کی صحبت سے حاصل کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کے لئے دو چیزیں بہت ضروری ہیں۔ تبلیغ کی جس محنت و حرکات کا باñی ان دو صفات سے موصوف ہو تو سارے لوگوں پر لازم ہوا کہ ان دو صفات کو حاصل کریں ورنہ ان سے تبلیغ کا کام نہیں ہو سکے گا۔ (۱) علم دین کی نعمت، علم دین پڑھیں یا کتابوں سے سیکھیں۔ (۲) کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق ہونا چاہیے۔ اگر یہ دونوں باñیں اہم نہ ہوتیں تو اس جماعت کے باñی نے بھی

حاصل نہ کی ہوتیں۔ کیوں کہ تبلیغ کے لئے علم کی ضرورت ہے، علم نہ ہو گا تو تبلیغ کس چیز کی کریں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

**يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ**

(سورۃ المائدۃ، آیت: ۶۷)

اے نبی! تبلیغ کیجئے اس کی جو آپ پر نازل کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ مَا أُنزَلَ کا علم ضروری ہے ورنہ تبلیغ کس چیز کی کرو گے؟ اور دوسراے شعبہ تزکیہ و تصوف کے متعلق بس اتنا ہی کہوں گا کہ تبلیغ کا اتنا بڑا کام اس شخص سے لیا گیا جس نے ایک عمر خانقاہ میں ایک اللہ والے کی صحبت و خدمت میں گزاری اور اپنے نفس کا تزکیہ کرایا اور لوگوں کے لیے داعی الی اللہ بننے کے لئے اور ان کی اصلاح و تربیت کے لئے سید خلافت عطا ہوئی، میں پوچھتا ہوں کہ یہ کام کسی ایسے عالم سے کیوں نہیں لیا گیا جس نے کسی اللہ والے سے اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرایا؟ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں اللہ والا بننے کے لئے یہ دونوں چیزیں انتہائی اہم ہیں۔ لہذا اس کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔

(معارف رباني ص: ۳۵۵۶۳)

## کامل دیوانہ حق کون ہے؟

تو حضرت والا نے فرمایا کہ: اللہ کے دیوانے دوسروں کو بھی اللہ کا دیوانہ بناتے ہیں۔ کامل دیوانہ ہوتا ہے جو دیوانہ ساز بھی ہو۔ اگر خود اکیلا دیوانہ ہے، دوسروں کو دیوانہ نہیں بناتا تو ابھی وہ کامل دیوانہ نہیں ہے، بالغ نہیں ہے، روحاںی اولاد سے محروم ہے۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ! کامل دیوانہ جب ہوتا ہے جب دیوانہ سازی آجائے، اور اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ جہاں بیٹھ جائے جہاں آہ و نالہ کرے، جہاں گریہ وزاری کرے وہیں لوگ جمع ہو جائیں اور اللہ کے دیوانے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے دوستوں کو اس قابل کر دیں کہ ہم خود بھی دیوانے بنیں اور

دیوانہ سازی بھی کریں، کامل بنیں، روحانی طور پر بالغ بنیں کہ ان سے دوسرے بھی دیوانے بن جائیں۔

## دیوانہ حق بننے کا طریقہ

لیکن اللہ کا دیوانہ کیسے بنیں؟ کسی دیوانے کے ساتھ رہو اور اس کی طرح غیر اللہ سے بچو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں مل جاؤں گا، لیکن گدھوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ یہ بات اہل دل، اہل عقل اور اہل قسمت کی سمجھ میں آتی ہے۔ کیا چھوڑ اور کیا پایا اس کا Difference نکالو، جب عمل کرو گے تو پتہ چلے گا کہ عورتوں اور لڑکوں کو چھوڑ اور اللہ کو پالیا۔ (ارشادات در دل ص: ۳۵، ۳۳)

## معیتِ صادقین مطلوب ہے تقریر نہیں

ارشاد فرمایا کہ: ”كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ سے معلوم ہوا کہ معیتِ صادقین مطلوب ہے، صادقین کا ساتھ مطلوب ہے۔ اس میں کہاں ہے کہ وہ تقریر کر رہا ہو، صرف رہنا مطلوب ہے کُونُوا کے معنی ہیں رہ پڑو۔ حضرت ﷺ کا ترجمہ ہے کہ صادقین سے مراد ہے کہ ”صَادِقِينَ فِي الْوَلَايَةِ“ کے ساتھ رہ پڑو، تقویٰ میں کاذب نہ ہو، در دل اس کا صادق ہو جو تہائی میں ہو، ہی بازاروں میں بھی ہو۔ یہ نہیں کہ مسجد کے گوشہ میں تو باغدا ہے، اور بازاروں میں جا کر شیطان ہے کہ ہر عورت کو دیکھ رہا ہے۔ مومن کامل وہی ہے جو ہر جگہ باخداء ہے، اس کی نسبت کسی وقت کمزور نہ ہو۔ ”لَا يَتَغَيِّرُ بِأَطْنَاءِهِ وَمِنْ ظَاهِرِهِ“ ظاہری حالات سے اس کا باطن متاثر نہ ہو۔ ”كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ سے ظاہر ہے کہ اگر شخ غاموش بیٹھا ہے تو بھی کُونُوا ہے معیت حاصل ہے کہ نہیں؟ تقریر ضروری نہیں۔

(ارشادات در دل ص: ۷۹)

## ہجرت سے صحبتِ اہل اللہ پر عجیب استدلال

ارشاد فرمایا کہ: ہجرت کا حکم تمام صحابہ کو دیا گیا کہ جہاں میرا نبی جا رہا ہے تم سب وہاں جاؤ، کعبہ سے مت چکر رہو۔ کعبہ میرا گھر ضرور ہے، اس کا طواف ضروری ہے مگر اللہ تم کو میرے نبی سے ملے گا، لہذا جہاں میرا نبی جا رہا ہے تم بھی چلے جاؤ اور کسی صحابی کو اجازت نہیں ملی کہ کعبہ میں رہ جائے، اس سے سبق ملا کہ اہل اللہ کی صحبت بہت ضروری ہے۔ فرض حج اور دوسرے واجبات کے بعد صحبتِ اہل اللہ بہت ضروری ہے، اللہ والوں سے چکر رہو، جیسے چھوٹا بچہ ماں سے چپکا ہوا دودھ پیتا رہتا ہے۔ میرے شیخ حضرت عبدالغنی صاحب نے فرمایا تھا کہ: اختر میرے پیچے اس طرح رہتا ہے جیسے دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے۔

(ارشاداتِ درودِ مصطفیٰ: ۸۱، ۸۲)

## اللہ تعالیٰ سے مصافحہ

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ سے مصافحہ اور ملاقات کی کوئی صورت نہیں ہے سوائے اس کے کسی اللہ والے کے ہاتھ پر مرید ہو جائے تو اس شیخ کا ہاتھ اپنے شیخ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا اپنے شیخ کے ہاتھ میں، اور یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک تک پہنچتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "يَدُ اللَّهِ الْفَوْقَ أَيْدِيهِمْ" (سورہ الفتح پار ۲۶۵ آیت ۱۰) اے صحابہ! تم جو میرے نبی کے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہو تو اس کو تم نبی کا ہاتھ مت سمجھو، وہ اللہ کا ہاتھ ہے۔ اس طرح اللہ کا مصافحہ ہوا کہ نہیں؟ اس واحد طریقہ کے علاوہ اللہ سے مصافحہ کا طریقہ کوئی نہیں بتا دے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں اللہ والا ہو، متین، سنت ہو، قیمع شریعت ہو، سلسلہ بزرگان کا صحبت یافتہ واجازت یافتہ ہو، اس کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم

یاد آ جائیں۔ اس کے تمام کردار، اطوار، گفتار، رفتار سب ایسے ہوں کہ ان کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آ جائے یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا قیمع ہو، قیمع شریعت ہو، متقی ہوا یسے کمیونہ فعل میں بدلنا ہو کہ دیکھ کر جی چاہے کہ اس کے منه پر تھوک دو اور جوتے لگاؤ، کیونکہ اگر تقوی نہ ہو تو اس کی صحبت سے کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ ”کُوئُنَّا مَعَ الصَّادِقِينَ“ کے معنی ہیں کہ جو تقوی میں صادق ہیں ان کے ساتھ رہو تو تم بھی متقی ہو جاؤ گے۔ پس جو متقی نہیں اس کے ساتھ رہنے کا حکم نہیں ہے۔

(ارشادات در دل ص ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸)

## ہجرت سے صحبت اہل اللہ کی اہمیت کا ثبوت

ارشاد فرمایا کہ: ہجرت سے اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ اہل اللہ سے اللہ ملتا ہے۔ حج و عمرہ ادا ہو گا کعبہ شریف سے مگر اصلاح باطن اور نفس کی اصلاح اللہ کے رسول سے ملے گی۔ کعبہ میں تین سو سالہ بنت تھے، ان بتوں کو نبی نے نکالا، کعبہ میں خود صلاحیت نہیں تھی کہ ان کو نکال دیتا۔ رسول ﷺ نے تین سو سالہ بتوں کو کعبہ سے نکال دیا اور غیر اللہ کے بتوں کو دلوں سے نکادیا۔ پس اللہ کے نبی کے جو وارث ہیں یعنی علمائی، وہ علی سبیلِ الغیابۃ امت کے قلوب سے غیر اللہ کے بتوں کو قیامت تک نکالتے رہیں گے چاہے وہ بت پتھر کے ہوں یا چلتے پھرتے انسانوں کے ہوں۔ اللہ والے ہمارے دلوں سے ان چھپے ہوئے بتوں کو نکالتے ہیں، اور حسینوں کی ناپاک محبت کو نکال کر دل کو پاک کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک دلوں میں ہی آتے ہیں۔ (ارشادات در دل ص: ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰)

## اہل اللہ کی معیت کا انعام

ایک صاحب کے سوال پر کہ ”فَادْخُلِي فِي عِبَادِي“ (سورۃ الفجر پارہ: ۳۰) آیت/۲۹) کسی کو نصیب ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ: جو یہاں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُن کی مَعِيَّثُ فِي الدُّنْيَا مَعِيَّثُ فِي الْجَنَّةِ“ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اگر وہاں ساتھ رہنا ہے تو یہاں ساتھ رہنے کی کوشش کرو اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ جنت میں جگہ دے دے۔

(پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۲۸)

## دین سکھنے کے لیے والدین کی اجازت کا مسئلہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ: شیخ کے پاس جانے کو اگر ماں باپ منع کریں تو کیا کرے؟ ارشاد فرمایا کہ: حضرت تھالنگرؒ نے امداد الفتاوی میں فتویٰ لکھا ہوا ہے کہ دین سکھنا فرض ہے اس لیے اگر ماں باپ منع کرتے ہوں تو بلا اجازت کسی بہانہ سے شیخ کے پاس چلا جائے اور بیوی کی اجازت کے بغیر بھی آسکتا ہے۔ بیوی منع کرتی ہو تو کوئی بہانہ کر دو کہ کسی کام سے جارہا ہوں اور تمہارے لیے بہت عمدہ کپڑا اول گا۔ بیوی کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولنا سچ بولنے سے زیادہ ثواب ہے، کیوں کہ اس کا دل خوش کرنا ثواب ہے۔ مثلاً ایک چیز بیوی کے لیے پانچ روپے کی لائے اسے بتاؤ کہ یہ پچاس کی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب ملے گا۔

ارشد فرمایا: لوگوں کا دین کے لیے آنا زیادہ مفید ہے، اللہ کا زیادہ فضل ہوتا ہے جو اصلاح کے لیے آتے ہیں اُن کو فتح ہوتا ہے ورنہ مجتمع میں وعظ سن کر چل دیئے اور بس۔ (پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۳۲، ۳۳)

## صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر

ارشاد فرمایا کہ: حضرت حکیم الامت تھوڑے مکمل سے کسی نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں یہ تاثیر کیوں ہے کہ ان کی صحبت میں آدمی کو اللہ کی طرف جذب نصیب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: یہ نہ پوچھو۔ مقناتیں میں کھینچنے کی قوت کیوں ہے کہ لو ہے کو کھینچ لیتا ہے؟ جس طرح مقناتیں میں اللہ نے یہ تاثیر رکھی ہے اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت میں یہ تاثیر ہے کہ ان کی صحبت میں اللہ کی طرف جذب نصیب ہو جاتا ہے، اور بغیر جذب کے کسی کو وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا، کیوں کہ غیر محدود راستہ ہماری محدود کو ششون سے کیسے طے ہو سکتا ہے؟ لہذا سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے۔ آخر میں ہر سالک کو اللہ تعالیٰ جذب فرمائیتے ہیں۔

(پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۵۳، ۵۵)

## اہل اللہ سے حاصل کرنے کی چیز

ارشاد فرمایا کہ: بزرگانِ دین کی صحبت سے اور ان کے غلاموں کی صحبت سے کیا حاصل کرنا چاہیے؟ غلام اس لیے کہتا ہوں تاکہ میں بھی شامل ہو جاؤں، بزرگوں کی غلامی تو میں نے کی ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

لہذا بزرگانِ دین کی یا ان کے غلاموں کی صحبت مل جائے تو کیا چیز حاصل کرنا چاہیے؟ روزہ نماز تو سب سیکھ لیتے ہیں، اللہ والوں سے اور ان کے غلاموں سے تقویٰ سیکھنا چاہیے کہ گناہوں سے بچنا آجائے، گناہوں سے بچنے کی بہت پیدا ہو جائے کہ چاہے کتنی حسین عورت ہو، کتنا حسین لڑکا ہو اس کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! بہت جلد ولی اللہ بن جاؤ گے۔ (پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۹۸)

## فَادْخُلِمِ فِي عِبَادِي کی دلنشیں تشریح

اور فَادْخُلِمِ امر ہے اور امر مضارع سے بنتا ہے، اور مضارع میں دوزمانہ ہوتا ہے، حال اور استقبال، تو معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی صرف ایک دفعہ کی ملاقات پر قناعت نہ کرنا، حال میں بھی ملو اور آئندہ بھی ملتے رہنا۔ نہیں کہ ان سے مل کے جاؤ اور پھر ان کو بھول جاؤ اور ہمیشہ کے لیے حوروں سے لپٹ جاؤ، اگرچہ اس پر میرا ایک شعر ہے۔

دنیا سے مر کے جب تم جنت کی طرف جانا

اے عاشقان صورت حوروں سے لپٹ جانا

مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: جنت کی نعمتیں سر آنکھوں پر رکھو مگر اہل اللہ کی ملاقات پہلے کرو، اس وقت بھی اور حوروں کا مزہ لینے کے بعد بھی، بار بار اللہ والوں سے ملو، حالاً بھی استقبلاً بھی۔ تمہارا حال اور استقبال اہل اللہ کی ملاقات سے محروم نہ رہے، کیونکہ ان ہی کی بدولت تم جنت میں آئے ہو اس لیے ذریعہ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان کیا۔ بغیر اہل اللہ کی صحبت کے گناہ نہیں چھوڑتے اور گناہ نہ چھوڑتے تو جنت میں بھی نہ آتے، لہذا اہل اللہ کا ساتھ جنت میں بھی نہ چھوڑنا، جنت کی نعمتوں میں مشغول تو ہونا مگر اللہ والوں کے پاس نعمت دینے والا ہے۔ داخل ہوتے ہی ان سے ملو، اور پھر جنت کی نعمتوں میں مشغول ہونے کے بعد بھی ان کے پاس آتے جاتے رہو۔ (پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۱۰۸)

## فَادْخُلِمِ فِي عِبَادِي کی دوسری دلنشیں تشریح

اور فَادْخُلِمِ عِبَادِی نہیں فرمایا کہ میرے بندوں کے پاس جاؤ بلکہ فرمایا ”فَادْخُلِمِ فِي عِبَادِي“ (سورۃ الافجر پارہ ۳۰ آیت ۲۹) میرے بندوں میں داخل

ہو جاؤ یعنی سر سے پیر تک دل اور جان اور جسم سب لے جاؤ۔ دخول کی دو قسمیں ہیں دخولِ تام اور دخولِ ناقص، تام یہ ہے کہ جسم دل اور جان سب داخل ہو جائے۔ اور ناقص یہ ہے کہ جسم داخل ہو اور دل کھیں اور ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس انداز بیان پر قربان ہو جائے تب بھی حقِ اد نہیں ہو سکتا۔ فَإِذْ خُلِقَ الْجَنَّاتُ فِي عِبَادِي فَرَمَا يَا چونکہ ظرفِ مظروف کو بالکل گھیر لیتا ہے۔ اللہ والوں کے طرف میں تمہارے قلب اور جسم و جان کا مظروف بالکل سما جائے۔ اس کے بعد وَإِذْ خُلِقَ الْجَنَّاتُ فِي عِبَادِي ہے۔ اور جنت کی نعمت خالص ہے، وہاں کوئی الم اور رنج و غم نہیں ہوگا، جنت میں خالص راحت ہوگی، تو خالص راحت میں پہلی راحت اللہ تعالیٰ نے یہی بیان کی کہ ”فَإِذْ خُلِقَ الْجَنَّاتُ فِي عِبَادِي“ میرے خاص بندوں میں داخل ہو جاؤ تم کو بہت آرام ملے گا کیونکہ ان کے پاس آرام جاں ہے، وہ اپنے دل میں خالق کو لئے ہوئے ہیں، اس لئے ان کے پاس تم کو مکمل اور بے مثل آرام ملے گا۔ اس لیے جسم سے، دل سے، روح سے میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ، خالی جسم نہ لے جاؤ کہ بیٹھے تو ہو اللہ والوں کے پاس اور دل حوروں میں لگا ہوا ہے۔ اس لیے ”فَإِذْ خُلِقَ الْجَنَّاتُ فِي عِبَادِي“ ہے کہ میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ مع جسم و دل اور روح کے اور جنت میں یہ خود بخود ہوگا، اللہ کے خالص بندوں کی ملاقات میں حوریں وغیرہ یاد نہ رہیں گی، کیوں کہ ان کے پاس اللہ ہے جو خالق حور ہے، جو جنت کی تمام نعمتوں کا خالق ہے۔ پس اللہ والوں کے پاس خالق جنت ہے، اس لیے پہلے ان کے پاس بیٹھو پھر بعد میں جنت میں جاؤ۔

(پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۱۳۹، ۱۴۰)

## صحبتِ اہل اللہ کی تاثیر کی وجہ

فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور بزرگوں سے بھی سننا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں یہ خاصیت ہے کہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے اللہ والا بن جاتا ہے۔ ان کی

صحبت میں یہ اثر کیوں ہے؟ بات یہ ہے کہ حکم ہے ”تَحْقِيقُوا إِخْلَاقَ اللَّهِ“ کہ اللہ کے اخلاق کو اختیار کرو، اور اللہ والے اس صفت سے منصف ہوتے ہیں، مخلوق باخلاق اللہ ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں ایک صفت ہے جس کی خبر قرآن پاک نے دی ہے کہ ”اللَّهُ يَعْجِزُ عَنِ الْيَمَنِ يَشَاءُ“ (سورہ الشوریٰ پارہ ۲۵ آیت ۱۳) اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف گھنٹ لیتا ہے۔ اللہ والے اس صفت کے مظہر ہوتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ظاہر ہونے کی جگہ اولیاء اللہ ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو اپنی تجلی اجتنباء کا مرکز بنادیتے ہیں۔ لہذا جو ان کے پاس رہے گا اس کو بھی جذب مل جائے گا، وہ بھی اللہ کی طرف گھنٹ جائے گا، لیکن جذب کسی کو جلد اور کسی کو دیر سے متاثر ہے۔ سوکھی لکڑی جلد مل جاتی ہے اور گیلی لکڑی دھواں دیتی رہتی ہے، دیر سے جلتی ہے۔ جو لوگ گناہوں کی زندگی گزار چکے ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کو اللہ والا ہونے میں وقت لگے گا۔ اس میں شیخ کا قصور نہیں ہے، طالب کا اپنا قصور ہے، جو مریض بد پر ہیزی کرے گا اس کا مرض کیسے اچھا ہوگا؟ ڈاکٹر لاکھاچھی دوادے لیکن اگر مریض چھپ چھپ کر بد پر ہیزی کرتا ہے تو شفاء کیسے ہوگی؟ ڈاکٹر کا اس میں کیا قصور ہے؟ پہلے گناہ چھوڑ و پھر اللہ کو پاؤ گے، گناہ چھوڑنا شرط ہے۔ دلیل این أَوْلَيَاً مِمَّا لَا يَمْتَقِنُ (سورۃ الانفال پارہ ۹ آیت ۳۲) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود نفی فرمادی کہ ہمارا کوئی ولی نہیں مگر متقی بندے یعنی جو گناہوں سے بچتے ہیں، جو اللہ والوں کی صحبت میں رہتے ہیں اور اللہ والا بننا چاہتے ہیں لیکن نفس سے مغلوب ہو کر گناہ بھی سرزد ہو جاتا ہے لیکن پھر توبہ کرتے ہیں ایک دن ان کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی برکت سے جذب فرما لیتے ہیں۔ ان کو بھی جذب کی تجلی مل جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ کا ارادہ ہی نہیں کرتے، اور ٹھان رکھا ہے کہ گناہ نہیں چھوڑنا ہے اُن پر اللہ والوں کے جذب کی لہریں اثر انداز نہیں ہوتیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جس کو بھلی کا کرنٹ لگا ہو تو جو اس کے پاس جاتا ہے اس کو بھی

کرنٹ لگ جاتا ہے لیکن جو کرنٹ سے بچنا چاہتے ہیں وہ لکڑی کی کھڑاؤں پہن کر جاتے ہیں جس سے بجلی ان کو نہیں کھینچتی۔

اسی طرح جو گناہوں کی لکڑی پر پیر رکھے ہوئے ہیں اللہ والوں کی جذب کی بجلی انکو نہیں لگتی اور وہ محروم رہتے ہیں۔ دنیا کی کرنٹ ہلاک کرتی ہے، اور اللہ کے جذب کی کرنٹ حیات دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مبذوب حیاتِ جاوداں پا جاتے ہیں۔

(پردیں میں تذکرہ وطن ص: ۱۸۰، ۱۸۱)

## اللہ تعالیٰ کی محبت کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟

عشقِ مجازی میں زندگی ضائع ہوتی ہے کیونکہ محبوبانِ مجازی سب فانی ہیں۔ محبوبِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی محبت کے قابل ہی نہیں یا جو لوگ محبت کے قبل ہیں وہ اللہ والے ہیں۔ کیونکہ اللہ کی محبت ان سے ملتی ہے اس لیے ان کی خدمت کی جاتی ہے۔ بغیر اللہ والوں کی محبت کے اللہ تعالیٰ کاملنامہ ممکن ہے۔ بزرگوں کا اس پر اجماع ہے۔ صوفیاء کا بھی اور علماء کا بھی، کہ اللہ والوں کی صحبت ہی سے نفس فنا ہوتا ہے چاہے جلدی یاد یہ رہے، یا اپنی اصلاحیت پر ہے۔ سوکھی لکڑی جلدی جل جاتی ہے اور گیلی لکڑی سوں سوں کرتی ہے اور بہت دیر کے بعد اس میں آگ لگتی ہے۔ مگر اللہ والوں کی صحبت کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اگر کوئی بزرگ بہت مشہور ہے اور طالب پوچھتا ہے کہ یہ کس کے صحبت یافتہ ہیں؟ لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ کسی کے صحبت یافتہ نہیں ہیں تو آدمی کا اعتقاد ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ کسی اللہ والے کی صحبت کے بغیر اللہ نہیں ملتا۔ اللہ والوں کی محبت اللہ ہی کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہی محبت قائم رہتی ہے، دنیاوی محبت قائم نہیں رہتی۔

## شیخ کا کٹ آوٹ

جنوبی افریقہ کے ایک شیخ الحدیث جو حضرت والا دامت برکاتہم کے مجاز بھی ہیں فرمائے تھے کہ برازیل میں انہوں نے عربوں میں حضرت والا کے مضامین بیان کئے۔ عربوں نے سنا اور بہت متاثر ہوئے اور پرتگالی زبان میں بھی ترجمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمادے اور اپنی کرم سے قول فرمائے۔ حضرت والا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ شیخ کٹ آوٹ (Cutout) ہوتا ہے اگر وہ ہٹ جائے اور رخ بدل دے تو مرید گیٹ آوٹ (Getout) ہو جائے گا۔

کٹ آوٹ چھوٹا سا ہوتا ہے مگر بڑی بڑی مشینیں اُسی سے چلتی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحسن صاحب دامت برکاتہم (افسوس اب حضرت دار آخرت کی طرف کوچ فرمائے گئے) حضرت مولانا شاہ محمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تاب گڑھی اور حضرت پھول پوری علیہ اُنہی کے کٹ آوٹ سے ہمارا کام چل رہا ہے۔ سب ان بزرگوں کی برکت ہے اور ان کا فیض ہے۔ اللہ والوں کی غلامی اختر کو ملی ہے اس پر اللہ کا شکر ہے۔ (پر دلیں میں تذکرہ وطن ص: ۲۱۵، ۲۱۶)

## صحابتِ صالحین کے ذریعے نفس کی شرارت سے بچاؤ

یہ دلیل اول ہے آپ ثانی چاہتے ہیں کہ نہیں؟ بہت سی چیزوں ثانی چاہتے ہو جیسے عقدِ ثانی۔ کسی کے کان میں کہہ دو کہ دوسری شادی کرو گے؟ تو کہے گا ہاں ہاں، پہلی تو ہو چکی دوسری کا رادہ ہے۔ وہ دوسری دلیل کیا ہے؟ إِنَّ النَّفْسَ لَا كَمَارَةٌ بِالسُّوْءِ (سورۃ یوسف پارہ: ۵۳ آیت ۱۱۳) تمام شرارتیں تمہارا نفس کرتا ہے چاہے فاعل بنو چاہے مفعول بنو جو کچھ بھی تم کرتے ہو تمہارے نفس کی شرارت ہے، حماقت ہے، جسارت ہے، حرارت ہے۔ تمہارا نفس گناہ کرتے کرتے گنہ گار زندگی کا عاشق ہو گیا

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی زندگی تمہارے کمینہ پن کی وجہ سے ہے، ورنہ اگر تمہاری طبیعتِ سلیمانی ہوتی تو تم کو گناہ سے خود بخونفرت ہوتی مگر تم پرانے چور ہو، بچپن سے عادتِ بگڑی ہوئی ہے۔ بچپن سے عادتِ بگڑ جاتی ہے تو بہت مشکل سے ٹھیک ہوتی ہے۔ بس جس پر اللہ تعالیٰ حصل خاص کر دیں وہی نجح جاتا ہے۔ ورنہ بچپن کی بگڑی ہوئی عادت بڑھا پے تک چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو کچھ تم کمینہ پن اور ذلالت کرتے ہو سب تمہارے نفس کی شرارت ہے۔ نفس امر نہیں ہے، اُمَّارَةٌ بالسُّوءِ ہے لہذا ہوشیار رہو۔ إِلَّا مَا رَحْمَةٌ، مگر جن پر رب کا سایہِ رحمت ہو جائے۔ لہذا سایہِ رحمت میں جو لوگ ہیں ان کی برکت سے تم گناہوں سے، نفس کی شرارت سے، نفس کی جسارت سے، نفس کی حرارت سے نجح سکتے ہو بشرطیکہ جتنے میری رحمت کے واسطے ہیں جن پر میری رحمت برستی ہے ان کے سامنے میں رہو۔ کون لوگ ہیں وہ؟ اہل اللہ اور اہل اللہ کے غلام۔

جو شخص نفس سے مغلوب ہو کر گناہ سے منہ کالا کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔ جس کے دن اچھے ہوتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ توفیقات سے مدد پہنچا دیتے ہیں۔

سُنْ لَاءِ دُوْسْتِ جَبِ اِيَامَ بَكْلَاءَ آتَتِ ہیں

گَهَّاتِ مُلْنَى کِي وَهُنْدَآ پَهِ بَلَاتِ ہیں

کوئی کہے کہ ہم کہاں اللہ والے ڈھونڈیں؟ تو کہہ دو کہ اگر اللہ والے نہ ملیں تو آنکھیں تو ہیں، دیکھتے تو ہو کہ فلاں آدمی نے فلاں اللہ والے کی صحبتِ اٹھائی ہے۔ لہذا اللہ والے مل جائیں تو کیا کہنا ہے ورنہ اللہ والوں کے غلاموں سے بھی وہی کام ہوتا ہے۔ اس کی مثال سن لیجئے۔ اگر حکیمِ اجمل خان کا ایک شاگرد ڈربن میں ہو تو جب سن لوگے کہ حکیمِ اجمل خان کا صحبت یافتہ ہے تو چاہے مہنگا علاج کرتا ہو اسی سے علاج کراؤ گے۔ ایسے ہی اللہ والوں کے غلام "كُنُوْ اَمَعَ الصَّادِقِينَ" میں شامل

ہیں اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صادقین متقین کی صحبت میں رہو تو متقین میں سب آگئے، اہل اللہ بھی آگئے، ان کے غلام بھی آگئے۔ اور دنیاوی حکیم تو علاج کا پیسہ لیتے ہیں لیکن اللہ والے اور ان کے غلام کوئی پیسہ نہیں لیتے۔ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کے لیے اللہ تک پہنچانے کے لیے اپنی جان گھلاتے ہیں۔

(پر دلیں میں تذکرہ وطن ص: ۲۲۶، ۲۲۷)

## ہدایت کی علامت

ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ پر فدا ہونا اللہ والوں کی صحبت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں تو اس کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں وقت کے کسی ولی کی محبت ڈال دیتے ہیں پھر وہ اس ولی کی صحبت میں رہتا ہے۔ اس کی عبادت، اس کی فدا کاری اور وفاداری دیکھتا ہے تو اپنی بے وفا یوں، اپنی نافرمانیوں، اپنی حرام کاریوں اور اپنی بدمعاشیوں پر نادم ہو جاتا ہے۔ اور اسے توبہ نصیب ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ قُوَّا اللَّهُ**

(سورۃ توبہ پارہ ۱۱۵، آیت ۱۱۹)

ترجمہ کہ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو،

مگر تمہیں یہ ڈر کیسے ملے گا؟ كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اللہ والوں کے پاس رہو۔ لا کھ کتابیں پڑھتے رہو مگر کتاب پڑھنے سے بدمعاشی ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اگر اللہ والوں کی صحبت نہ ملی تو سب کچھ پڑھنے کے بعد بھی بدمعاشی کرے گا۔ اس لئے اللہ والوں کی صحبت میں رہو یا اللہ والوں کے غلاموں کی صحبت میں رہو۔ اللہ والوں کی پہچان کیا ہے کہ اس نے غلامی کی ہوا اللہ والوں کی۔

(پر دلیں میں تذکرہ وطن ص: ۲۸۵، ۲۸۶)

## اہلِ سلسلہ کے لیے تین عظیم نعمتیں

ارشاد فرمایا کہ: حضرت امداد اللہ صاحب مہاجر<sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں اور فرمایا کہ ان شاء اللہ! میری تینوں دعائیں قبول ہو گئیں۔ اس لیے میرے سلسلہ میں جو داخل ہوگا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ تین نعمتیں حاصل ہوں گی۔

۱۔ روزی کی فراغت۔ ان شاء اللہ! کسی کوفاق نہیں ہوگا۔

۲۔ اطمینان و جمعیت قلب۔

۳۔ حسن خاتمه۔ ان شاء اللہ خاتمه ایمان پر ہوگا۔ اور مشاہدہ بھی ہے کہ اس سلسلہ والوں کو یہ سب نعمتیں حاصل ہیں۔ (پردیس میں تذکرہ وطن ص: ۳۲۶)

## صحبتِ شیخ جلد صاحبِ نسبت ہونے کا راستہ

اور اگر یہ تعلق غیر مفید ہوتا تو اللہ تعالیٰ ”کُوْنُوْ اَمَّعَ الصَّادِقِيْنَ“ کا حکم نہ دیتے جس کا ترجمہ حکیم الامت مجدد امملت مولانا تھوڑ<sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے کیا ہے کہ متین بندوں میں رہ پڑو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کامل کا ساتھ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی زیادہ اس کے اوصاف اس کے ساتھ رہنے والوں میں جذب ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے گا۔ اسی لیے اہل اللہ اپنے شیخ کی صحبت میں رہنے پر زور دیتے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ علیہ نے فرمایا کہ: بعض علماء مرید ہونے سے کیوں کتراتے ہیں؟ کیوں کہ اس میں نفس کو ایک چوتھی لگتی ہے کہ افوہ! میں تو بندہ کا بندہ بن جاؤں گا۔ میں بھی ایک بندہ ہوں اور شیخ بھی ایک بندہ ہے تو بندہ کا بندہ اور غلام کا غلام کیوں بنے؟ مگر ان اہل نفس کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اسی طریقہ سے ہوتا ہے کہ اس بندہ نے میری وجہ سے ایک بندہ کی غلامی اختیار کی ہے کیوں کہ وہ نیک گمان رکھتا ہے کہ یہ شخص اللہ کا ولی ہے اس لیے ”کُوْنُوْ اَمَّعَ الصَّادِقِيْنَ“ کا حکم

سمجھ کر غلامی کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طریقہ سے بہت جلد فائدہ پہنچتا ہے۔ اور  
بندہ جلد صاحب نسبت ہو جاتا ہے۔ (پردیں میں تذکرہ وطن س: ۳۳۶)

## اللہ والوں کے دل تقویٰ کی کانیں ہیں

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ والوں کے دل تقویٰ کی کانیں ہیں پس جس طرح سونا سونے کی کان سے، چاندی چاندی کی کان سے، نمک نمک کی کان سے حاصل کرتے ہیں۔ تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی صحبت کے خزانے کو اللہ والوں کی صحبوتوں سے حاصل کرنا چاہیے۔ اور جس طرح نمک کی کان میں ایک گدھا گر کر مر گیا تو وہ بھی نمک بن گیا تھا اسی طرح ان کی صحبت میں اگر اپنی رائے فنا کر کے اپنے جاہ و مرتبہ کو مٹا کر کچھ دن رہ لیجئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ بھی اللہ والے بن جائیں گے۔ مولانا رحیل الحمدلیہ نے فرمایا کہ اگر تم پتھر ہو تو نا امید نہ ہو، اہلِ دل کے پاس جانے سے موتی بن جاؤ گے۔ (اصلاح الاخلاق س: ۹)

## صحبت شیخ کا نفع اور ذکر و فکر

اگر صحبت شیخ کی میسر ہو لیکن التزام ذکر و فکر نہ ہو تو بھی نفع کامل نہیں ہوتا۔ ذکر سے دل میں نرمی اور قبول اثر صحبت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ کاشت کار بیج ڈالنے سے پہلے زمین کو زم کرتا ہے یعنی اس میں سے کنکر پتھر کا لتا ہے پھر بیج ڈالتا ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ سے غیر اللہ کے کنکر پتھر دل سے نکل جاتے ہیں۔ پھر دل میں صحبت شیخ کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (خزانہ شریعت و طریقت س: ۳۵، ۳۷)

## اہل اللہ کے فیض صحبت کی مثال

صحبت کی نافعیت کی ایک عجیب مثال حق تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ وہ یہ کہ مثلاً دو تالاب ہیں۔ ایک میں خوب مچھلیاں ہیں اور دوسرا خالی ہے۔ اگر یہ خالی تالاب چاہے کہ مچھلیاں میرے اندر بھی آ جائیں تو اس تالاب کو دوسرے تالاب سے اتصال حاصل کرنا پڑے گا، کیونکہ مچھلیاں خشکی کا فاصلہ طے کرنے سے قادر ہیں۔ اسی طرح جدول صاحبِ نسبت ہے اس کے تمام انعاماتِ ولایت مثل علوم و معارف، صدق و لیقین، تقویٰ و خشیت وغیرہ دوسرے خالی دل میں اس وقت آ سکتے ہیں جب کہ یہ خالی دل اس قلب عارف سے متصل ہو جائے، اور یہی تعلق خلقت یعنی گھری اور خالص دوستی کا تعلق ہے کہ دل کو دل سے ملا دے پس بقاعده "اَمْرُهُ عَلَى دِيْنِ خَلِيلِهِ" (مشکوٰۃ المصانع کتاب الادب باب الحب فی اللہ و من اللہ) کہ ہر دوست اپنے گھرے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس کا سارا دین اس کے اندر منتقل ہو جائے گا اور یہ اللہ تک پہنچنے کا بہت ہی آسان راستہ ہے۔ اسی لیے مولانا رومی نے فرمایا ہے کہ ۔

مہر پا کاں در میان جاں نشاں

دل مدہ إِلَّا بِمُهِرِ دل خوششاں

اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی محبت اپنی جان کے اندر بٹھالو اور دل کسی کو مت دوسوائے ان کے جن کے دل اللہ کی محبت سے اچھے ہو گئے ہیں۔

(خزانہ شریعت و طریقت میں: ۳۶، ۳۷)

## صحبت اہل اللہ اور انصاب ولایت

اگر تین چیزیں ہوں تو آدمی ولی اللہ بن جائے گا:

(۱) شیخ کی صحبت جو وَاصِبُّ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صحابہ کو بھی وقت دیجئے، ان کے پاس رہیے چاہے اس کے لئے آپ کو تکلیف اٹھانی پڑے لیکن آپ صبر کیجئے اور اپنے پھول سے ان کو خوبصوردار کر دیجئے کیونکہ آپ کی صحبت سے ہمیں اسلام پھیلانا ہے۔

(۲) يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشِيِّ سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ ذکر بھی کرو، اللہ کا نام بھی لوتا کہ اللہ تک پہنچ جاؤ کیونکہ اللہ کے نام میں میگنٹ ہے جو میگنٹ پیدا کرتا ہے کیا اس کے نام میں میگنٹ نہیں ہوگا؟ میرے شیخ فرماتے تھے کہ ذکر ذا کر کو مذکور تک پہنچاتا ہے اللہ اللہ کرنا ہمیں اللہ تک پہنچاتا ہے۔ تو دو چیزیں ہو گئیں، شیخ کی صحبت اور ذکر اللہ، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا جا رہا ہے کہ وَاصِبُّ آپ صحابہ کے ساتھ صبر کر کے رہیے کیونکہ یہ لوگ ہمارا ذکر کر رہے ہیں، ہم آپ کو غیروں کے پاس بیٹھنے کو نہیں کہ رہے ہیں، آپ میرے عاشقوں میں بیٹھیے۔

(۳) يُرِيدُونَ وَجْهَهُهُ (سورۃ الکھف پارہ ۱۵ آیت ۲۸) ان صحابہ کے قلب میں میں مراد ہوں يُرِيدُونَ مضارع ہے جس میں دوزمانے ہوتے ہیں حال اور استقبال، کیا مطلب؟ کہ ان کے دل میں اس وقت بھی میری ذات مراد ہے، یہ محض کھانے پینے والے نہیں ہیں، میں ان کا مراد ہوں۔ اصلی مرید وہ ہے جس کے دل

میں اللہ مراد ہو، اللہ کے سوا کوئی غیر اللہ مراد نہ ہو۔ جو شخچ کے ساتھ رہے وہ کبھی اس کا وسوسہ بھی نہ لائے کہ شخچ کے ساتھ سفر کروں گا اور طرح طرح کے شہر دیکھوں گا، طرح طرح کی شکلیں دیکھوں گا، شخچ کے پاس صرف اس لئے رہو کہ ہم کو اللہ مل جائے اور مصارع میں دوسرا زمانہ مستقبل کا ہے یعنی آئندہ بھی یہی ارادہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مل جائے تو ان شاء اللہ! ایک دن اللہ مل جائے گا۔

(غم تقویٰ اور انعام و لایت، موعظ حسنہ ۱۰۳ صفحہ ۱۷)

## شقاؤت سے بچنے کا ایک ہی راستہ

وَدَرِكُ الشَّقَاءِ سے اگر بچنا ہے تو اللہ والوں کے جلیس بن جاؤ، آپ کو شقاوتو کے پکڑنے سے تحفظ حاصل کرنا ہے تو بُنْصِبی سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ جلدی سے کسی اللہ والے کے پاس بیٹھ جاؤ لا یَشْقِيْهُمْ جَلِیسُهُمْ پوری کائنات سے شقاوتو سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، بدختی بد نصیبی سے بچنے کا پورے عالم میں کوئی راستہ نہیں ہے، آپ ساری دنیا میں بھاگے بھاگے پھرلو۔ شرقاً، غرباً شمالاً جنوباً مگر شقاوتو پھر بھی پکڑ لے گی۔ لہذا لا یَشْقِيْهُمْ جَلِیسُهُمْ اہل اللہ کے پاس بیٹھ جاؤ تو آپ کی شقاوتو پر لا داخل ہو جائے گا اور اس لامیں آپ کو حالاً و استقبالاً حفاظت کی صانت ہے کیونکہ لا یَشْقِيْهُمْ جَلِیسُهُمْ اہل اللہ کے پاس بُنْصِبی سے بھی اس میں حفاظت اور صانت ہے۔ شقاوتو سے فی الحال بھی محفوظ اور آئندہ بھی محفوظ رہو گے، ان شاء اللہ! بُنْصِبی نہیں آئے گی۔ جو اللہ والوں کے ساتھ رہتے ہیں وہ مستقبل میں بھی بُنْصِبی نہیں ہو سکتے، مصارع میں حال اور استقبال

دونوں زمانے ہوتے ہیں اللہ والوں کے دوست خوش نصیبی کے ساتھ جیتے ہیں اور خوش نصیبی کے ساتھ مرتے ہیں۔

اس کی شرح علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں ان الفاظ سے فرمائی ہے **إِنَّ جَلِيلَسْهُمْ يَغْلِبُونَ جُمَعَهُمُ اللَّهُوَالَّوْنَ** کے پاس بیٹھنے والے انہی کے ساتھ مندرج ہوتے ہیں، اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والوں کو اللہ انہی میں لکھ لیتا ہے، فی **جَمِيعٌ مَا يَتَفَضَّلُ اللَّهُ بِهِ عَلَيْهِمْ إِكْرَامًا لَّهُمْ** اور وہ تمام مہربانیاں جو اللہ والوں پر برستی ہیں اللہ ان کے ساتھیوں کو بھی دے دیتا ہے کیونکہ یہاں مفعول نہ آ رہا ہے مفعول نہ فعل کا سبب بیان کرتا ہے جیسے **صَرْبَتْهُ تَادِيَبًا** میں نے پٹائی کی اس کی ادب سکھانے کے لئے تو **تَادِيَبًا** منصوب کیوں ہے؟ کیونکہ مفعول نہ ہے اور اگر آپ نے **مَشْدُودًا** کہہ دیا کہ باندھ کر رسی سے مارا تو **مَشْدُودًا** اس کا حال ہے اور فی **الْمَسْجِدِ** کہہ دیا تو مکان بھی آ گیا اور یہ مفعول فیہ ہو گیا۔ **جَمِيعٌ مَا يَتَفَضَّلُ اللَّهُ بِهِ عَلَيْهِمْ إِكْرَامًا لَّهُمْ** (فتح الباری شرح البخاری ص ۲۱۳ ج ۱۱) اس میں اپنے پیاروں کا اکرام ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** اللہ والوں کے ساتھ رہو۔

## شاہراہ اولیاء کو مت چھوڑو

ہمارے بزرگوں اور اکابر کا تعامل چلا آ رہا ہے کہ شیخ سے بیعت ہونا اور ان کے مشورے سے راستہ طرکرنا ہے، خالی علم سے نہیں، اپنے شیخ سے پوچھ پوچھ کے

کام کرنا ہے تو مشائخ کا یہ تعامل شاہراہ اولیاء ہے، جو سپر ہائی وے کو چھوڑ کر کسی چھوٹی  
گلی میں گھس گئے ان پر ڈاکہ پڑ گیا، چونکہ سپر ہائی وے پر بہت سی موڑیں چل رہی  
ہیں تو ڈاکو بھی ڈرتا ہے کہ کسی موڑ میں کوئی صاحبِ اسلحہ ہو سکتا ہے۔ تو شاہراہ اولیاء کو  
مت چھوڑ داسی پر چلو۔ (لذت اعتراف، قصور، مواطن حسنہ ۱۰۵ صفحہ ۱۱)

## نسبت اہل نسبت ہی سے ملتی ہے

ملا کرتی ہے نسبت اہل نسبت ہی سے اے اختر

زبان سے ان کی ملتا ہے بیان دُر فشاں مجھ کو

دیکھو! اگر کوئی چراغ ایک کروڑ کا ہو، موتیوں سے جڑا ہوا اور اس میں تیل بھی  
دس کروڑ کا ہو اور بتی کا دھاگہ بھی بہت قیمتی ہو لیکن اس میں روشنی نہیں ہو گی، یہ تمام عمر  
بے نور رہے گا، اس کی کوئی قیمت نہیں ہو گی لیکن جب کسی جلتے ہوئے چراغ سے  
وصل کرے گا تو یہ روشن ہو جائے گا کیونکہ چراغوں سے چراغ جلتے ہیں، یہ ہے شیخ کی  
صحبت کی قیمت۔ **كُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کا یہ راز بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ  
اپنے چراغ کے ظرف پر نازمت کرو، جو چراغ میری محبت میں جل رہے ہیں ان  
کے ساتھ رہو، یہ ہے **كُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کا عاشقانہ ترجمہ کہ چراغوں سے چراغ  
جلتے ہیں، میری محبت میں جلتے ہوئے چراغوں کے پاس رہو پھر تم خود روشن ہو جاؤ  
گے اور ایسے روشن ہو گے کہ پھر تم سے دوسرا چراغ روشن ہوں گے۔

اس کو ایک اور مثال سے سمجھاتا ہوں: کسی نے میرے شیخ سے پوچھا کہ اللہ والا

بننے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہ جو بے نمازی کو نمازی بنانے کا طریقہ ہے یعنی ایک بے نمازی کو دس نمازوں میں ڈال دو۔ کسی کمرے یا کسی ہال میں کرانے پر دس پر دیکی رہتے ہوں اور دسوں نمازی ہوں، بڑے شہروں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی الگ الگ مکان نہیں لے سکتا ایک ایک کمرے میں دس دس آدمی رہتے ہیں تو جس کمرے میں دس نمازی ہوں اس میں ایک بے نمازی کو چھوڑ دو، وہ کب تک بے نمازی رہے گا، تو جو خدا کا عاشق نہ ہو خدا تعالیٰ کے عاشقوں کے گروپ میں اور گروہ میں وہ ان (IN) ہو جائے اور انٹر (Enter) ہو جائے تو ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ کے کرم سے عاشقوں کی برکت سے وہ اللہ کا عاشق ہو جائے گا۔

(داستان اہل ول، موعظ حسنہ ۱۰۶ صفحہ ۳۰، ۳۱)

## بغیر صحبت شیخ کیفیت احسانیہ حاصل نہیں ہو سکتی

ایسے ہی جو شخص کہے کہ بھئی! کسی اللہ والے سے تعلق جوڑ لو، بغیر پیر کے مت رہو تو یہ بھی الٰہ الٰہ علی الحنفی ہے کیونکہ بغیر پیر کے جور ہتا ہے جس کا کوئی مرتب نہیں ہوتا وہ مرتب نہیں بن سکتا، کتابوں سے کوئی کیفیت احسانیہ نہیں پاسکتا، کیفیت احسانیہ قلب سے قلب میں منتقل ہوتی ہے۔ اخلاص اور اللہ کی حضوری یعنی احسان یہی ہے:

أَنْ يُشَاهِدَ رَبَّهِ بِقُلْبِهِ حَتَّى كَانَهُ يَرَى اللَّهَ تَعَالَى شَانَهُ بِعِيْدِهِ

(تُخَلِّيقُ الْبَارِي ص: ۱۶۰ ج: ۱۱۰: قديمی)

یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے کہ اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے، یہ کیفیت ہے، کیمت نہیں ہے۔

نبی کے قلب مبارک میں اتنی بڑی احسانی کیفیت تھی کہ صحابہ نے قلب نبوت سے جو کیفیتِ احسانیہ حاصل کی وہ اب کسی کو نہیں مل سکتی، لہذا اب قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہو سکتا کیونکہ قلب نبوت نہیں پاسکتا۔ اولیاء سے جس کے اندر کیفیتِ احسانیہ منتقل ہوتی ہے تو وہ ولی تو ہو سکتا ہے صحابی نہیں ہو سکتا کیونکہ صحابی وہ ہوتا ہے جس کو کیفیاتِ احسانیہ نبی کے قلب سے حاصل ہوں۔ تو کیفیاتِ احسانیہ کے لئے کچھ دن جا کے شیخ کے ساتھ رہو ۔

کبھی کبھار وزیر کو تو کمپنی نہیں کہتے  
یہ مولانا منصور صاحب کا مصرع ہے۔ لہذا جب ایک طوفان کے ساتھ دوسرا طوفان دریا میں مل جائے پھر دیکھو ۔

نشہ بڑھتا ہے شرایں جو شرابوں میں ملیں  
مئے مرشد کو مئے حق میں ملا لینے دو  
شیخ کی محبت کو اللہ کی محبت سے ملا و پھر دیکھو کہ کیسی مستی ہوتی ہے۔

## نگاہِ اولیاءِ رنگ لاتی ہے

میری حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلی ملاقات ہوئی تو وہاں علماء ندوہ بھی موجود تھے تو حضرت نے فرمایا کہ اے ندوہ کے علمائی! بری نظر کو تو تم تسلیم کرتے ہو، اسلام کا عقیدہ ہے، حدیث میں ہے (الْعَيْنُ حَقٌّ) مشکوہ شریف ص ۲۰۳ ج: ۲ بری نظر گل جاتی ہے اس کو مان لیتے ہو تو اللہ والوں کی اچھی

نظر کو کیوں نہیں تسلیم کرتے ہو؟ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے فَكَيْفَ نَظَرُ الْعَارِفِينَ  
 الَّذِي يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ وَلِيًّا وَالْجَاهِلَ عَالِمًا (مرقاۃ ص ۳۶۸)  
 رشید یہ ج: ۸) پھر ہنس کر یہ شعر پڑھا ہے

تہبا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں  
 میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آئیے

تفسیر روح المعانی کی عبارت ہے خالِطُوهُمْ لِتَكُونُوا مِثْلَهُمْ (روح  
 المعانی ص ۵۲ ج: ۵ / بیروت) اللہ والوں کے ساتھ اپنے شیخ کے ساتھ، اپنے  
 مربی کے ساتھ اتنا رہو، اتنا احتلاط رکھو کہ لِتَكُونُوا مِثْلَهُمْ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ،  
 انہی جیسے ہو لے لگو، وہی آہ و فغا، پشم اشکبار، ترپتا ہو اقلب، شیخ کی ساری کیفیات  
 اور کمیات تم میں منتقل ہو جائیں چاہے کمیات منتقل نہ ہوں مثلاً شیخ پہلوان کی طرح  
 ہے اور مرید کمزور ہے تو اس جیسا ہونے کے لئے کیفیاتِ احسانیہ کافی ہیں پھر اس کی  
 دور کعات بھی لاکھ رکعات کے برابر ہو جائیں گی۔

(داستان اہل دل، مواعظ حسنہ ۱۰۶ صفحہ ۳۷، ۳۶)

## محبت اہل اللہ کے فوائد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم اہل اللہ کے پاس بیٹھو گے، ان کی  
 صحبت میں رہو گے تو اگر تمہیں اللہ کی محبت کی پیاس نہ بھی ہوگی تو پیاس بھی مل جائے  
 گی، وہ پیاس بھانا بھی جانتے ہیں اور پیاس لگانا بھی جانتے ہیں، اللہ والے خالی اللہ

کی محبت کا پانی نہیں پلاتے بلکہ جن کو اللہ کی محبت کی پیاس نہ ہوان کو پیاس بھی لگاتے

ہیں ۔

گر تو طالب نیستی تو ہم بیا  
اگر تمہیں اللہ کا عشق، اللہ کی محبت کی پیاس نہیں ہے تو بھی میرے پاس آؤ

تا طلب یا بی ازیں یار وفا  
تا کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کی طلب، اللہ تعالیٰ کی ترڑپ اور پیاس مل جائے۔ یہ  
ایسے باوفادوست ہیں کہ اللہ پاک نے قیامت تک کے لئے ان کی رفاقت کے حسن  
کو منصوص کر دیا:

وَحَسْنُ أُولَئِكَ رَفِيقًا۔

(سورۃ النساء)

جن کی رفاقت کی اللہ تعالیٰ تعریف کر دے، جن کی رفاقت کو اللہ پاک حسین  
فرمادے ان کو چھوڑ کر کن سے دوستی کر رہے ہو؟

علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں لکھتے ہیں کہ جملہ وَحَسْنُ أُولَئِكَ  
رَفِيقًا میں حَسْنَ افعال تجуб میں سے ہے، یعنی مَا أَحْسَنَ رَفَاقَتَهُ یہ حضرات کیا  
ہی اپنے رفیق ہیں! یعنی اللہ پاک یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ کیا ہی اپنے رفیق ہیں کہ  
تمہیں ہماری ذات تک لے آتے ہیں، اگر تم ہم کو اچھا سمجھتے ہو تو ان کو اچھا کیوں  
نہیں سمجھتے؟ جو اپنے تک پہنچاوے وہ اچھا نہیں ہے؟ شاعر کہتا ہے کہ

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے  
وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے  
اگر اللہ والے بھی ہم سے محبت کریں تو دوستو! پھر تو لطف اور وجد آ جاتا ہے۔  
تو اگر تمہارے اندر طلب نہیں ہے تو پھر تم کو اللہ والوں کے پاس یا ان کے  
غلاموں کے پاس آنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اتباع کی برکت سے  
غیر معصومین کو معصومین کے ساتھ عطف کر کے بیان کر دیا:

**مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔**

(سورۃ النساء، ۲۹)

انبیاء معصوم ہیں، بے گناہ ہیں اور صد لقین شہداء اور صالحین معصوم نہیں ہیں  
لیکن انبیاء کی اتباع کی برکت سے معصومین کے ساتھ غیر معصومین کو عطف کر دیا اور  
ہمیں یہ بتا دیا کہ اگر تم بھی پھولوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو اپنے کانٹوں کو اللہ  
والوں کے پھولوں کے ساتھ ان کی اتباع کے ذریعہ ملا دو۔ میرا شعر ہے ۔

ہمیں احساس ہے تیرے چمن میں خار ہے اختر

مگر خاروں کا پردہ دامن گل سے نہیں بہتر

یعنی ہم آپ کے چمن میں کانٹے ہیں، لیکن حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی  
رحمۃ اللہ علیہ اپنے صالحین ساتھیوں سے فرماتے ہیں کہ ۔

جس گلستان کے تم گل تر ہو

خار اس بوستان کے ہم بھی ہیں

ہم تمہارے دامن سے لپٹے ہوئے ہیں، اگر کانٹا اپنا منہ چھپانا چاہتا ہے تو پھولوں کے دامن میں رہے، وہ بھی پھولوں کے ساتھ بک جائے گا، گنہگار نیکوں کے ساتھ رہیں تو ان شاء اللہ! ان کے کانٹے بھی پھول بن جائیں گے، یعنی فاسق ولی اللہ بن جائیں گے۔

چھپانا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گلی تر کے  
تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے  
اے دنیا والو، تعجب کیوں کرتے ہو؟ اگرچہ ہم گنہگار ہیں مگر اللہ والوں سے تو  
جزے ہوئے ہیں، پھر تم کو کیوں تعجب ہوتا ہے؟ چمن ایسے منظر سے خالی نہیں ہے،  
جاوہ دیکھو! گلاب کے پھول کے پیچھے کانٹے بھی چھپے ہوئے ہیں، یہ کانٹے ہوتے  
ہوئے بھی پھولوں کی خوشبو سونگھر ہے ہیں اور باغ سے نکالے بھی نہیں جا رہے ہیں  
لیکن اگر یہی کانٹے پھول سے الگ ہوتے تو مالی انہیں اکھڑا کے چینک دیتا۔  
(ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج، مواضع حسنہ ۱۰۸ تا ۱۱۳ صفحہ)

## مجاہدہ کے ساتھ صحبتِ اہل اللہ ضروری ہے

مجاہدات سے اور محنتوں سے دل بتتا تو ہے لیکن خالی مجاہدہ کافی نہیں، صحبتِ صالحین بھی ضروری ہے، میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ  
مجاہدہ کوئی تنہا نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی تنہا مجاہدہ کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے علیٰ  
اگر تنہا مجاہدہ کر کے اپنے تیل نکلوالے، لیکن گلاب کی صحبت نہ اٹھائے تو وہ رہے گا علیٰ  
ہی کا تیل، اور اگر کچھ دن گلاب کے پھول کی صحبت میں رہ کر گلاب کی خوشبو اپنے

اندر بسائے اور پھر مجاہدہ کرے، کوہاٹ میں اپنا تیل نکلوائے تو اس کا نام روغنِ گل ہو گا۔ بو لیے صاحب! اگر تیل گلاب کے پھولوں کی صحبت اختیار نہ کرے تو اس کا تیل روغنِ گل ہو سکتا ہے؟ اسی طرح اگر تیل چنبلی کی صورت میں نہ رہے اور کہے کہ ہم مجاہدہ کر کے، اپنے کو کوہاٹ میں پسو کے خود روغن چنبلی ہو جائیں گے تو ذرا تل، چنبلی کا تیل بن کے دکھادے! تیل کا تیل، چنبلی کا تیل جب ہو گا کہ جب وہ پچھہ دن چنبلی کی صحبت میں رہے اور روغنِ گل جب ہو گا کہ جب پچھہ دن گلاب کی صحبت میں رہے۔ اسی لئے کسی سے استفادہ کے لئے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ فلاں صاحب کس کے صحبت یافتہ ہیں؟ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آج بھی جو عالم کسی ولی اللہ کی آغوشِ تربیت میں مجاہدات سے گزرے تو اللہ تعالیٰ اس کی خوبی کو ایک عالم میں اڑا دے گا۔

اب مجاہد کی ایک اور مثال دیتا ہوں۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ دیکھو بھی! ایک کباب ہے مگر ہے کچا، قیمه ہے، نکیہ ہے اور سب مسئلہ موجود ہے، کباب کے اجزاء سے کوئی جز اس میں سے غائب نہیں ہے، وہ صورتاً اجزاء ترکیبیہ کباب کا جامع ہے لیکن مجاہدے سے نہیں گزرا، کڑا ہمیں میں تیل گرم کر کے اس کو تلا نہیں گیا، کچی نکیہ رکھی ہوئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لو! کباب کھالو اور جب کچا کباب کھایا تو متلی چھوٹے لگی۔

تو میرے شیخ یہ مثال دے کر فرماتے تھے کہ ہمارے پاس کباب تو ہے مگر کچا ہے، یعنی ایمان کا کباب تو ہے، مگر کچا ہے، تلا ہوا نہیں ہے، اسی لیے جو کھاتا ہے وہ

تھوک دیتا ہے۔ لہذا میں مسلمانوں کو، مولویوں کو یہی کہتا ہوں کہ پچھلے دن مجاہدہ کرلو، گناہ سے بچو گلر مجاہدہ اللہ والوں کے مشورہ سے کرو، کیوں کہ جہاں مجاہداتِ صحابہ ہیں وہاں اصل اہمیت آغوشِ صحبت رسول کو حاصل ہے، اگر یہی صحابہ جہاد اور مجاہدہ کرتے اور صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آغوشِ تربیت نہ ملتی تو صحابہ کو یہ مقام نہیں مل سکتا تھا۔

## علماءِ خشک کی ناقدری کی وجہ

لوگ کہتے ہیں کہ مولویوں کی تقریر میں مزہ نہیں آتا۔ مزہ اس لئے نہیں آتا کہ ہم نے صحبتِ اہل اللہ نہیں اٹھائی، ہم مجاہدہ سے نہیں گزرے، دیکھئے! میں اپنے کو شامل کر کے کہہ رہا ہوں کہ ”ہم نہیں گزرے“ تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ تو میرے ہی لیے کہہ رہے ہیں، میری ہی طرف رُخ ہے۔ نہیں، ہمارے بزرگوں نے ہمیں سکھایا ہے کہ اپنے کو شامل کرو، لہذا جب کوئی شخص یہ کہے کہ کیا برا حال ہے لوگوں کا، تو سمجھلو کہ سب سے برا انسان یہ خود ہے، لہذا اپنے کو پہلے شامل کرو کہ ہم لوگ مجاہدے سے نہیں گزرے۔ جنہوں نے اپنے کو مجاہدے سے گزارا اللہ نے آج بھی ان کی تقریر میں درد رکھا ہے ۔

مُحَمَّدُ كُو جَبْ وَادِي حَسْرَتْ سَے گَزَارَا اَسْ نَے  
هَرَ بَنَ مُو سَ مَرَے خُونَ كَا درِيَا نَكَلَا<sup>1</sup>  
لاکھ دنیا کے حاسدین جمع ہو کر مجاہدات سے گزرے ہوئے لوگوں پر خاک

ڈالیں لیکن ان کی نسبت مع اللہ کے آفتاب کو چھپا نہیں سکتے، ان کا در دل چھپ  
نہیں سکتا۔ اس پر میرا ایک شعر سن لیجئے ۔

ایک قطرہ وہ اگر ہوتا تو چھپ بھی جاتا  
کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

جو اللہ کو خوش کرنے کے لئے اپنی بُری خواہشات کا، اپنی حرام تمناؤں کا خون  
کرتا ہے، بُری خواہشات کے خون کا دریا جس کے دل میں بہتا ہے اس کے دریائے  
خون دل اور خون تمنا کو کوئی نہیں چھپا سکتا، میرے شیخ کی یہ بات یاد کرو، فرماتے  
تھے کہ جب کوئی غیر عالم اللہ والا بنتا ہے تو وہ صاحب نور ہو جاتا ہے، لیکن جب عالم  
اللہ والا بنتا ہے تو وہ نُور علی نُور ہو جاتا ہے، ایک علم کا نور اور ایک اس کے تقویٰ اور  
ذکر و فکر کا نور۔

تو یہ فرمایا کہ دیکھو! کچا کباب کھا کر متلی ہونے لگتی ہے اور آدمی اسے تھوک دیتا  
ہے لیکن اگر تل دیا جائے تو دور تک اس کی خوبیوں پھیل جاتی ہے، پھر کہنے کی ضرورت  
نہیں رہتی کہ کس محلے میں کباب کی دکان ہے، دور دور تک اس کی خوبیوں کا پتا بتاتی  
ہے۔ (اسلامی مملکت کی قدر و قیمت، موعظ حسنہ ۱۰۹ صفحہ ۷۶)

## کتاب اللہ کے ساتھ رجال اللہ

آپ بتائیے کہ کیا صرف کتاب پڑھنے سے اہل اللہ کے فیوض و برکات  
حاصل ہو جائیں گے؟ کتاب اللہ کے ساتھ رجال اللہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ جب

کتاب نازل ہوتی ہے تو اللہ کوئی نبی بھی پیدا کرتا ہے۔ اگر کتاب اللہ ہدایت کے لئے کافی ہوتی تو اللہ تعالیٰ رجال اللہ پیدا ہی نہ کرتے۔ نبیوں کی بعثت کتاب کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے اور امتيوں کو نبی کی صحبت کا حکم دیا گیا ہے جیسے نبی آخر ازماں سروِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشِيِّ

(سورۃ الکیف: ۲۸)

اے نبی! آپ صبر کر کے بیٹھئے ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں، اگرچہ آپ اسکیلئے بہت عبادت کر رہے ہیں، اگرچہ آپ کو میرے ساتھ خلوت محبوب ہے لیکن یہ صحابہ کیسے بنیں گے؟ اپنے نفس پر صبر کر کے ان کے ساتھ بیٹھئے اور ان کو اپنی صحبت میں رکھئے تاکہ آپ کے قلب کا یقین ان کے قلب میں اُترے۔

## تقویٰ کی آگ اور قلوب صادقین

”کُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ (توبہ، آیت: ۱۱۹) پر ایک مثال حق تعالیٰ شانہ نے حضرت اقدس کی برکت سے عطا فرمائی، جس کے بیان سے اہل علم کو وجد آیا۔ وہ یہ ہے کہ کتابوں میں اگر آگ لکھی ہو اور آگ کے خواص پر بہت ہی ضخیم کتابیں بھی ہوں، اور کوئی عمر بھی اس کو پڑھتا رہے تو کیا آگ کی حرارت سے استفادہ کر سکتا ہے؟ تا آنکہ خارج میں آگ کے پاس جا کر حرارت نہ حاصل کرے۔ بس! تمام دینی انعامات صدق و یقین، خیانت و تقویٰ، محبت شدید مع اللہ کی آگ کتابوں کے نقوش

سے حاصل نہیں ہو سکتی، خارج میں جن کے سینے اس آگ کے حامل ہیں ان کی صحبت میں رہ کر ان نعمتوں کا استفادہ کرنا ہو گا جیسا کہ حضرت عارف روئی فرماتے ہیں:

مہر پاکاں درمیان جاں نشاں  
دل مدہ إلّا بکھر دل خوشائش

حدیث پاک میں ہے:

الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ

(مشکوٰۃ المصانع، کتاب الاداب، باب الحب فی اللہ و من اللہ)

یعنی ہر شخص اپنے گھرے دوست کے دین پر ہوتا ہے پس کسی اہل اللہ کو اپنا خلیل بنانا پڑے گا، ورنہ تعلق ضعیف سے استفادہ بھی ضعیف ہو گا۔

(خواہ شریعت و طریقت ص: ۲۲، ۲۳)

## صحبت صالحین سے نفع کامل کا مدارکس چیز پر ہے؟

صرف عبادت اور ذکر سے نفس نہیں مٹاوارنہ شیطان کی عبادت ایک ہزار سال کی اس کے نفس کو ضرور مٹا دیتی، اور حال اس کا ظاہر ہے۔ پس نفس کو مٹانے کے لیے صادقین کی معیت و صحبت بہت ضروری ہے اور تعلق بھی غلامی کا ہو، محض دوستی کا نہ ہو۔ یہی بات شیطان کو حاصل نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاتَّبِعُ سَبِيلَ مَنْ أَنْكَابَ إِلَيَّ

(لقمان، پارہ ۲۱، آیت: ۱۵)

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ تعلق اہل اللہ سے اتباع کا موربہ اور نفع کامل

کام اصرف اتباع پر ہے۔ اگر اتباع نہ ہو تو رسمی مریدی بھی مفید نہیں۔ پس شیخ سے محض دوستانہ تعلق بے سود ہے، غلامی کا تعلق ہونا چاہیے۔ نیز اہل اللہ کی اولاد و اقرباء اور اہل محلہ کے دین سے محروم رہنے کی وجہ عدم اتباع ہے۔ لہذا ان کی محرومی پر اشکال باقی نہ رہا۔ (خواں شریعت و طریقت ص: ۳۵، ۳۶)

## سلیم العقل اور سلیم القلب میں معقول نسبت

ایک اہل علم نے دریافت کیا کہ: سلیم العقل اور سلیم القلب میں کیا فرق ہے؟ احقر نے جواب دیا کہ: ان دونوں کلی میں نسبت تساوی ہے۔ ہر سلیم العقل، سلیم القلب اور ہر سلیم القلب سلیم العقل ہوتا ہے۔ اور اسی طرح اس کا عکس بھی ہے کہ جو سلیم القلب نہ ہوگا وہ سلیم العقل بھی نہ ہوگا اسی طرح جو سلیم العقل نہ ہوگا وہ سلیم القلب بھی نہ ہوگا۔ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ اسی سبب سلامتی عقل و فہم کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے کہ اسی سے سلامتی قلب کا پتہ چلتا ہے۔ نیز سلامتی عقل سلامتی قلب ہی کا شمرہ ہے اور اولیٰ کے لیے ثانیہ بمنزلہ علت ہے اور باعتبار اولیٰ سلامتی قلب کو تقدم حاصل ہے اور قلب میں سلامتی پیدا ہونے کے اسباب اعمال صالح کا اختیار اور معاصی سے اجتناب ہیں جو صحبت شیخ کامل ہی کے صدقہ میں میسر ہوتے ہیں۔ اس ناکارہ کی ایسی باتوں سے اہل علم مسرور اور موحیرت ہوتے ہیں۔

“وَذِلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ تَعَالَى وَ كَرِمِهِ بِرَبِّكَةِ دُعَائِكُمُ الْعَالِيَّةِ”

(خواں شریعت و طریقت ص: ۲۷، ۳۸)

## قرآن پاک کے علوم کی جامعیت و بлагت

اسی طرح دوسرے مقام پر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّقُوا إِلَهَكُمْ وَ كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“

(توبہ، آیت: ۱۱۹)

تو یہاں بھی امر اول یعنی تقویٰ مقصود اور مأمور ہے، اور امر ثانی یعنی مسیت صالحین کا ملین تقویٰ کا ذریعہ حصول ہے۔ چنانچہ عادٹ اللہ یہی ہے کہ بدون شیخ کامل کسی کو بھی تقویٰ میسر نہیں ہوتا۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت ایک بے بہاشے ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی تلقین کی:

(اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكُ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُبَلِّغُنِي إِلَى حُبِّكَ)  
(سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی عقدة الشیخ بالبید، ج ۲، ص: ۱۸۷)

اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا طالب ہوں، اور اس کی محبت کا بھی جو آپ کا محب ہو اور اس عمل کی محبت کا بھی جو آپ کی محبت سے قریب تر کر دے۔ یہاں محبت ربانيٰ یعنی عاشقانِ حق کی محبت کو ان اعمال پر مقدم کیا گیا جو حق تعالیٰ کی محبت سے قریب کرتے ہیں جس سے حب شیخ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ جس کو واصل باللہ جان کر رہنا بنا بنا یا گیا ہو اس کی محبت جتنی بھی زیادہ ہوگی اسی قدر جلد وصول الی اللہ کی ضامن ہوگی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس عاشق حق کی محبت کی برکت سے اعمال تقرب کی محبت اور توفیق ہوگی جو ذریعہ ہوگا وصول الی اللہ کا۔ پس اہل اللہ کی

محبت اعمالِ تقرب کی بھی ضامن ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی بھی ضامن ہے۔ پس حبِ شیخ سے بڑھ کر محبت حق کے حصول کے لیے کوئی عمل موثر نہیں۔ یہی راز ہے جو حکیم الامم مجدد امملکت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتبِ تصوف میں ذکر فرمایا کہ شیخ کی صحبت میں فرائض و اجابت و سنن مؤکدہ پر اتفاقاً کرے اور نوافل واذ کار ملتُوی کر دے۔ (خواجہ شریعت و طریقت ص: ۵۷، ۵۸)

## دنیا میں جنت کا مزہ دلوانے والے تین اعمال

ارشاد فرمایا کہ: جو شخص چاہے کہ دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگے وہ تین اعمال کرے:

(۱) اہل اللہ کی صحبت اختیار کرے۔ اللہ والوں کے لیے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”فَادْخُلُوهُ فِي عِبَادِي“ (سورۃ البقرہ پارہ ۳۰۰ آیت ۲۹) معلوم ہوا کہ یہ خاص بندے ہیں جن کو یاءِ نسبتی سے اپنا فرمار ہے ہیں کہ یہ میرے ہیں اور دخول جنت کی نعمت سے مقدم فرمار ہے ہیں۔ معلوم ہوا اہل اللہ یعنی صالحین کی معیت جنت سے افضل ہے، کیوں کہ ان کے دل میں اللہ ہے جو خالق جنت اور خالق نعماء جنت ہیں اور جنت یعنی صالحین بندے دنیا ہی سے تو جنت میں جاتے ہیں اس لیے جوان کی صحبت پا گیا وہ گویا جنت میں داخل ہو گیا بلکہ جنت سے افضل نعمت پا گیا اور اس کی جنت شروع ہو گئی۔ اس لیے دنیا میں جس کو اللہ والے مل جائیں اس کو دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے۔ کیوں کہ جنت مکان ہے اور اہل اللہ اس کے مکین ہیں، اور

مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ اور مکان کتنا بھی اچھا ہو مکین سے اچھا نہیں ہو سکتا، اپنے مکین کی صحبت تو اپنے مکان سے بھی افضل ہے، بلکہ مکان میں حُسن تو حُسن مکین ہی سے آتا ہے۔ میر افارسی شعر ہے:

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقان آید

ہمیں پیغم کہ جنت بر زمین از آسمان آید

ترجمہ: جب مجھے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آگئی ہے۔

اور جو لوگ جنت میں جانے والے ہیں یہاں ان کے ساتھ رہنے والا بھی جنت میں جائے گا۔ وہاں کا شرہ فَادْخُلُع دراصل یہاں کے فَادْخُلُع کا شرہ ہو گا یعنی جو یہاں اہل اللہ کے ساتھ رہتا ہے تو یہ رِفاقت فِي الدُّنْيَا رِفاقت فِي الْجَنَّةِ کا ذریعہ ہو گی۔ لیکن صرف ساتھ رہنا کافی نہیں بلکہ ساتھ رہنے کی شرط اتباع ہے کیوں کہ رِفاقت بدون اتباع صحیح نہیں۔

قرب حسی مقصود نہیں، اتباع حاصل ہے تو دوری میں بھی قرب معنوی حاصل ہے۔ جو تمعن نہیں وہ قریب رہ کر بھی رفیق نہیں اور جسے اتباع حاصل ہے وہ دور ہو کر بھی قریب ہے۔ پس جو صحیح معنوں میں ان کا رفیق ہو گا دنیا ہی میں اس کو جنت کا مزہ آنے لگے گا کیوں کہ یہ اللہ کے خاص بندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یاءِ نسبتی سے ان کو اپنا فرمایا ہے کہ یہ میرے ہیں۔ جنت میں بھی میرے ہیں اور دنیا میں بھی میرے ہو کے رہے، نہ نفس کے ہوئے، نہ شیطان کے ہوئے، نہ معاشرہ کے ہوئے، ساری

زندگی میرے ہو کے رہے، ساری زندگی میری مانی، نفس کی مانی، نہ شیطان کی مانی، جسم و جان سے مجھ پر قربان رہے، گناہوں کے تقاضوں پر صبر کیا، اگر کبھی غلطی ہو گئی تو خون کے آنسو بہائے، میرے حضور میں کلیجہ رکھ دیا۔ تو پھر ان کے لیے میں یاۓ تخصیص کیوں نہ لگاؤں؟ اور ان کو کیوں نہ کہوں کہ یہ میرے ہیں؟

(۲) اور دوسرا عمل یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو متبع سنت و شریعت ہو اور بزرگان دین کا صحبت یافتہ و اجازت یافتہ ہوا پنا مرتبی اور دینی مشیر بنالیں اور اس کے مشورہ سے خلوت میں کچھ ذکر کر لیا کریں۔ تو ذکر سے جنور پیدا ہو گا خواہ قلیل و ضعیف ہو بوجہ ہم جنسیت کے شیخ کے نور قوی و کثیر کا جاذب و جالب ہو گا۔ کیوں کہ بقاعدہ **الْجِنُّسُ يَمْهِيلُ إِلَى الْجِنْسِيْسِ** نور نور کو جذب کرتا ہے اور نار نار کو جذب کرتی ہے۔ مولا ناروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۔ نوریاں مر نوریاں راجاذب اند

ناریاں مر ناریاں را طالب اند

ترجمہ: نوری لوگ نوریوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں، اور ناری ناریوں کے طالب ہوتے ہیں۔ پس سالک جب ذکر کرتا ہے تو یہ نور ڈکر شیخ کے باطنی فیضان کا ذریعہ ہوتا ہے پس جو ذکر کا التزام نہیں کرے گا اس کو شیخ سے نفعِ کامل نہ ہو گا جس طرح قطبِ شمال کی سوئی پر مقناطیس کی ہلکی سی پاش ہوتی ہے جس کی وجہ سے قطبِ شمال کا خزانہِ مقناطیس اس سوئی کو اپنی طرف کھینچ رکھتا ہے اگر سوئی پر مقناطیس کی تھوڑی سی پاش نہ ہو تو قطبِ شمال اس سوئی کو شمال کی طرف جذب نہیں کرے گا۔ اسی طرح

التزام ذکر کو استقامت میں بہت خاص دخل ہے، قلب کی سوئی پر ذکر کے نور کی پاش کی برکت سے حق تعالیٰ کا نور ذا کرین کے قلوب کو اپنی طرف کھینچ رکھتا ہے۔ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ قطب شمالی کی طرف مستقیم رہتی ہے اگر قطب شمالی سے ذرہ برابر اس کا رخ پھیرنا چاہو تو ترپ جاتی ہے اور جب تک اپنارخ قطب شمالی کی طرف درست نہیں کر لیتی بے چین رہتی ہے۔ اسی طرح جس قلب پر نور کی پاش ہوتی ہے تو ذرا بھی میلان الی المعصیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخ پھرنے لگے تو ایسا دل ترپ جائے گا۔

(۳) اور تیسرا عمل یہ ہے کہ خلوت و جلوت میں حقوق العباد کا خاص خیال رکھیں۔ کیوں کہ حقوق العباد صاحب حق کی معافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے اور ہر کام کو شریعت کے مطابق رکھیں۔ (خزانہ شریعت و طریقت ص: ۱۱۱ تا ۱۱۳)

## اللہ والوں کے پاس کیا ملتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: لوگ پوچھتے ہیں کہ اللہ والوں کے پاس کیا ملتا ہے؟ بات یہ ہے کہ اعمال و قسم کے ہیں۔ ایک ظاہر نبوت ہے اور ایک باطن نبوت ہے۔ ظاہر نبوت یعنی اعمال ظاہرہ تو کتب سے مل جاتے ہیں کہ مغرب کی اتنی رکعات فرض ہیں۔ عشاء کی اتنی ہیں۔ اوابین اور اشراق وغیرہ کی اتنی رکعات ہیں لیکن باطن نبوت کتابوں سے نہیں ملتا مثلاً صبر، شکر، تسلیم و رضا، تواضع، فنا بیت، اخلاص، احسان، غضب میں اعتدال، شہوت کا ضبط، ورع و تقویٰ و خشیت قلب وغیرہ یہ سب باطن نبوت ہے۔

کتابوں کے اور اس کے حامل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یہ باطن نبوت بغیضانِ ولایت عطا ہوتا ہے یعنی اہل اللہ کے سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتا ہے، اہل اللہ کے پاس کوئی رہتا ہے یا چلے گا کر گھرو اپس جاتا ہے تو لوگ دریافت کریں گے کہ کیا ملا؟ تو ممکن ہے بے چارہ صوفی گھبرا جائے اور نہ بتا سکے، لیکن جو ملا ہے وہ جب وقت آئے گا تو ظاہر ہو جائے گا مثلاً جب مصالح آئیں گے تو صبر و رضا میں خانقاہ کی برکات معلوم ہوں گی، فیضانِ مشائخ کا اثر غصہ اور شہوت کے ضبط میں معلوم ہوگا، اپنے کو حقیر سمجھنا، مخلوق خدا کے ساتھ حسنِ ظن، مخلوق کی خیرخواہی، ایثارِ نفس، اکرامِ مومیں وغیرہ میں معلوم ہوتا ہے۔ (خزانہ شریعت و طریقت ص: ۱۳۱، ۱۳۲)

## اصلاح نفس کا آسان ترین نسخہ

ارشاد فرمایا کہ: جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے گا ان شاء اللہ! اس کے نفس کی مکمل اصلاح ہو جائے گی۔ اصلاح نفس کا یہ آسان ترین نسخہ ہے۔

(۱) نواب قیصر صاحب جو حکیم الامت تھا نوی تواریخ اللہ مرقدہ کے مرید ہیں انہوں نے فرمایا کہ: میں اس مجلس میں موجود تھا جب خواجہ عزیز الحسن مجدوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکیم الامت سے سوال کیا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو حکیم الامت حضرت تھا نوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: جنہوں نے اپنے دل میں اللہ کی محبت حاصل کر لی ہے ان کے جو توں میں پڑ جاؤ یعنی نفس کو مٹا دو، اور نفس کو مٹانے کی نیت ہی سے ان کے پاس جاؤ، جو وہ بتا عیسیٰ

وہ کرو، جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ اسی کو مولانا ناروی نے فرمایا:

سے قال را بگزار مرد حال شو

پیش مرد کامل پامال شو

یعنی قیل و قال کو چھوڑو، مرد حال بنو، اور کیسے بنو گے؟ کسی مرد کامل یعنی اللہ والے کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دو۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پچھوپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مشتوی پڑھاتے ہوئے اس شعر کی شرح میں مجھ سے فرمایا تھا کہ: مال مالیدن سے ہے، مالیدن معنی ملنا، اسی لیے ملی ہوئی روٹی کو ”ملیدہ“ کہتے ہیں یعنی اپنے نفس کو ملیدہ بنالو، پامال کر دو۔ اسی کو حکیم الامت نے فرمایا کہ: اللہ والوں کے جتوں میں پڑ جاؤ۔

ایک بار خواجہ صاحب نے پوچھا کہ: کیا ذکر اللہ میں یہ تاثیر نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ تک پہنچا دے، پھر اہل اللہ کی صحبت کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے؟ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: کاش تو تلوار ہی کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ سپاہی کے ہاتھ میں ہو۔ اسی طرح اللہ تک ذکر ہی پہنچاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اہل اللہ کے مشورہ سے ہو۔

(۲) میں نے اپنے شیخ حضرت پچھوپوری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تھا کہ مجھے آپ کی محبت بے انہما محسوس ہوتی ہے تو میرے شیخ نے لکھا کہ محبت شیخ تمام مقامات کی مقفارح ہے۔ یعنی اللہ کے راستے کے تمام مقامات قرب کی کنجی ہے۔ کنجی جتنی اچھی ہوتی ہے اتنی ہی جلدی تالہ کھلتا ہے اور کنجی جتنی خراب اور گھسے ہوئے دندانے والی

ہوگی تالہ اتنی ہی مشکل سے کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بقدر شیخ کی محبت کے عطا ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ شیخ کی محبت ہوگی اتنی زیادہ اللہ کی محبت عطا ہوگی۔ اگر شیخ سے تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوگا تو اس کے دل میں اللہ کا تعلق بھی ڈھیلا ڈھالا ہوگا۔ تاریخ میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ شیخ سے کسی کا تعلق ڈھیلا ڈھالا رہا ہوا اور اس کو اللہ کی محبت کا عظیم خزانہ مل گیا ہو۔ (خرائی شریعت و طریقت ص: ۱۲۲ تا ۱۲۳)

## صحبت صاحبین اور اللہ کے درِ محبت کی آگ

ایک مبلغ اللہ والے عالم نے مجھ کو بتایا کہ: اللہ کی طرف بلانا لگانا ہے یعنی اللہ کی محبت کی آگ لگانا ہے مگر لگاؤ ہی سکتا ہے جس کے لگی ہو۔ کیا بات کہی! میں دل سے فریغتہ ہوں اس بات پر، اس لیے دوستو! علماء کرام، طلبہ کرام سے کہتا ہوں: پہلے اپنے دل میں لگاؤ، لگنے کے بعد فکر کرو لگانے کی۔ اپنے لگنی نہیں اور لگانے کے لیے بھاگے جا رہے ہو۔ آج کل اسی وجہ سے لگ نہیں رہی ہے کیوں کہ جس کے خود نہیں لگی وہ دوسروں کو کیا لگائے گا؟ لہذا پہلے کسی عاشق حق اللہ والے سے تعلق قائم کرو، دل میں اللہ کے درِ محبت کی آگ حاصل کرو۔ دیکھ لو! مشمس الدین تبریزی کے سینے میں جو غم کی آگ تھی وہ آگ ساڑھے اٹھا کیس ہزار اشعار کی صورت میں مولانا رومی کی زبان سے نکلی۔

میرے شیخ فرماتے تھے کہ: بانسری خود نہیں بھتی، اس کا ایک سر اکسی بجانے والے کے منہ میں ہوتا ہے، پھر دیکھو اس بانسری سے کیسی آواز نکلتی ہے! ایسے ہی

ہماری روح میں اللہ کی محبت کے نغمات موجود ہیں، درد دل کی بے شمار امواج ولہریں موجود ہیں لیکن اپنی روح کا ایک سراکشی اللہ والے کے منہ میں دے دو، پھر دیکھو اللہ تعالیٰ تمہاری زبان سے اپنی محبت کے کیسے مضامین بیان کرتے ہیں کہ دنیا جیراں رہ جائے گی۔ (نزائن شریعت و طریقت ص: ۲۶۸، ۲۶۷)

## صحابت شیخ اور نفلی عبادات

ایک صاحب مجلس میں دیر سے آئے تو ان سے دریافت فرمایا کہ: کہاں تھے آپ؟ جب شیخ افادہ کر رہا ہو تو شیخ کے پاس بیٹھنا تمام نفلی عبادات سے خواہ وہ نفلی عمرہ و طواف ہی کیوں نہ ہو افضل ہے۔ جب صحبت شیخ میسر ہو تو صرف فرض، واجب اور سنت موکدہ ادا کرو۔ باقی وقت شیخ کے پاس بیٹھو۔ کعبہ تشریف میں اگر تزکیہ کی طاقت ہوتی تو کعبہ خود تین سو ساٹھ بتوں کو نکال دیتا، مگر کعبہ سے بت بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکالے۔ شیخ کو ناہب رسول سمجھو، دل کو غیر اللہ کی گندگی سے پاکیزگی شیخ کے ذریعہ ملے گی۔

جو لوگ دیر سے آئے، گذار شاتِ شیخ سے محروم ہو گئے، کیا عبادت کرتے ہو! ارے عبادت کی روح شیخ سے ملے گی۔ اپنی عبادت میں لگر ہے اور شیخ کی صحبت میں نہیں آئے۔ افسوس ہے آپ لوگوں کی سمجھ پر! شیخ موجود ہو تو فرض، واجب، سنت موکدہ کو ادا کر کے جا کے دیکھو کہ معلوم نہیں شیخ کیابات کر رہا ہے شیخ سے اللہ ملے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سُوْنَا مَعَ الْحَاضِرِينَ فِي الْكَعْبَةِ نہیں فرمایا سُوْنَا مَعَ الصَّادِقِينَ فرمایا کہ جو سچے ہیں، متقی ہیں، صادقین ہیں یعنی جو تقویٰ میں صادق ہو

کہ ایک لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی میں نہ جیتا ہو وہی اصل شیخ ہے۔

(خواں شریعت و طریقت ص: ۲۷۸، ۳۷۷)

## صحبت شیخ سے کیا ملتا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: بنگلہ دیش میں ایک عالم نے مجھ سے سوال کیا کہ: ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھنے میں ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے تو اپنے شیخ کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے؟ میرے قلب کو فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ جواب عطا فرمایا کہ ماں باپ کو دیکھنے سے کعبہ ملتا ہے اور مرشد کو دیکھنے سے کعبہ والا ملتا ہے، رب الکعبہ ملتا ہے، کیوں کہ حدیث شریف میں ہے کہ إِذَا رُأَوْدُكَرَ اللَّهُ (مرقاۃ ص ۲۲۶ ح: ۹ رشیدیہ) اللہ والوں کی پہچان یہی ہے کہ ان کو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ ان کی صحبت سے اصلاح ہوتی ہے۔ اصلاح کے لیے انسان چاہئے۔ اسی لیے پیغمبر مجھے جاتے ہیں۔ اگر کعبہ شریف میں اصلاح کی شان ہوتی تو تمیں سوسائٹھ بت کعبہ کے اندر رکھ ہوئے نہ ہوتے۔ نبی اور پیغمبر اصلاح کرتا ہے، پھر کعبہ شریف کی تجلیات نظر آتی ہیں۔ ورنہ کفر کے موتیا سے جس کے دل کی آنکھیں انڈھی ہیں وہ کعبہ کے انوار کیا دیکھے گا؟ (فیوض ربانی ص ۵۲۸: از مواہب ربانیہ)

## اخلاص اور صحبت اہل اللہ

ارشاد فرمایا کہ: کراچی میں ایک کالج کے پرنسپل نے کہا کہ: شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ: مجھ کو عقل اہل فرنگ یعنی اہل مغرب سے ملی ہے۔ اور عشق مجھے

صوفیاء سے ملا ہے۔ میں نے کہا کہ: ان کو عشق تو مالیکِ عشق کامل نہ ملا، ناقص ملا، ورنہ چہرہ پر ڈاڑھی ضرور آ جاتی۔ عشق کی بجائی تو آئی لیکن لوڈ شیڈنگ تھی۔ جس کی وجہ سے گالوں کے ایرکنڈیشن نہیں چل سکے۔ پنسپل صاحب کو یہ بات بہت پسند آئی۔ اور کہا کہ: یہ بہت عمدہ عنوان ہے۔ کیوں کہ اس میں ان کی اہانت بھی نہیں ہے، ان کے عشق کو بھی آپ نے تسلیم کر لیا اور یہ بتا بھی دیا کہ بجائی کمزور تھی ورنہ شریعت کی اتباع کامل نصیب ہو جاتی۔

اس لیے اہل علم کو اپنے معلوم کو معمول بنانے کے لیے اہل عمل کی یعنی اہل الداولوں کی صحبت ضروری ہے ورنہ معلومات رہیں گی، معمولات نہ رہیں گے اور اگر معمولات ہوں گے تو ان میں اخلاص نہ ہو گا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اخلاص صرف اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے۔

(فیوض ربانی ص: ۵۹، ۶۰ از مواہب ربانیہ)

## آداب مجالس اہل اللہ

ارشاد فرمایا کہ: اللہ نے زبان ایک دی ہے اور کان دو دیئے ہیں۔ الہذا شیخ کی صحبت میں سنوز یادہ اور بولو کم۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: شروع میں سالک کو بالکل شیخ کی بات سننی چاہئے جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان کو زبان نہیں دی جاتی، لیکن سنتے سنتے پھر وہ بالکل ماں باپ جیسی گفتگو کرنے لگتے ہیں۔ جو شیخ کے حضور میں سراپا کان بن جاتا ہے، اور دل کے کان سے بھی سنتا ہے ایک دن پھر وہ شیخ کی طرح بولنے لگتا ہے اور شیخ کا در دل بھی پا جاتا ہے۔ (فیوض ربانی ص: ۲۱، ۲۰ از مواہب ربانیہ)

## دُعَوَةٌ إِلَى اللَّهِ أَوْ رَحْمَةٍ صَالِحَيْنِ

ایک شخص نے کہا کہ: خانقا ہوں میں ولیوں کا کام ہوتا ہے یعنیوں کا کام نہیں۔ میں نے کہا کہ: تم غلط کہتے ہو، کیوں کہ عالم نہیں ہو۔ شعبہ ترکیہ نفس کے لیے جو خانقا ہیں بن رہی ہیں یہ کارِ نبوت کو انجام دے رہی ہیں۔ بتاؤ! آیت یٰ کیمہ ولیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی کہ میرا نبی ترکیہ کرتا ہے؟ لہذا ترکیہ نفس کے لیے خانقا ہیں بنانا، پیری مریدی کرنا، اس شعبہ کو زندہ کرنا کارِ نبوت ہے۔ اس کو ولیوں کا کام کہنا بے وقوفی اور کم علمی ہے۔ عوام اور خواص سب کو ترکیہ کی ضرورت ہے۔

اور خواص کی تربیت عوام کی تربیت سے افضل ہے، کیوں کہ خواص کے ذریعہ سے دین عوام میں پہنچ جاتا ہے، اگر علماء اللہ والے بن جائیں، صاحب نسبت درد بھرا دل ان کے سینہ میں ہو تو بتاؤ کیا عالم ہوگا! اس عالم سے پورا عالم روشن ہو جائے گا، ورنہ جور و حانی امراض کے ساتھ دعوت دے گا تو اس کی دعوة الٰی اللہ میں اثر نہ ہوگا۔ اسی لیے دعوة الٰی اللہ کے ساتھ عمل صالح کی آیت نازل ہوئی۔ **وَمَنْ أَحْسَنْ قُوَّلًا هُنَّ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا**۔ (ختم السجدة، آیت: ۲۳) معلوم ہوا کہ جو دعوت الٰی اللہ کرے، وہ نیک عمل بھی کرے، گناہوں سے بچے اور عمل صالح کی توفیق اہل اللہ کی صحبت سے ہوتی ہے۔ (الاطاف ربانی ص: ۳۲، ۳۳) از موہبہ ربانیہ)

## منزل سے پہلے رہبر کی تلاش

مولانا رومی فرماتے ہیں:

۔ اے خدا آں کن کہ از تو می سزد  
اے خدا! آپ ہم نالائقوں کے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جس کے آپ اہل ہیں۔  
آپ لاکت ہیں۔ اس لیے آپ کے لاکت معاف کر دینا، خطاؤں کو بخش دینا ہے۔  
اے خدا! وہ معاملہ ہمارے ساتھ کیجئے جس کے آپ لاکت ہیں۔ کیا مولانا کے یہ علوم  
مجموعی ہیں؟ مولانا فرماتے ہیں کہ:

۔ من نه جویم زیں سپس راہ اثیر  
میں پہلے اللہ کاراستہ ہر گز نہیں ڈھونڈھوں گا، پہلے کیا کروں گا؟

۔ پیر جویم پیر جویم پیر پیر  
ایک مصرع میں چار دفعہ پیر کا نام لیا کہ ہم اللہ کو ڈھونڈنے کے لیے پہلے خود سے  
نہیں نکل پڑیں گے۔ جن کے ذریعہ خدا ملتا ہے پہلے ان کو ڈھونڈیں گے یعنی اللہ  
والوں کو، مرشد کو اور پیر کو ڈھونڈیں گے۔ یہ صاحبِ قونیہ نے، مولانا رومی نے ہم کو  
ہدایت دی کہ جن کے ذریعہ سے اللہ ملتا ہے، پہلے ان کو ڈھونڈیں گے۔ آپ بتائیے،  
پہلے رہبر کو تلاش کرتے ہیں یا پہلے منزل کو ڈھونڈتے ہیں؟ آپ قونیہ میں جہاں  
جہاں جا رہے ہو پہلے صائم (رہبر کا نام) کو ڈھونڈتے ہو یا نہیں؟ رہبر کو تلاش کرتے  
ہو کہ بھی! کدرھر کو چلیں؟ تو معلوم ہوا کہ منزل سے پہلے رہبر کو تلاش کرتے ہیں۔ اسی

طرح اللہ سے پہلے اللہ والوں کو تلاش کرو۔ کہیے جناب! کیسا مضمون ہے؟ کیا یہ مولا نارومی کا فیض نہیں ہے؟ یہ صاحب قونیہ کا فیض نہیں ہے؟ اللہ کو تلاش کرنے سے پہلے اللہ تک پہنچانے والوں کو تلاش کرو، رہبر کو تلاش کرو منزل سے پہلے۔ اللہ ہماری منزل ہے مگر ہمیں رہبر چاہئے جو ہمیں اللہ تک پہنچنے کا راستہ بتائے۔

(اطاف ربانی ص: ۵۵، ۵۶ از موہب ربانیہ)

## محبت الہیہ اور اس کا طریقہ حصول

پہلے شعر میں مولانا نے دنیا میں آنے کا مقصد بتادیا کہ وہ اللہ کی یاد اور اللہ کی تلاش میں بے چین رہنا ہے اور اس مقصد کے حصول کا طریقہ بھی بتادیا کہ:

بِشَّنُو ازْ نَّهْ چُولْ حَكَایتْ مِیْ كَنْدْ

جس طرح بانسری بانس کے مرکز سے کٹ کر آئی ہے اور اپنے مرکز کو یاد کر کے روتی ہے تو اے لوگو! تم بھی عالم ارواح سے، عالم امر سے، اللہ کے عالم قرب سے کٹ کر دنیا میں آئے ہو تم کیوں اللہ کو یاد کر کے نہیں روتے؟ تم کیوں اپنے مرکز کو یاد نہیں کرتے؟ کیوں دنیا کی رنگینیوں میں پھنس کر تم اللہ کو بھول گئے؟ لہذا بانسری کی طرح تم بھی روؤ، اللہ کو یاد کرو جن کے پاس سے یہاں آئے ہو۔ لیکن بانسری کو رونے کی یہ توفیق جب ہوتی ہے جب وہ کسی کے منہ میں ہوتی ہے، بانسری خود نہیں بھتی، بجائی جاتی ہے۔ اس کی صلاحیت آہ و فغا محتاج ہے کسی بجانے والے کی۔ جب کوئی بجانے والا اس کا ایک سرا اپنے منہ میں لیتا ہے تب اس میں آہ و نالے پیدا

ہوتے ہیں ورنہ ایک لاکھ سال تک اگر زمین پر پڑی رہے تو نج نہیں سکتی۔ اسی طرح تمہاری روح کے اندر بھی اللہ کی یاد میں رونے کی صلاحیت موجود ہے مگر رونا جب نصیب ہو گا جب کسی اللہ والے سے تعلق کرو گے، اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دو گے اس کو اپنا مریب بناؤ گے۔ اس تعلق کی برکت سے اس اللہ والے کا درد دل تمہاری روح میں داخل ہو جائے گا اور پھر تمہاری روح بھی مثل بانسری کے اللہ کی یاد میں رونے لگی گی اور اہل اللہ کی صحبت کا کیا اثر ہو گا؟ اس کو دوسرے مصريع میں بیان کرتے ہیں کہ:

ے وازِ جدائی ہا شکایتِ می کند  
جس طرح بانسری اپنے مرکز کی جدائی کاغم بیان کرتی ہے خود بھی روتنی ہے اور دوسروں کو بھی رلاتی ہے۔ اسی طرح تمہاری روح بھی اپنے اللہ کی جدائی کاغم بیان کرے گی خود بھی روئے گی اور دوسروں کو بھی رلائے گی اور اللہ کا دیوانہ بنائے گی۔  
بانسری کی مثال سے مولانا نے یہ سبق بھی دے دیا کہ تم اللہ کی یاد میں رونہیں سکتے جب تک اللہ والوں کی صحبت میں نہ رہو گے۔ (الاطافِ رباني ص: ۲۹، ۴۰، ۷۷ از مواہبِ ربانيہ)

## عالمِ منزل اور بالغِ منزل

ارشاد فرمایا کہ: نقوش اور الفاظ پڑھاد بینا اور ہے اور اللہ کو پاجانا اور ہے۔ عالمِ منزل لیلی اور ہے اور بالغِ منزل لیلی اور ہے۔ مجنون بہت سے بنے ہوئے ہیں کوئی چالاک مجنون بھی ہے وہ منزل لیلی کا جغرافیہ پڑھاتا ہے اور تنخواہ لیتا ہے مگر کبھی لیلی

تک نہیں گیا، یہ عالم منزل تو ہے بالغ منزل نہیں ہے اس کا پڑھانا بھی خشک ہو گا، نہ یہ خود مست ہو گا نہ دوسروں کو مست کرے گا۔ اصلی مجنون جو بالغ منزل لیلیٰ اور عاشق لیلیٰ ہے وہ جب پڑھائے گا تو خود بھی مست ہو گا اور دوسروں پر بھی وجہ طاری کرے گا۔ مدرسوں میں علم منزل مولیٰ سکھایا جاتا ہے اور خانقاہوں میں بلوغ منزل مولیٰ کا انتظام کیا جاتا ہے کہ علم منزل رکھنے والے بالغ منزل ہو جائیں، اللہ تک پہنچ جائیں خانقاہوں سے، اللہ والوں کی صحبت سے جب عالمِ منزل بالغ منزل ہو جاتا ہے، اپنے علم پر عمل کر کے اہل اللہ کی برکت سے اللہ تک پہنچ جاتا ہے پھر اس کا درس خشک درس نہیں ہوتا، درس محبت ہوتا ہے۔ یہ جب اللہ کا نام لیتا ہے اللہ کی طرف بلا تا ہے تو خود اس کی روح پر ززلہ طاری ہوتا ہے۔ لہذا دوسرا روحون کو بھی مست کر دیتا ہے۔ ہزاروں اس کی صحبت سے اللہ والے بن جاتے ہیں۔ لہذا شخص عالم منزل ہونا کافی نہیں، بالغ منزل ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حدیث پڑھنے پڑھانے کا مزہ جب ہے کہ پڑھانے والا بھی صاحب نسبت ہوا اور پڑھنے والا بھی صاحب نسبت ہو۔ (عطاء ربانی ص: ۲۲ از موہب ربانی)

## صحبت اور کتاب کے متعلق ایک الہامی علم عظیم

ارشاد فرمایا کہ: صحبت اتنی بڑی نعمت ہے کہ ایک لاکھ کتابیں پڑھنے والے میں وہ بات نہیں پاؤ گے جو صحبت یافتہ لوگوں سے پاؤ گے۔ دیکھئے! قرآن پاک ابھی مکمل نازل نہیں ہوا صرف اُقرآن ایسا سم ریک نازل ہوئی اور نبوت عطا ہو گئی۔ قرآن پاک

ابھی ۲۳ سال میں مکمل ہو گا لیکن نبوت آپ کو ایک ہی آیت کے نزول پر مکمل عطا کی گئی۔ نبوت ناقص نہیں دی گئی کہ قرآن پاک ابھی مکمل نہیں ہوا تو نبوت تھوڑی سی دے دی گئی ہو نہیں! مکمل نبوت عطا ہوئی اور ایسی مکمل ہوئی کہ جس نے آپ کو اس حالت میں دیکھا وہ صحابی ہو گیا اور مکمل صحابی ہوا ہے، ناقص صحابی نہیں ہوا۔ وہ صحابی مکمل، آپ نبی مکمل، اگرچہ قرآن پاک ابھی مکمل نازل نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبوت اور صحابیت کتاب اللہ کی تکمیل کی تابع نہیں۔ اگر کتاب صحبت سے زیادہ اہم ہوتی تو اقرار ایسا سُمْرِیٰ کے نزول کے وقت ایمان لانے والے صحابی نہ ہوتے بلکہ یہ ہوتا کہ ابھی تو ایک ہی آیت نازل ہوئی ہے، جب پورا قرآن نازل ہو جائے گا تب صحابی بنو گے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اس وقت ایمان لانے والے صحابہ کا مقام سب سے بڑھ گیا اور وہ سَابِقُونَ الْأَوَّلُونَ کہلائے اور آج پورا قرآن سینوں میں ہے لیکن کوئی صحابی بن کر دکھائے! اس سے اندازہ بچھئے کہ صحبت کیا چیز ہے!

انڈا ایک لاکھ سال تک پڑا رہے تو انڈا ہی رہے گا بلکہ گندرا ہو جائے گا اور مرغی کی صحبت میں ۲۱ دن تک رہے تو حیات آ جاتی ہے۔ ایسے ہی جو لوگ بزرگوں کے پاس رہتے ہیں ان کو حیات ایمانی عطا ہوتی ہے، صحبت یا فتنہ عامی کے اخلاق میں اور غیر صحبت یا فتنہ عالم کے اخلاق میں آپ زمین و آسمان کا فرق پا سکیں گے۔ بے صحبت یا فتنہ کہیں دولت سے پک جائے گا، کہیں مال سے، کہیں جاہ سے، کہیں باہ سے، اور اللہ کا ولی اور صاحب نسبت کبھی بک نہیں سکتا۔ سورج اور چاند سے نہیں بک سکتا، سلطان کے تخت و تاج سے نہیں پک سکتا، لیلائے کائنات کے نعمیات سے نہیں بک

سکلتا اور مجانین عالم کی عشقیات سے بھی نہیں بک سکتا۔

اسی لیے بڑے پیر صاحب شیخ عبدال قادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:  
اے علماء کرام! مدرسون سے فارغ ہو کر چھ مہینہ کسی اللہ کے ولی کے پاس رہ لو تا کہ  
تمہاری نفسانیت مت جائے اور للہیت آجائے۔ ایک محدث نے کیا خوب کہا ہے:

۔ اگر ملی نہ غلامی کسی خدا کے ولی کی  
تو علم درس نظامی کو علم ہی نہیں کہتے  
ورنہ ضمیر فروشی اور نفس پرستی رہتی ہے۔ جس کے دل میں خالق دل مجتبی نہیں اس  
کا دل نہیں ہے وہ دل میں پھنسا ہوا ہے۔ میر اشعر ہے  
۔ صحبت اہل دل جس نے پائی نہ ہو  
اس کا غم غم نہیں اس کا دل دل نہیں

(عاطہ ربانی ص: ۳۸، ۳۹، ۴۰)

## مولانا رومی کی محبت شیخ اور اس کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ: ہوائی جہاز ڈھائی گھنٹے میں جدہ پہنچ جاتا ہے، اور ریل شاید  
ایک ماہ میں پہنچے، ہندو عبادت کی کثرت مت دیکھو۔ عارف کی دور کعت غیر عارف  
کی لاکھ رکعت سے افضل ہے۔ اس لیے ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ: اپنی کثرت  
عبادت میں ہی مشغول مت رہو۔ کسی اللہ والے کے پاس جا کر بیٹھو تو تمہاری دو  
رکعت ایک لاکھ رکعت کے برابر ہو جائے گی، کیوں کہ ان کی صحبت کی برکت سے  
تمہارے اندر دین کی سمجھ اور اللہ کی محبت اور معرفت پیدا ہوگی۔ اللہ والوں کی صحبت کا

ایک عجیب انعام ہے یعنی محنت کم اور مزدوری زیادہ۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ مولانا رومی اپنے شیخ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر وجد کرتے ہیں؟ ایک ہی مصرع میں چار چار بار شیخ کا نام لیتے ہیں

— من نہ جویم زیں سپس راہ اشیر  
پیر جویم پیر جویم پیر پیر

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اگر مولانا رومی ہزار سال عبادت کرتے تو وہ قرب عظیم نصیب نہ ہوتا جو انہیں شمس الدین تبریزی کی چند دن کی صحبت سے نصیب ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کے گرویدہ و عاشق ہیں اور ان کے نام سے مست ہو جاتے ہیں۔ آدمی جس سے پاتا ہے اس کی گاتا ہے۔

یہاں تک کہ ایک بار حضرت شمس الدین تبریزی بغیر بتائے کہیں چلے گئے تو مولانا رومی بے قرار ہو گئے اور دیوانہ واران کی تلاش میں نکلے تو کسی نے کہا کہ: ملک شام کی فلاں گلی میں میں نے مولانا شمس الدین تبریزی کو دیکھا ہے تو ٹھنڈی آہ کھینچی اور فرمایا کہ آہ! جس شام میں میرا شمس رہتا ہے اس شام کی صبح کیسی ہوگی؟ اور فرمایا:

إِنْرِيْكِيْ يَا نَاقِيْتِيْ طَابَ الْأُمُوْرُ

آنَ تَبِرِيْيَا لَغَادَثُ الصَّدُوْرُ

اے اوٹنی! ٹھنڈہ جا میرا تو کام بن گیا، اور میرے نصیب جاگ اٹھے۔ شہر تبریز سینوں کے بھید والا شہر ہے۔ اللہ کی محبت کے اسرار اسی شہر کے صدقے میں میرے

شیخ تبریزی کے سینہ مبارک سے ملے ہیں۔

إسْرَحْنِيْ يَا تَاقِتَنِيْ حَوْلَ الرِّيَاضِ  
أَنَّ تِبْرِيزِيًّا لَّنَا نِعْمَ الْمَفَاضُ  
اے میری اونٹی! شہرتبریز کے باغوں کے ارد گرد خوب چرے۔ شہرتبریز  
ہمارے لیے بہت بڑے فیض کی جگہ ہے۔

بِ هَرِ زَمَانِ ازْ فَوْحِ رُوحِ انْجِيزِ جَانِ  
ازْ فَرَازِ عَرْشِ بَرِ تَبَرِيزِ يَا  
مولانا جوش، محبت میں اہل شہرتبریز کے لیے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! شہرتبریز  
والوں پر آسمان سے ہمہ وقت رحمتوں کی بارش فرم۔ مولانا اپنے پیر پر فدا ہو کر ہم  
سب لوگوں کو سبق دے گئے کہ شیخ سے کس طرح محبت کرنی چاہئے؟

(انعامات رباني ص: ۲۳، ۲۵ از مواہب ربانية)

## صحبت یافتہ اور فیض یافتہ

ارشاد فرمایا کہ: جس بادشاہ کو اپنی بادشاہت کا علم نہ ہو وہ بادشاہ نہیں ہے۔ جس  
ڈپٹی کمشنر کو معلوم نہ ہو کہ میں اس حلقة کا ڈپٹی کمشنر ہوں، وہ ڈپٹی کمشنر بھی نہیں ہے۔  
ایسے ہی جس پیغمبر کو اپنی نبوت کا علم نہ ہو وہ نبی نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے نبی کو اپنی  
نبوت پر ایمان لانا فرض ہوتا ہے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گزر جس نے کہا ہو کہ  
مجھے نہیں معلوم کہ میں نبی ہوں یا نہیں؟ بلکہ ہر نبی نے اپنی نبوت کا بیانگ دہل اعلان

فرمایا، جس طرح خاتم النبیین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین میں فرمایا کہ:  
 أَنَّا النَّبِيُّ لَا كَذِيبٌ، أَنَّا بْنُ عَبْدِ الْمَطَّلِبٍ (صحیح البخاری ص ۲۷ ج ۲۰: ۲۳۳ ص ۲۳۳ ج ۲۰ ط: رحمانیہ) کہ میں خاتم النبیین ہوں اب میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہذا ب قیامت تک جو نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب اور دجال ہے۔ انبیاء کو تو وحی سے اپنی نبوت کا یقینی علم ہو جاتا ہے۔ لیکن اولیاء اللہ کو بھی حالات و قرائیں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ میرے قلب میں وہ مولیٰ اپنی تخلی خاصہ سے متخلی ہو گیا، ولایت خاصہ عطا ہو گئی، جس کو اپنے قلب میں اس مولیٰ کا قرب خاص محسوس نہ ہو وہ ولی نہیں، اس کا دل خالی ہے۔ ناممکن ہے کہ دریا میں پانی آئے اور اس کو محسوس نہ ہو کہ میرے اندر پانی ہے اگر دریا خاک اڑا رہا ہے یہ دلیل ہے کہ اس دریا میں پانی نہیں ہے چاہے وہ لا کھ دعویٰ کرے کہ میں باللب بھرا ہوا ہوں اور سینہ تان کر بہہ رہا ہوں لیکن اس کا خاک آمیز ماحول بتائے گا کہ یہ پانی سے محروم ہے، یہ ڈینگ ہانک رہا ہے، لاف زنی کر رہا ہے۔ جب دریا باللب بہتا ہے تو بہت دور تک اس کی ٹھنڈک فضاؤں میں داخل ہو جاتی ہے۔ کئی میل دور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس طرف دریا ہے کیوں کہ ادھر سے جو ہوا آتی ہے وہ پانی سے لگ کر آتی ہے پانی کی صحبت یافتہ ہوا اور ٹھنڈی نہ ہو؟ جو ہوا ٹھنڈی نہ ہو تو دلیل ہے کہ یہ پانی کی صحبت یافتہ نہیں ہے اگر صحیح معنوں میں صحبت یافتہ ہوتی اور پانی کی ٹھنڈک کو صحیح معنوں میں جذب کیا ہوتا تو ضرور ٹھنڈی ہوتی۔ صحبت یافتہ کے معنی خالی صحبت

یافتہ نہیں بلکہ فیض یافتہ صحبت ہے۔ اس لیے خالی یہ نہ دیکھئے کہ یہ شخص شیخ کے ساتھ رہتا ہے بلکہ یہ دیکھئے کہ اس کے اندر شیخ کا فیض کتنا آیا؟ ورنہ وہ صحبت یافتہ تو ہے فیض یافتہ نہیں ہے۔ کیوں کہ **إِهْدِيَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ كَا بَدْلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** ہے۔ یعنی انعام والے بندوں کا راستہ پکڑو، تب صراطِ مستقیم پاؤ گے اور انعام والے بندے کون ہیں؟ ان کو دوسرا آیت میں بیان فرمایا: **فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا**۔ (سورۃ النساء پارہ ۵ آیت ۲۹) پس اگر انعام والے بندوں کے ساتھ رہنے کے باوجود کوئی ان کی صفات کا حامل نہیں تو کہا جائے گا کہ یہ فیض یافتہ صحبتِ مُنْعَمٍ عَلَيْهِمْ نہیں ہے، اس کے حسنِ رفاقت میں کوئی کمی ہے۔ حسنِ **أُولَئِكَ رَفِيقًا** سے معلوم ہوا کہ صرف رفاقت کافی نہیں ہے، حسنِ رفاقت مطلوب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حسنِ رفاقت میں کوئی کمی ہے اور وہ کمی کیا ہے؟ مثلاً شیخ کے ارشادات پر عمل نہ کرنا، بے برکتی کا سبب بے عملی اور بے فکری ہے۔ شیخ نے مشورہ دیا کہ غصہ نہ کرنا، مخلوقِ خدا پر رحمت و شفقت کرنا، تو شیخ کی بات مان لو اور زندگی بھر غصہ کو قریب نہ آنے دو۔ اگر شیخ کے مشوروں پر عمل کی توفیق نہیں تو وہ فیض یافتہ صحبت یافتہ نہیں ہے خواہ وہ لاکھ دعویٰ کرے کہ مجھے فیضِ صحبت حاصل ہے۔ لیکن اگر تمہارے قلب میں نسبتِ مع اللہ کا درد یا بہہ رہا ہے تو مغلوبیت نفس کی خاک کیوں اٹ رہی ہے؟ یہ غصہ سے تمہارا مغلوب ہو جانا دلیل ہے کہ دل اللہ کے تعلقِ خاص سے محروم ہے کیوں کہ اللہ کی محبت

کی لازمی علامت تواضع اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی آذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ کہ یہ لوگ مونین کے لیے بچھے جاتے ہیں، تواضع سے پیش آتے ہیں۔ جس شاخ میں پھل آ جاتا ہے وہ جھک جاتی ہے اور یہ تمہارا اکڑ کر چلنا اور ہر کسی سے لڑنا اور ہر وقت طبیعت سے شکست کھا کر گر پڑنا دلیل ہے کہ تمہارے اندر اللہ کی محبت کی کمی ہے اور شیخ کا فیضِ صحبت تمہیں نہیں ملا اور ملا تو بہت ہی کم ملا۔

شیخ کے فیض کے جذب کی صلاحیت دو چیزوں سے ملتی ہے نمبر (۱) ذکر اللہ پر

مداومت، نمبر (۲) تقویٰ پر استقامت۔ (انعامات ربانی ص: ۹۰-۹۲ تا ۱۹۲ زموہب ربانی)

### محبت شیخ کتنی مطلوب ہے؟

ارشاد فرمایا کہ: پیر کی کتنی محبت ہونی چاہئے؟ اس مضمون کے متعلق ایک بہت بڑا راز اللہ تعالیٰ نے میرے قلب پر مکشوف فرمایا اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: أَلَمْ يَرَى إِنَّ اللَّهَ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلَيَنْظُرْ أَحَدُ كُمْ مَنْ يَعْجَالُ (مشکوٰۃ المصانع کتاب الادب باب الہب فی اللہ و من اللہ) انسان اپنے خلیل اور گھرے دوست کے دین پر خود بخود ہو جاتا ہے۔ تو اگر شیخ سے اتنی محبت ہو جائے کہ وہ ہمارے قلب میں خلیل ہو جائے تو اس کی تمام ادائیں ہمارے اندر خود بخود آ جائیں گی، اور جب تک یہ ادائیں اس کے اندر نہیں آ رہی ہیں تو صحبت شیخ اس کے لیے نفع کامل کا ذریعہ نہیں بن رہی ہے بوجہ اس کی نالائقی اور عدم اتباع کے۔ شیخ کامل کی صحبت سے نفع کامل حاصل کرنے کے لیے تفسیر روح المعانی کا ایک جملہ ہے کہ خَالِطُهُمْ لَتَكُونُنَا مِثْلَهُمْ (روح المعانی ص ۶۱ ج: ۱۱ ارشیدیہ) اتنا ساتھ رہو کہ تم بھی اپنے

شیخ کی طرح ہو جاؤ، وہی در دل، وہی آہ و فغاں، وہی غصہ بصر، وہی تقویٰ تمہارے اندر بھی منتقل ہو جائے۔ اس حدیث کی رو سے کہ: **اَنَّمَرْءَ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ اَكْرَشَ شِيَخَ تَمَهَّارَا خَلِيلَهُ** ہوتا، اور علی سبیل خلث تم کو شیخ کی محبت نصیب ہوتی تو شیخ کی راہ میں اور تمہاری راہ میں فرق نہ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ تمہاری رفاقت میں حسن نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا یہ خالی جملہ خبر یہ نہیں ہے اس میں جملہ انشائیہ پوشیدہ ہے یہ بہت اچھے رفیق ہیں اس خبر میں یہ انشاء موجود ہے کہ ان کے ساتھ حسین رفاقت اختیار کرو۔ جب تک شیخ کے راستہ میں اور مرید کے راستہ میں فرق ہے تو اللہ تعالیٰ سے شیخ کی محبت علی سبیل خلث مانگو کہ اے اللہ! شیخ کو میرے قلب میں اتنا محبوب کر دے کہ وہ میرا خلیل ہو جائے اور میں علی دین خلیلیہ ہو جاؤں۔ پس جب شیخ کی محبت خلث کے درجہ میں پہنچ جائے گی تو اس کے مشورہ پر اتباع کامل کی توفیق ہو گی اور پھر خود بخود شیخ کے تمام اخلاق آپ کے اندر منتقل ہو جائیں گے۔ یہ شرح اللہ تعالیٰ نے ابھی میرے دل کو عطا فرمائی۔

(انعامات ربانی ص: ۱۱۸، ۱۱۹ از موابہب ربانی)

## کیفیتِ احسانی اور صحبتِ اہل اللہ

ارشاد فرمایا کہ: جس دروازہ سے کوئی نعمت ملتی ہے اس بابِ رحمت کا بھی اکرام کیا جاتا ہے۔ شیخ کا بھی اکرام اسی لیے ہے کہ وہ بابِ رحمت ہے، اس کے ذریعہ سے اللہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے مثال قیمت والا ہے، اس کا راستہ بھی بے مثال قیمت

والا، اس راستہ کار ہبہ بھی بے مثال قیمت والا، اس راستہ کار ہبہ بھی بے مثال قیمت والا، اس راستہ کاغم اور کانٹا بھی بے مثال قیمت والا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ: اگر اللہ کے راستہ میں ایک کانٹا چجھ جائے تو یہ کانٹا اتنا قیمتی ہے کہ اگر ساری دنیا کے پھول اس کو سلام احترامی اور گارڈ آف آنر پیش کریں تو اس کا نئے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ کے راستہ میں گناہ سے بچنے میں، نظر بچانے میں دل میں کوئی غم آجائے تو ساری دنیا کی خوشیاں اگر اس غم کو سلام کریں تو اس غم کی عظمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا، کیوں کہ اللہ کے راستہ کاغم ہے۔

الہذا صحبت شیخ کو نعمت عظیمی سمجھوا اور اپنی تمام نفلی عبادات و اذکار سے زیادہ شیخ کی صحبت کے ایک لمحہ کو غنیمت سمجھو۔ اگر صحبت ضروری نہ ہوتی اور علم کافی ہوتا تو قرآن پاک پڑھ کر ہم سب صحابی ہو جاتے۔ تلاوت قرآن پاک سے صحابی نہیں ہوتا، نگاہِ نبوت سے صحابی ہوتا ہے۔ نگاہِ نبوت سے صحابہ کو وہ کیفیت احسانی حاصل ہوئی تھی کہ ان کا ایک مددجو صدقہ کرنا ہمارے أحد پیہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ یہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حاملی کیفیت احسانیہ قیامت تک کوئی نہیں آئے گا۔

الہذا اب کوئی شخص صحابی نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث پاک میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا کہ: تمہارا أحد کے برابر سونا خرچ کرنا اس کیفیت احسانیہ کے ساتھ نہیں ہو گا جس کیفیت احسانی سے میرا صحابی ایک مددجو اللہ کے راستہ میں دے

اور کیفیت احسانی کیا ہے؟ آنَ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ قلب کو ہر وقت یہ کیفیت راسخ حاصل ہو جائے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے میرے شیخ فرماتے تھے کہ: جس کو یہ کیفیت راسخ حاصل ہو گئی اس کا ایمان بھی حسین ہو جاتا ہے۔ اس کا اسلام بھی حسین ہو جاتا ہے۔ احسان بابِ افعال سے ہے اور بابِ افعال بھی معنی میں اسم فعل کے ہوتا ہے۔ احسان معنی میں محسن کے ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ احسان ایمان کو بھی حسین کر دیتا ہے۔ اسلام کو بھی حسین کر دیتا ہے، اس کی بندگی ہر وقت حسین رہتی ہے جس کو ہر وقت یہ استحضار ہو کہ میرا اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے اس کا ایمان حسین نہیں ہو گا؟ اس کو تو ہر وقت حضوری حاصل ہو گی، ایمان بالغیب نام کا ایمان بالغیب رہ جائے گا، اور اس کا اسلام بھی حسین ہو جائے گا یعنی اس کی نماز، اس کی تلاوت، اس کا سجدہ سب حسین ہو جائے گا۔

لہذا شیخ کے پاس اضافہ علم کی نیت سے نہ جاؤ، اس نیت سے جاؤ کہ اس کے قلب کی کیفیت احسانی، اللہ تعالیٰ کا تعلق، قرب و حضوری، ہمت تقویٰ و ایمان و تقیین کا اعلیٰ مقام ہمارے قلب میں منتقل ہو جائے۔

(افضال ربانی ص: ۱۲ تا ۱۳ از مواہب ربانی)

## کیفیتِ احسانی اور طریقہ تحصیل

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس احسانی کیفیت کو بیان فرمایا کہ: احسان کیا ہے؟ فرماتے ہیں: آنَ يَغْلِبَ عَلَيْهِ مُشَاهِدَةُ الْحَقِّ بِقَلْبِهِ حَتَّى كَأَنَّهُ يَرَى اللَّهَ تَعَالَى شَانَهُ بَعِينَهُ (فتح الباری ص: ۱۶۰ ج: ۱)

ط: قدیمی) یعنی مشاہدہ حق ایسا غالب ہو جائے کہ گویا وہ اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔

اس کیفیت کو مدارس سے، کتابوں سے، تبلیغ سے، تدریس سے کوئی نہیں پاس سکتا۔ یہ کیفیت صرف اور صرف اہل اللہ کے سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی ہے۔ کیفیات کے حامل قلوب ہوتے ہیں۔ قوالب اور اوراق کتب نہیں ہوتے۔ کتابوں سے یہ چیز نہیں مل سکتی۔ کمیات شرعیہ کتابوں سے ملتی ہیں، لیکن کیفیت احسانیہ کے حامل اور اوراق کتب نہیں ہو سکتے۔ یہ کیفیات احسانیہ سینوں سے سینوں میں منتقل ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ لہذا جب شیخ کے پاس جاؤ تو اضافہ علم کی نیت نہ کرو، کیفیت احسانیہ کی ترقی کی نیت کرنی چاہئے۔

اعمال کی ترقی اور قبولیت احسان پر موقوف ہے، کمیت پر موقوف نہیں جیسے جہاز میں لوہا کم ہوتا ہے اس کا جنم بھی کم ہوتا ہے۔ اور ریل کا لوہا اور جنم زیادہ ہوتا ہے لیکن جہاز چھوٹا ہو چاہے ڈکوٹہ ہی ہو لیکن اپنی اسٹیم کی کیفیت کی وجہ سے یہاں سے چند گھنٹوں میں جدہ پہنچ جائے گا، جب کہ ریل کو پہنچنے میں کئی دن لگ جائیں گے۔ لہذا اپنے بزرگوں کی خدمت میں ہم جائیں تو یہ نیت کریں کہ کیفیت کی اسٹیم لینے جا رہے ہیں کیوں کہ اگر علم کی نیت کی تو ممکن ہے وہاں ایک علم کی بار بار تکرار ہو۔ اس تکرار سے بعضے نادان گھبراتے ہیں کہ میاں! وہاں تو ایک ہی بات کو بار بار بیان کرتے ہیں۔ ایسا سمجھنا سخت نادانی ہے۔ تکرار علم قرآن پاک سے بھی ثابت ہے۔ ایک ہی آیت کتنی جگہ نازل ہوئی ہے۔ تکرار علم دلیل شفقت ہے۔ باپ اپنے بیٹوں سے بار

بار کہتا ہے کہ بیٹا! اس گلی سے نہ جانا وہاں غلط قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ پھر دو تین دن کے بعد یہی کہتا ہے۔ بار بار ایک ہی آیت کا نزول حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کی دلیل ہے۔ ایسے ہی شیخ اور مرتبی پر رحمت کا غلبہ ہوتا ہے تو بار بار کہتا ہے کہ دیکھو! نظر بچانا۔

(اضال ربانی ص: ۳۸، ۳۷ از مواہب ربانیہ)

## نفس پر غالب آنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ:  
طااقت الگ چیز ہے، اور فن الگ چیز ہے۔ ایک شخص تین مَن کا نہایت طاقتور ہے، لیکن داؤ پیچ نہیں جانتا تو کشتی میں اس کو کم طاقت والا وہ شخص گرادے گا جو داؤ پیچ جانتا ہے۔ چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ: میرے استاد جن سے میں نے دس سال لاٹھی چلانا سیکھی اتنے ماہر تھے کہ ان پر ایک دشمن نے تلوار سے حملہ کیا اور یہ قلم سے کچھ لکھ رہے تھے کہ انہوں نے فوراً بھلی کی طرح پینٹر ابلہ اور قلم اس کی گردان میں ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ تلوار والے کو قلم والے نے مار دیا۔ اسی کوفن کہتے ہیں اور یہ سیکھنا پڑتا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ: اسی طرح نفس کو دبانے کا فن اللہ والوں سے سیکھا جاتا ہے ورنہ لا کھ طاقت آزمائی کرو گے نفس تمہیں دبائے رہے گا۔ اللہ والے گر سکھاتے ہیں کہ نفسِ دشمن کو اس طرح زیر کیا جاتا ہے۔ اہل اللہ سے جو یہ نہیں سیکھتا نفس اس کو ہمیشہ پکلتا رہتا ہے اور وہ نفس پر کبھی غالب نہیں آ سکتا۔

(اضال ربانی ص: ۳۷ از مواہب ربانیہ)

## سکوت شیخ کے نافع ہونے کی مثال

ارشاد فرمایا کہ: شیخ اگر خاموش بھی ہو تو بھی اس کے پاس بیٹھے رہو، یہ نہ سمجھو کہ وقت ضائع ہو رہا ہے، نفع نہیں ہو رہا ہے۔ شیخ خاموش بھی ہو گا تو بھی نفع ہو گا۔ اس کی ایک مثال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی کہ ایئر کنڈیشن تقریر نہیں کر رہا ہے مگر ٹھنڈک مل رہی ہے۔ اپنے شیخ کے قلب کو ایئر کنڈیشن سمجھو، خاص کروہ مشاخ جواب پے جسم کی کار میں حواسِ خمسہ کی کھڑکیوں پر تقویٰ کا شیشہ بھی چڑھا کر رکھتے ہیں اور قلب میں ذکر کا ایئر کنڈیشن بھی چل رہا ہے۔ لہذا ان کے پاس بیٹھنے والوں کو کتنی ٹھنڈک، کتنا اطمینان قلب ملے گا؟ جس کار کے سب شیشے بند ہیں اس کار کے ایئر کنڈیشن میں کتنی ٹھنڈک ہو گی؟ اور جس کار کے شیشے کھلے ہوں اس کے ایئر کنڈیشن میں ایسی ٹھنڈک نہیں ہو سکتی۔ لہذا جو شخص تقویٰ سے نہ رہتا ہو، نگاہ کی حفاظت نہ کرتا ہو، چاہے ذکر کرتا ہو تو اس کے پاس بیٹھنے سے ذکر کی پوری ٹھنڈک نہیں ملے گی، کیوں کہ ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور نافرمانی سے اللہ کا غصب نازل ہوتا ہے۔ جہاں دو متصاد صفات کا ظہور ہو رہا ہے وہاں سوچ لو کہ کیا حال ہو گا؟ خود فیصلہ کرو۔ نہ خود اس کے قلب کو ذکر کی پوری ٹھنڈک اور اطمینان کامل نصیب ہو گا نہ اس کے پاس بیٹھنے والوں کو نصیب ہو گا اور جو شیخ نظر کی حفاظت کرتا ہے، تقویٰ سے رہتا ہے ہر گناہ سے بچتا ہے۔ اس کے قلب کا ایئر کنڈیشن کتنا قوی ہو گا! اس کے پاس بیٹھنے سے اطمینان کامل نصیب ہو گا چاہے وہ کوئی تقریر نہ کرے۔ جس طرح ایئر کنڈیشن تقریر نہیں کرتا لیکن سب کو ٹھنڈک نصیب ہو جاتی ہے۔ لہذا شیخ کی خاموشی کو غیر مفید نہ سمجھنا چاہئے۔ کیوں کہ جب ذکر اللہ میں ٹھنڈک اور اطمینان قلب کی خاصیت ہے الابد گُرِ اللہ

**نَظِمَّئُنَ الْقُلُوبَ** (سورہ الرعد پارہ ۱۳ آیت ۲۸) تو جو ذکر ہے اس کے قلب میں یہ خاصیت نہ ہوگی؟ خصوصاً وہ شیخ کہ گناہ کی حرام لذتوں سے بچنے سے جس کے قلب میں صرف اللہ ہو، جس کے قلب میں صرف اللہ کے قرب کا عالم ہو اس کے قلب کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ اس کو کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا اور اس کا نفع متعدد اتنا قوی ہوگا کہ ایک عالم اس سے سیراب ہوگا۔ (افضال ربانی ص: ۸۱، ۸۲ از مواہب ربانی)

## گناہوں سے نفرت

خطبہ میں **إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ** کی آیت تلاوت فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ: اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے انسان کا مزاج بدل جاتا ہے اور گناہ کڑوا معلوم ہوتا ہے جس طرح ماں بچے کا دودھ چھڑانے کے لیے اپنے پستانوں پر کسی کڑوی چیز کا لیپ کر لیتی ہے جس سے بچہ کو دودھ کا چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والے گناہوں کی چھاتیوں پر خوف خدا کا لیپ کر دیتے ہیں۔ ان کی صحبت سے ایمان و یقین ایسا بن جاتا ہے کہ دوزخ اور جنت، میدان محشر کی پیشی پر اتنا یقین ہو جاتا ہے کہ گناہوں میں کڑواہٹ معلوم ہونے لگتی ہے۔ فاسقانہ مزاج اولیاء اللہ کے عاشقانہ و شریفانہ مزاج سے تبدل ہو جاتا ہے۔ (سفرنامہ رگوں (برما) ص: ۷، ۱۳۸)

## اہل محبت کی صحبت

ارشد فرمایا کہ: حضرت حکیم الامت مجدد امبلت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جو اللہ تعالیٰ کا عاشق بننا چاہے وہ اہل محبت کے پاس زیادہ

رہے۔ پھر فرمایا کہ: اللہ والوں کے پاس سونے والا بھی محروم نہیں ہوتا جس طرح رات کی رانی کے درخت کے پاس کوئی شخص سوچائے تو نیند میں بھی اس کا دماغِ معطر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ جا گانہیں تھا۔ تو پھر اللہ والوں کے پاس سونے والا کیسے محروم ہو سکتا ہے؟ (سفرنامہ رُگون (برما) ص: ۱۵۶)

## حقوق شیخ و آداب مجلس شیخ

عشاء کی نماز کے بعد بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی اور بہت لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ انہیں معمولات بتائے گئے۔ اور حضرت نے کچھ نصیحتیں فرمائیں اور چار باتوں کا خاص طور پر اہتمام کرنے کے بارے میں کہا گیا:

(۱) اپنے شیخ سے محبت کریں۔

(۲) شیخ پر اعتماد کریں۔

(۳) اپنی حالات کی شیخ کو اطلاع کرتے رہیں۔

(۴) شیخ کی طرف سے جو علاج وغیرہ تجویز کیا جائے اس کی اتباع کریں۔ اور اس بات کا حضرت شیخ نے کئی بار طالبین کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: جب شیخ کی خدمت میں ہوں تو اپنی طرف سے کوئی بات نہ کریں۔ شیخ کی سنیں، اللہ تعالیٰ نے اس لیے زبان ایک دی ہے اور کان دو دیے ہیں کہ بول کم اور سفروز یادہ۔ جس طرح چھوٹا بچہ دو سال تک ماں باپ کی سنتا ہے پھر انہیں کی بولی بولنے لگتا ہے۔

(سفرنامہ رُگون (برما) ص: ۱۶۲)

## مرید ہونے کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ: مرید ہونے کا مقصد کیا ہے؟ اور پیر کی صحبت کیوں ضروری ہے؟ اس مقصد کو قرآن مجید نے بیان فرمایا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّفُوًا اللَّهُ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“

(سورۃ التوبہ پارہ: ۱۱۹ آیت ۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اگر تقویٰ اختیار نہ کیا تو بندے تو رہو گے لیکن گندے رہو گے۔ لہذا ہر قسم کا گناہ چھوڑ دو۔ ولی اللہ بن جاؤ گے ورنہ دوستی کے قابل نہ رہو گے۔ حرام خوشیاں حاصل کرنا گدھا پن ہے۔ مالک کو ناخوش کرنا کمینہ پن ہے۔ اگر گناہ نہیں چھوڑنا ہے تو اس کے رزق کو ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ جس کا کھاؤ اس کا گاؤ۔ اس تقویٰ کا حصول اہل اللہ کی صحبت سے ہو گا اور اتنا رہو کہ ان جیسے ہو جاؤ۔ اگر شیخ کے ساتھ رہنے کے باوجود تقویٰ نہ ملا، اور تمہاری میخ قابو میں نہیں ہے تو یہ تمہارے چوری کی علامت ہے کہ چھپ چھپ کے چوری کرتے ہو، ایسا شخص صورت صالحین میں ڈاکو ہے۔ آج سے ارادہ کرلو کہ نہ کسی عورت کو دیکھو گے، اور نہ امرد کو، نہ چھوٹی داڑھی والے کسی حسین کو۔ جیسا کہ علامہ شامی نے لکھا کہ ”بعض فاسق ہلکی ڈاڑھی والے سے حرام کاری کا شوق رکھتے ہیں بحسب امردوں کے، اہل مدارس، اساتذہ اور خانقاہ کے خدام کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

(سفرنامہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش) ص: ۱۸۰)

## دل کا مزاج اور ہماری ذمہ داری

ارشاد فرمایا کہ: دل کا مزاج لٹکنا ہے یہ کہیں نہ کہیں لٹکے گا۔ اس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث ”وَقَلْبُهُ مُعْلِقٌ بِالْمَسَاجِدِ“ کو وہ شخص عرش کے سامنے تلے ہو گا جس کا دل مساجد سے لٹکا ہوا ہو گا، جب گھر سے لٹکے گا تو گھروالے کے ساتھ کس قدر تعلق ہو گا! لہذا اللہ والوں کے ساتھ جڑ جاؤ، شیخ کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ: شیخ کو دیکھنا گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ یہ باتیں انہیں سمجھنا آسان ہے جو عشق مجازی کی چوت کھا چکے ہیں یا اس کا ذوق رکھتے ہوں، پھر ان کا عشق، عشق الہی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

(سفرنامہ ڈھاکہ (بگل دیش) ص: ۱۸۵)

## شیخ سے نفع کی شرط

ارشاد فرمایا کہ: شیخ سے نفع کے لیے جہاں شیخ سے عشق و محبت شرط ہے وہاں ایک شرط یہ بھی ہے کہ غیر شیخ کو مت چاہو، اگر غیر شیخ عالم ہے یا مفتی ہے تو اس سے مسائل تو ضرور پوچھو لیکن اس کی مجلس میں مت جاؤ، یہ محبت اور غیرت کے خلاف ہے۔ شیخ زندہ ہو تو دوسروں کے پاس مت بیٹھو۔ ایک کٹاؤٹ ہونا چاہئے تاکہ پاور ہاؤس سے پوری بجلی ملے دوسروں کے پاس جانے کو دل چاہنا شیخ سے محبت کی کی کی علامت ہے۔

(سفرنامہ ڈھاکہ (بگل دیش) ص: ۱۸۶)

## حضرت والا رحمہ اللہ کا اپنے شیخ سے تعلق

ارشاد فرمایا کہ: پھولپور (الہ آباد) میں میری تعلیم کے زمانے میں بڑے بڑے جلسے ہوتے تھے لیکن میں کسی جلسے میں نہیں جاتا تھا بلکہ اپنے شیخ کے پاس رہتا تھا۔ اور مجھے ایسا لگتا تھا جیسے میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے یہ بات نہ تو کسی نے سمجھائی تھی اور نہ ہی شیخ نے بتلائی تھی لیکن

۔ محبت خود سکھا دیتی ہے آداب محبت  
 جب میں مذل پڑھ رہا تھا تو گاؤں والے ایک شعر پڑھتے تھے  
 ۔ اللہ اللہ کیا مزا مرشد کے مے خانے میں ہے  
 دونوں عام کا مزا بس ایک پیانا میں ہے  
 کئی کئی ماہ ہو جاتے شیخ کے علاوہ کسی کی صورت دکھائی نہ دیتی۔ حضرت والا  
 دامت برکاتہم (یعنی حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ) نماز  
 پڑھاتے اور میں تکسیر کرتا تھا اور تیسرا آدمی نہ ہوتا تھا اور ذرا طبیعت نہ گھبرا تھی۔ شیخ  
 کی اللہ اللہ سنتا تو حاصلِ دو جہاں پا جاتا تھا۔ جب منزل ایک ہے تو رہبر بھی ایک ہی  
 ہونا چاہئے۔ (سفر نامہ ڈھاکہ (بنگلہ دیش) ص: ۱۸۷، ۱۸۸)

## عالم کو شیخ کی ضرورت کیوں؟

ارشاد فرمایا کہ: عالم کو شیخ کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ استغنا کی شان رہتی ہے اور تعلق کے بعد فنا نیت پیدا ہوتی ہے اور حقوق کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: استغناء کی دو قسمیں ہیں (۱) پندرار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (۲) اور ایک غلبہ توحید کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ کہ حقوق العباد میں کمی نہیں ہوتی۔ حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: کارکی بریک پر اگر ڈرائیور کا پاؤں نہ ہو تو چوک کے درمیان میں ایکسٹینٹ کرے گا۔ چنانچہ جن لوگوں کا کوئی مرتبی نہیں تھا تو وہ حب جاہ اور حب باہ میں بنتلا ہو گئے۔ (سفرنامہ ڈھا کر (بنگلہ دیش) ص: ۱۹۳)

## اہل اللہ سے محبت کی مقدار

ارشاد فرمایا کہ: ابھی ابھی ایک علم عظیم عطا ہوا ہے۔ بخاری شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، (سنن ترمذی ص ۱۸۷)  
 (۲:۲) اے اللہ! میں آپ کی محبت مانگتا ہوں، اور آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں۔ تو اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی محبت مانگی ہے تو اللہ سے عاشقوں کی محبت مانگنا سنت پیغمبری ہے اب یہ محبت کتنی مانگنی چاہئے؟ ابھی ابھی راز ظاہر ہوا ہے۔ اور الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے بندہ کو کشفِ اسرار کی کتاب بنایا ہے۔ تو یہ مقدار اس حدیث میں ہے

”الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلَيَنْظُرْ أَحَدُ كُمْ مَنْ يُخَالِلُ“

(مشکوٰۃ المصائب کتاب الادب بباب الحب فی اللہ و من اللہ)

کہ آدمی اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے۔ بس! وہ دیکھے کہ کس کو خلیل بنارہا

ہے؟ تو انسان اللہ تعالیٰ سے اہل اللہ کی اتنی محبت مانگے کہ وہ اس کے خلیل بن جائیں تو جب اپنے شیخ کی محبت اس قدر ہو کہ وہ دل میں خلیل بن جائے تو شیخ کی ادائیگی خود بخود مرید میں منتقل ہو جائیں گی اگر شیخ سے تعلق بطور سبیل حُلّت ہو تو کیوں نہ اس کے سبیل پر آجائے؟ اگر نہیں آئے تو یہ تعلق حُلّت نہیں ہے۔ یہ رفاقت حَسَنَه نہیں ہے۔ جسے قرآن نے کہا ”وَحَسْنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا“، لہذا اللہ تعالیٰ سے محبت حُلّت مانگو۔ (سفرنامہ حاکم (بغدادیش) ص: ۱۹۸، ۱۹۷)

## شیخ کی اتباع

ارشاد فرمایا کہ: شیخ کی اتباع اس کے اقوال میں کرو، ہر عمل میں ضروری نہیں، ممکن ہے کہ غلبہ حال میں ہوا ہو۔ جس طرح میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ لئے پہنچتے تھے پائچا مہ نہ پہنچتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مجھے بیماری ہے، اس لیے لئے پہنچتا ہوں، تم اس کی اتباع نہ کرو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ: جو شخص ہر بات میں شیخ کا نام لیتا ہے وہ سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عمل کرتا ہے، کیوں کہ صحابہ کہا کرتے تھے: ﴿قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ اور اس شخص سے فیض بھی زیادہ ہو گا۔ (سفرنامہ حاکم (بغدادیش) ص: ۱۹۸)

## اہل اللہ کی قیمت

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: اہل اللہ والوں کے ساتھ جڑے رہو، جب دنیا میں تھرڈ کلاس کا ڈبہ فرست کلاس کے ڈبے سے

منسلک ہو جائے تو وہ رہتا تو تھرڈ کلاس ہی ہے لیکن منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اللہ والوں کے ساتھ جڑنے والے تھرڈ کلاس انسان فرست کلاس بنادیے جاتے ہیں اور انہیں اعزازِ ولایت دے دیا جاتا ہے، پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے یہ شعر

پڑھا

۔ ان کا دامن اگرچہ دور سہی  
ہاتھ تم بھی ذرا دراز کرو

اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

۔ گڑ گڑا کر جو مانگتا ہے جام  
ساقی دیتا ہے اسے مے گفام  
اس لیے اتنا روؤ کہ آنسو تمہیں اللہ تک لے جائیں، جیسے کسی نوجوان شاعر نے  
کہا ہے:

۔ کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے  
اے سیلِ اشک تو ہی بہادے اُدھر مجھے

## شیخ سے محبت

ارشاد فرمایا کہ: حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: شیخ کی محبت میں تملق (چاپلوسی) بھی جائز ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ ملتا ہے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے۔ اس لیے شیخ سے نازو

نخرہ حرام ہے۔ اپنی معلومات کو مجہولات کی تھیلی میں ڈال کر شیخ کے پاس آؤ، کیوں کہ پستی ہی میں پانی آتا ہے۔ مولانا روی فرماتے ہیں:

بِ هَرِ كَجاٰ پَسْتِيٰ آبَ آلَ جَارُودَ  
(سفر نامہ ڈھاکہ (بلگہ دلیش) ص: ۲۰۷)

## اہل اللہ کے ساتھ رہنے کی حکمت

ارشاد فرمایا کہ: اس مسجد میں یہ راز اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے کہ تقویٰ والوں کے ساتھ رہنے سے ہمت اور حوصلہ بڑھتا ہے۔ کیوں کہ جب کئی غم اٹھا رہے ہوں تو سب پر غم اٹھانا آسان ہو جاتا ہے۔ (سفر نامہ ڈھاکہ (بلگہ دلیش) ص: ۲۰۸)

## شیخ اور مرید کی مثال

ارشاد فرمایا کہ: اپنے شیخ کو یوسفِ روحانی سمجھو اور خود کو یعقوبِ روحانی سمجھو، اور آہ وزاری کرو، اور شیخ کے سامنے اپنا وجود ختم کردو، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا“، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہیں لیا، اس لیے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تب بناتے جب ان کا وجود ہوتا، بعینی تب ہوتا ہے جب وجود الگ ہو، اور شیخ جوں جوں بوڑھا ہوتا ہے اس کی شراب اور تیز ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت والا رونے لگ گئے۔ فرمایا کہ: مجھے اپنے شیخ یاد آگئے تھے اس لیے رونا آگیا۔

(سفر نامہ ڈھاکہ (بلگہ دلیش) ص: ۲۲۳)

## اہل اللہ سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: جب حضرت شاہ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مثنوی شریف  
کا یہ شعر پڑھایا

۔ قال بگزار مرد حال شو  
پیش مردِ کامل پامال شو

فرمایا کہ: ایمان کو دل میں لانے کی کوشش کرو، اور وہ اس طرح ہو گا کہ کسی مرد  
کامل کے سامنے اور اس کے قدموں میں ملیدہ بن جاؤ اس میں اگرچہ نفس کو تکلیف  
ہو گی لیکن نفس کو مٹانا ہی پڑے گا۔ اگر نفس کو نہ مٹایا تو حق و فداری ادا نہ کی۔ حضرت  
خواجہ عزیز الحسن مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جب تھا نہ بھون آئے تو حضرت حکیم الامت  
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شعر پیش کیا

۔ نہیں کوئی اور خواہش در پر میں لا یا ہوں  
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آ یا ہوں  
(سفر نامہ ڈھا کہ) (بنگلہ دیش) ص: ۲۲۶

## صحبت صاحبین اور آیات قرآنیہ

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت والا دامت برکاتہم نے ”یا آیہٗ الَّذِينَ آمَنُوا  
اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“ (سورۃ التوبہ پارہ: ۱۱۹ آیت ۱۱۹) کی آیت  
تلاؤت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ: گناہ کرنے والا بھی اپنے آپ کو بُرا سمجھتا ہے لیکن

اپنی نالائقی کا علم علاج کے لیے کافی نہیں جیسے کسی کو ڈاکٹر نے گردے میں پھری بتلائی ہو تو صرف علم ہونے سے علاج نہیں ہوگا جب تک دوا اور پرہیز نہ کرے، اسی طرح بہت سارے سالکین کو روحاںی بیماری کا علم ہے لیکن صحت حاصل نہیں۔ علم پر عمل کرنے کے لیے قوت ارادیہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اور وہ اہل ہمت سے ملتی ہے جو کہ ہر وقت ”يُرِيْدُونَ وَجْهَهُ“ رہتے ہیں یعنی اللہ کی ذات کو مراد بنائے رہتے ہیں۔ یہ آیت حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اتری تھی۔ اور ”يُرِيْدُونَ فَعَلَ“ مضارع لا کر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس زمانہ حال اور مستقبل کی وفاداری کی خصانت دی کہ اب بھی اور مستقبل میں بھی میرے مرید ہیں اور میں ان کی مراد ہوں۔ ”يُرِيْدُونَ وَجْهَهُ“ جملہ خبر یہ نازل فرمایا کہ جس کو میری معرفت حاصل ہو جائے گی وہ میرا ہی مرید ہوگا۔ جس شخص کا کوئی بھی ارادہ نہ ہو وہ گناہ سے نہیں نجح سکتا۔ ارادہ خیر سے خیر ملے گی ”نفیس أَمَارَةٌ بِالسُّوءِ“ کے لیے ارادہ بالخیر ضروری ہے اگر دل کسی ارادے سے خالی ہوگا تو خود بخود اِرَادَةٌ بِالشَّرِ آجائے گا کیونکہ نفس کی فطرت ”إِرَادَةٌ بِالسُّوءِ“ ہے یعنی ”كَثِيرٌ الْعَمَلٌ بِالسُّوءِ“ بہت زیادہ براہی کا حکم دینے والا اور ”بِالسُّوءِ“ کا الف لام جنس کے لیے ہے کہ گناہ کی کوئی قسم ایسی نہیں جو اس میں داخل نہ ہو۔ تو مولیٰ نے مولیٰ ملنے کا طریقہ خود بتلایا کہ میرے پانے والوں کے ساتھ رہو، جیسے کتاب کا عاشق کتاب والے کے ساتھ رہے گا تو کتاب پائے گا۔ اگر کسی کے پاس کتاب ہی نہ ہوں تو کیا پائے گا؟ اور جب مولیٰ والے بنو گے تو انہیں خود بخود چھپت جائیں گے۔ چکا ڈرسورج کا سامنا

نہیں کر سکتا، اندھیرا اور نور جمع نہیں ہو سکتا۔ جہاں اللہ تعالیٰ ہے وہاں گناہوں کے  
تقاضے بضمحل ہو جاتے ہیں۔

اگر قرآن نازل ہو جاتا اور ہر ایک کے گھر پہنچ جاتا تو کوئی بھی صحابی نہ بن سکتا،  
صحابت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ضروری ہے۔ قرآن راستہ دھلاتا  
ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس راستے پر چلاتے ہیں۔ اگر صرف علم پڑھ کروں  
اللہ بن سکتے تو گُونُوْ اَمَّعَ الصَّادِقِينَ، نازل نہ ہوتا۔

(سفرنامہ حاکم (بغدادیش) ص: ۲۵۰، ۲۵۱)

## صحبتِ اہل اللہ اور علمِ لدنی

ارشاد فرمایا کہ: ”لورِ محفوظت پیشانی یاڑ“

جن اہل اللہ کا تزکیہ ہو چکا ہے ان کا علم بھی مزکیٰ ہوتا ہے اور نفس کی ظلمت سے  
پاک ہوتا ہے ورنہ جن علماء کا تزکیہ نہیں ہوا ہوتا ان کے علم میں نفس کی ظلمت کی  
آمیزش ہوتی ہے۔

۔ جرم خاک آمیز چوں مجنوں کند  
صاف گر باشد ندام چوں کند  
(مولانا رومی)

ترجمہ: جب خاک آمیز قطرہ (مراہ گناہ) تجھے مست کر رہا ہے تو جب صاف  
ہو جائے گا تو میں نہیں کہہ سکتا اس کا کیا اثر ہوگا؟ (چالیس روزہ حضور شیخ ص: ۲۷۲)

## اہل اللہ کے پاس جانے کا مقصد

اہل اللہ کے پاس کمیات کے لیے نہ جائے، کیوں کہ کمیات میں فرق نہیں ہوتا، وہ بھی اتنی ہی فرض نماز کی رکعتیں پڑھتے ہیں جتنی عام مسلمان پڑھتے ہیں، لیکن کیفیات میں فرق ہے۔ اہل اللہ جب سجدہ کرتے ہیں تو اپنا جگر کھدیتے ہیں اور اپنی روح کی صورت مثالیہ کو رکوع، بجود کرتے دیکھتے ہیں۔ لہذا اہل اللہ کے پاس کیفیات احسانیہ میں ترقی کے لیے جائے۔ کیوں کہ ان میں منتقل ہونے کی شان ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: احسان کا معنی ہے حسین کرنا، یہ کیفیات اسلام اور ایمان کو حسین کر دیتی ہیں۔

(چالیس روز در حضور شیخ ص: ۲۷۲، ۲۷۳)

## اہل اللہ کی صحبت کی اہمیت و ضرورت

ارشاد فرمایا کہ: عاشقوں کا ملناء اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ جماعت کی نمازوں اور جب کر دی، اور اس میں زیادتی مطلوب ہے۔ اور جمعہ اور عیدین میں تعداد اور بھی بڑھا دی، اور میں الاقوامی عاشقوں سے ملنے کے لیے حج کو فرض کر دیا، حالاں کہ اس کیلئے میں عبادت کرنے میں خوب دل لگتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل کا خیال نہیں کیا بلکہ چاہا کہ جماعت کی وجہ سے ہر ایک کی نمازوں قبول ہو جائے، اور ہوں سیل ریٹ میں بک جائے، اگر کسی کی نمازوں میں کمی ہو تو دوسروں کی اعلیٰ کے ساتھ اس کی بھی قبول

ہو جائے۔ جس طرح گندم کے ساتھ تنکے اور پتھر بھی اسی بھاؤ میں بک جاتے ہیں، الگ نماز پڑھنا تکبر کی علامت ہے۔ تو عاشقوں کی صحبت سے دوستوں کی محبت بھی ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملے گی۔ کیوں کہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے ”وجَبَتْ حُبِّيَّتِ الْحُب“ حدیث قدسی ہے ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لیے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں“ (مشکوٰۃ المصائب ص: ۲۸۷، ج: ۲، باب الحب فی الشومن اللہ) (چالیس روزہ در حضور شیخ ص: ۲۸۷)

## مرشد کا فیض اور اس کی حسی مثال

ارشاد فرمایا کہ: میں حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک جگہ گیا تو گلی میں مکانوں کے سامنے سبزہ وغیرہ لگا ہوا تھا۔ ایک مکان کے با غیچہ میں ہر شے مرتب، منظم تھی۔ جب کہ دوسرے مکان کا با غیچہ جیسے کوئی جھاڑ جھنگاڑ ہو۔ تو حضرت ہردوئی رُک کر احباب سے فرمایا کہ: ان دونوں با غیچوں میں فرق اس لیے ہے کہ ایک کامی ہے ایک کامی نہیں ہے۔ یہی مثال مرشد کی ہے کہ وہ مرید کے دل سے نفس کی جھاڑیاں اکھاڑتا رہتا ہے، اور اللہ کی محبت کا باغ لگاتا رہتا ہے۔ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں (۱) یہ کہ مرید شیخ کو اپنادل پیش کرے (۲) مرید اپنے نفس کا خون پئے اور اس کی مخالفت کرے۔ (چالیس روزہ در حضور شیخ ص: ۲۹۷)

## انفرادی عبادت اور صحبت صالحین

فخر کے بعد حضرت والا کی مجلس ہو رہی تھی کہ چند احباب مجلس چھوڑ کر اشراق کے نوافل پڑھنے کے لیے مجلس سے چلے گئے۔ جب وہ واپس آئے تو حضرت والا نے انہیں تنیہ فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اشراق کے نفل پڑھے ہیں اور کبھی نہیں پڑھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب اشراق پڑھتے تو معلوم ہوتا کہ چھوڑیں گے نہیں، اور جب چھوڑ دیتے تو معلوم ہوتا ہے پڑھیں گے نہیں۔ انفرادی نفلی عبادت کے لیے شیخ کی صحبت ترک کرنا داشمندی نہیں، یہ نامناسب بات ہے۔ یاد رکھو! صحبت صالحین جنت کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو صحبت صالحین سے عطا فرماتے ہیں وہ نفلی عبادت سے نہیں مل سکتا۔ فرض، واجب اور سنت موکدہ کے بعد صحبت صالحین کو اختیار کرو۔

ایک بزرگ نے اُن لوگوں سے کہا جنکی حج کے لیے جارہے تھے:

اے قوم بہ حج رفتہ کجا نید کجا نید

معشوق ہمیں جا است بیا نید بیا نید

ترجمہ: اے لوگو! جو حج پر جا رہے ہو! معشوق (یعنی اللہ تعالیٰ) یہاں ہمارے

پاس موجود ہے آؤ ہمارے پاس۔ (چالیس روزہ در حضور شیخ ص: ۳۳۲)

## صحبت اہل اللہ اور کردار و گفتار میں اعتدال

خواجہ تاشنیم اما تیشہ ات  
می شگافر شاخ را در پیشہ ات

ارشاد فرمایا کہ: ایک بادشاہ کے کئی غلام آپس میں خواجہ تاش کھلاتے ہیں۔  
مولانا رومی اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! آپ ہمارے مالک ہیں اور  
ہم سب بندے آپس میں خواجہ تاش ہیں، اور دنیا کے جنگل میں آپ کا تیشہ شاخوں  
کی تراش خراش اور اصلاح کرتا رہتا ہے یعنی بندوں کے نفوس کے اصل مزگی آپ  
ہیں، اگر آپ نہ چاہیں تو کسی کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جس طرح جس باغ کے  
درختوں کا کوئی مالی نہ ہو تو اس کی شاخیں بے ہنگم اور ٹیڑھی میرڑھی ہوتی ہیں اور جن  
درختوں کا مالی ہوتا ہے تو وہ درخت نہایت موزوں خوبصورت اور سبک ہوتے ہیں،  
کیوں کہ بے ہنگم شاخوں کو مالی اور باغبان کا شمار ہتا ہے، اسی طرح جوشخ سے اپنی  
اصلاح نفس کا تعلق رکھتے ہیں ان کے اخلاق و اعمال نہایت معتمد اور پیارے  
ہوتے ہیں کہ جوان کو دیکھتا ہے ان کے اخلاق حمیدہ سے متاثر ہوتا ہے لیکن حقیقی مزکی  
اور مصلح اللہ تعالیٰ ہیں مگر عادةُ اللہ یہی ہے کہ ترکیبیہ کا دروازہ اور ظاہری وسیلہ رجائب اللہ  
ہیں۔ (فتاویٰ رومی ص ۲۸، ۲۹)

## صحبِ صالحین اور مولا نارومیؒ کی دعا

اگلے مصرع میں مولا نا حق تعالیٰ سے فریاد کر رہے ہیں کہ اے خدا! ہمیں اپنے خاص بندوں سے الگ نہ فرمائیے۔ سوال ہوتا ہے کہ سوءے قضاۓ سے پناہ مانگ کر مولا نا ”عَبَادَ صَالِحِينَ“ سے الگ نہ ہونے کی درخواست کیوں کر رہے ہیں؟ اس لیے کہ اہل اللہ کی رفاقت اور ان سے محبت اللہی سوءے قضاۓ سے حفاظت کا ذریعہ ہے کیوں کہ ”وَامْتَازُوا إِلَيْهِمْ أَيْمَانُ الْمُجْرِمُونَ۔ (سورۃ یس پارہ ۲۳ آیت ۵۹) کا خطاب انہیں کو سننا پڑے گا جو قلبًا و قالبًا و اعتقادًا عَبَادَ صَالِحِينَ سے نہ ہوں گے، وہی مجرمین ہوں گے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام ”أَكْحُقْنَا بِالصَّالِحِينَ“ (سورہ یوسف پارہ ۱۲ آیت ۱۰) کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہے ہیں تو پھر غیر نبی کا کیا منہ ہے جو إِلَحْاق بِالصَّالِحِينَ کی اہمیت کا منکر ہو!

اہل اللہ کی رفاقت سوءے قضاۓ سے حفاظت کا ذریعہ ہے اس کی دلیل بخاری شریف کی حدیث ہے کہ: تین باتیں ایسی ہیں کہ جس کے اندر ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا جن میں سے ایک یہ ہے کہ جو صرف اللہ کے لیے کسی بندہ سے محبت کرے اس کو حلاوت ایمانی عطا ہو جائے گی۔ بخاری ص ۷ ج: ۱۱ اور حضرت ملا علی قاری مرقاۃ میں نقل کرتے ہیں کہ: ایمان کی حلاوت جس قلب میں داخل ہوتی ہے پھر کبھی نہیں نکلتی اور اس میں حسن خاتمه کی بشارت ہے، کیوں کہ جب ایمان قلب سے نکلے گا ہی نہیں تو خاتمه ایمان ہی پر ہو گا۔ لہذا اہل اللہ سے محبت قلب میں حلاوت

ایمان پانے کا ذریعہ ہے اور حلاوت ایمانی کا قلب میں داخل ہونا سوءے خاتمہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ مرقاۃ ص ۲۷ ج: ۱ "اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْهُ"، اس لیے سوءے قضاء سے پناہ مانگنے کے ساتھ مولانا (رومی) اہل اللہ کی معیت مانگ رہے ہیں تاکہ سوءے قضاء سے حفاظت رہے اور ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اہل اللہ کا ساتھ نصیب نہ ہونا خود سوءے قضاہ ہے جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔ (غافل رومی ص: ۵۰، ۵۱)

## صحبت اہل اللہ کی برکات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: جو کسی صاحب نسبت کی خدمت میں جائے اور اس کے سر پر گناہوں کے پہاڑ ہوں تو اس اللہ والے کی نسبت اور تعلق مع اللہ کا نور گناہ کے پہاڑوں کو اڑادے گا، سارے اندر ہر چھٹ جائیں گے لیکن عام لوگ صحبت کو سمجھتے ہی نہیں کہ یہ کیا چیز ہے؟ نبی کی صحبت ہی سے صحابی بنے۔ اگر صحابہ لاکھ تبلیغ کے چلے لگا لیتے، لاکھ مدرسوں میں پڑھتے لیکن اگر صحبت رسول نہ پاتے تو صحابی نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ صحبت عجیب چیز ہے کہ عبداللہ ابن ام مکتوم کی آنکھیں نہیں تھیں لیکن نبی نے دیکھ لیا تو وہ صحابی ہو گئے۔ خود صحابی کا دیکھنا ضروری نہیں ہے، نبی نے جس کو حالت ایمان میں دیکھ لیا تو وہ ناپینا امتی بھی صحابی ہو گیا۔ یہ قیمت ہے نظر کی۔ امام ابوحنیفہ اور امام بخاری جیسی عظیم شخصیتیں جو نظر بیوت کو نہیں پاسکیں، اس لیے صحابی نہیں ہیں اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اب بتاؤ نظر کے لیے اور کیا دلیل چاہئے! اور ایک اونٹ چرانے والا دیہاتی

جو ایک حرف نہیں جانتا، ایک نظر نبوت کی پا گیا، صحابی ہو گیا۔ اب اس کو کوئی نہیں پاسکتا نہ امام بخاری، نہ امام ابو حنیفہ۔ ایک شخص نے اس کی بہت عمدہ مثال دی کہ جیسے دس ہزار ملین پاور کا بلب کوئی دیکھ لے تو اس کی رگ رگ میں روشنی گھس جائے گی اور اس کے بعد ساری دنیا کے بلب جو اس درجہ کے نہیں ہیں ان کو لکھنا ہی دیکھے ان سے وہ روشنی نہیں مل سکتی جو دس ہزار ملین پاور کے بلب میں تھی۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت بے مثال تھا، نہ پہلے کوئی آپ جیسا پیدا ہوا، نہ آئندہ ہو گا اس لیے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا ان کے ذرہ ذرہ میں وہ نور داخل ہو گیا۔ لہذا اب قیامت تک کسی بڑے سے بڑے ولی کا ایمان و یقین کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ (فغان رومی ص: ۲۰۱، ۲۰۲)

## صحبتِ شیخ اور نفس کشی

کار تو تبدیل اعیان و عطا  
کارما سہو سست و نسیان و خطا

ارشاد فرمایا کہ: اعیان جمع ہے عین کی، اور عین کے معنی ہیں حقیقت، ماہیت۔

تبدیل اعیان کہتے ہیں ماہیت کا بدل جانا، جیسا کہ مندرجہ بالا شعر میں مذکور ہوا کہ کسی خاک کو اللہ تعالیٰ سونے میں تبدیل فرمادیتے ہیں، اور کسی خاک کو انسانی پیکر میں تبدیل فرمادیتے ہیں تو خاک کی عینیت اور ماہیت تبدیل ہو گئی۔ اسی طرح شراب حرام ہے لیکن جب شراب سر کہ بن گئی تو اس کی حقیقت بدل گئی، جو حرام تھی

اب سر کہ بن کر حلال ہو گئی۔ اب اس سر کہ کو مفتی عظم بھی پی سکتا ہے۔ شیخ الحدیث بھی پی سکتا ہے، شیخ المشائخ بھی پی سکتا ہے۔ اسی طرح گدھا حرام ہے لیکن نمک کی کان میں گر کر مر گیا اور ”ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد“ نمک کی کان میں جو چیز بھی جاتی ہے نمک بن جاتی ہے تو وہ گدھا بھی مر نے کے بعد نمک بن گیا، اب اس کی ماہیت تبدیل ہو گئی، اور نمک کے پیکٹوں میں اس کی پیکنگ ہو گئی، لہذا اب بڑے بڑے مفتیانِ کرام اور علماء کرام سے لے کر عوام تک اسے کھار ہے ہیں، لیکن اگر گدھانہ مرتا اور سانس لیتا رہتا تو گدھے کا گدھا ہی رہتا، کبھی نمک نہ بنتا۔

اس مثال سے مولانا رونیؒ ایک نصیحت فرماتے ہیں کہ: اگر اللہ والابنا چاہتے ہو تو خانقا ہوں میں جا کر اللہ والوں کی صحبت میں اپنے نفس کو مٹاؤ، شیخ کی رائے میں اپنی رائے کو فنا کر دو تب جا کر تم اللہ والے بنو گے لیکن اگر اپنا شخص باقی رکھو گے اور شیخ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے باقی رکھو گے تو ایسا شخص گدھے کا گدھا ہی رہے گا اور ”خر آمد و خبر برفت“ کا مصدقاق ہو گا کہ جب آیا تو گدھا تھا اور واپس گیا تو گدھا ہی گیا یعنی محروم آیا اور محروم ہی گیا۔

یہ راستہ نفس کو مٹانے کا ہے، اپنے جذبات و خواہشات کو فنا کر دو، باہ ہو یا جاہ، غصہ ہو یا شہوت، شیخ جو ہدایت دے اس میں ”اگر“، ”مگر“، ”مت لگاؤ“، اس کی رائے کو بلا دلیل تسلیم کر کے عمل کرو، پھر دیکھو کیسی تبدیل ماہیت ہوتی ہے، فسق و فجور ولایت و تقویٰ سے تبدیل ہو جائے گا اور بربازی حال کہو گے کہ:

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا  
پہلے جاں پھر جاں جاں پھر جاں جاناں کر دیا  
(فغانِ روی مص: ۲۸۰ تا ۲۲۰)

## صحبتِ اہل اللہ کا ایک کتے پر اثر

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مخطوطات میں ہے کہ ایک کالا کتا ایک بزرگ کی مجلس کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ کچھ دن کے لیے غائب ہو گیا تو شیخ نے کہا کہ: بھائی! آج کل وہ کلو اکتا نہیں آ رہا ہے۔ مریدوں کا بھی عجیب مزاج ہوتا ہے کہ اپنے شیخ کو خوش کرنے کے لیے بے قرار و مجنون ہو جاتے ہیں۔ وہ سب نلاش میں لگ گئے۔ معلوم ہوا کہ آج کل وہ کسی کتیا کے پیچھے پھر رہا ہے۔ مریدین اس کو پکڑ کر لے آئے اور شیخ کو بتایا کہ آج کل یہ ایک کتیا کے چکر میں ہے۔ شیخ نے کہا کہ نالائق! تو ہماری مجلس میں بھی آتا ہے، رات دن اللہ کا تذکرہ سنتا ہے، تجھے شرم نہیں آئی کہ ایک کتیا کے چکر میں آ کر تو نے میری مجلس چھوڑ دی۔ بس! وہ کتنا فوراً اٹھا اور ایک نالی میں منہ ڈال کر مر گیا۔ اہل اللہ کی صحبت کا اثر جانوروں پر بھی پڑتا ہے۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ: آہ! ایک کتے کو شرم آگئی مگر آج ہم انسانوں کو حیا نہیں کہ کس بے شرمی اور ڈھنڈتی سے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ (فغانِ روی مص: ۲۹۶ تا ۲۷۶)

## صحبت اہل اللہ کی ایک کائنٹ سے تمثیل

آں خار می گریست کہ اے عیب پوش خلق

شد مستجاب دعوت او گلزار شد

ایک کائنٹا رورہا تھا کہ اے مخلوق کے عیب چھپانے والے! میرے عیب کوون  
چھپائے گا؟ کیوں کہ آپ نے تو مجھے کا نٹا پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی فریاد سن  
لی اور اس کے اوپر پھول پیدا کردئے جن کے دامن میں اس کائنٹ نے اپنا منہ چھپا  
لیا اور وہ خار گلزار ہو گیا۔ اب مالی بھی اس کو باغ سے نہیں نکال سکتا۔ جو کائنٹ  
پھولوں کے دامن میں ہیں مالی ان کو گلستان سے نہیں نکالتا جو خالص کائنٹ ہوتے  
ہیں ان کو گلستان سے باہر کر دیا جاتا ہے۔ پس اگر تم خار ہو تو اللہ والوں کے دامن میں  
اپنا منہ چھپا لو، تم اللہ کے قرب کے باغ سے نہیں نکالے جاؤ گے اور دنیا کے کائنٹ تو  
پھولوں کے دامن میں چھپ کر کائنٹ ہی رہتے ہیں لیکن اللہ والوں کی صحبت میں وہ  
کرامت ہے کہ تمہاری خاریت خلعت گل سے تبدیل ہو جائے گی (یعنی تم بھی ولی اللہ  
ہو جاؤ گے۔ اللہ والوں کی صحبت کا نٹوں کو پھول بنادیتی ہے یعنی کافر کو موسن اور فاسق  
کو ولی بنادیتی ہے۔ احقر نے (یعنی حضرت والا رحمہ اللہ نے) اپنے شیخ حضرت والا  
ہر دوئی رحمہ اللہ کی شان میں یہ شعر عرض کیے ہیں۔ (فناں روی مص: ۳۵۰، ۳۵۱)

ہمیں معلوم ہے تیرے چمن میں خار ہے اختر

مگر خاروں کا پردہ دامن گل سے نہیں بہتر

چھپانا منہ کسی کائنٹ کا دامن میں گلی تر کے

تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

## اہل علم اور صحبت صالحین

قطرہ داش کے بخشیدی زپیش  
متصل گردان ز دریا ہائے خویش

اے اللہ! علم کا وہ قطرہ جو آپ نے اپنی طرف سے مجھے بخشتا ہے اس کا اتصال  
اپنے غیر محدود دریائے علم سے فرمادیجھے یعنی میرے محدود علم کو اپنے علم لا محدود سے  
ملا دیجھے تاکہ میرا وہ قطرہ علم صرف کتب میں تک محدود نہ رہے بلکہ قطب میں سے  
مشرف ہو کر آپ کے غیر محدود دریائے علم سے متصل ہو جائے۔ جو لوگ صرف کتب  
میں سے علم کے حروف اور نقوش حاصل کرتے ہیں ان کے علم کی مثال حوض کی سی ہے  
جس کا پانی ایک دن ختم ہو جائے گا اور جو لوگ کتب میں کے ساتھ قطب میں بھی  
کرتے ہیں یعنی رسمی علوم ظاہرہ کی تحصیل کے ساتھ کسی صاحب نسبت کی صحبت میں رہ  
کر اللہ کی محبت حاصل کرتے ہیں، اپنے نفس کی اصلاح کرتے ہیں، گناہوں سے  
بچنے میں ہر مجاہدہ و مشقتوں کو، ہر غم کو برداشت کرتے ہیں ان کے علم کی مثال ایسی ہے  
جیسے کنوئیں کی گہرائی میں زمین کے اندر سے سوتہ پھوٹ جائے تو اب اس کا پانی کبھی  
ختم نہیں ہوگا۔ پس جب کوئی عالم کسی اللہ والے کی صحبت کی برکت سے صاحب  
نسبت ہو جاتا ہے تو اس کا قطرہ علم کا اتصال حق تعالیٰ کے غیر محدود دریائے علم سے  
ہو جاتا ہے اور اس کا علم کبھی ختم نہیں ہوتا۔ عالم غیب سے اس کے قلب پر ایسے علوم  
وارد ہوتے ہیں کہ کتب میں رہ جاتے ہیں کہ یہ علوم اس کو کہاں سے

آرہے ہیں جو ہم نے کتابوں میں نہیں پڑھے؟ ان اہل ظاہر کو پتہ نہیں کہ اس کے علم کا  
خفیہ رابطہ کس غیر محدود دریائے علم سے ہے۔

مولانا فرماتے ہیں ۔

خُم کہ از دریا در او راہے شود  
پیش او جیحو نہا زانو زند

جس مٹکے کا رابطہ خفیہ طور پر سمندر سے ہو جائے تو اس کے سامنے بڑے بڑے  
دریائے جیحوں و فرات زانوئے ادب تھے کرتے ہیں کیوں کہ ان دریاؤں کا پانی  
خشک ہو سکتا ہے لیکن اس مٹکے کا پانی کبھی خشک نہیں ہو گا، کیوں کہ اس کے اندر مخفی  
راستہ سے سمندر کا پانی آرہا ہے۔ پس جس کو کسی صاحب نسبت کی صحبت سے اللہ کی  
محبت حاصل ہو گئی اور اپنے علم پر عمل کی توفیق ہو گئی اس کو علم کی روح حاصل ہو گئی،  
کیوں کہ علم کی روح عمل ہے، علم اسی وقت علم ہوتا ہے جب اس پر عمل کی توفیق  
ہو جائے۔ ورنہ جس کو اپنے علم پر عمل کی توفیق نہیں وہ عالم کہلانے کا مستحق نہیں مثلاً  
غَصِّ بَصَرٍ كَا حُكْمٍ مَعْلُومٍ ہو گیا لیکن عمل نہیں کرتا تو اس کو ابھی علم حاصل نہیں ہوا، علم کے  
صرف نقوش حاصل ہوئے، لیکن جب کوئی حسین شکل سامنے آئے اور غَصِّ بَصَرٍ  
کے حکم کو اس نے اپنی آنکھوں پر نافذ کر لیا تو علم غَصِّ بَصَرٍ اس کو اب حاصل ہوا۔  
معلوم ہوا کہ جو علم مقرنون بالعمل نہ ہو علم کہلانے کا مستحق نہیں صرف اضافہ معلومات  
اور ذہنی تعیش ہے۔ (فغان روی ص: ۳۹۷-۳۹۵)

## علم نبوت تو ہے مگر نور نبوت نہیں

فرمایا: علامہ سید سلیمان ندویؒ کا شمار علم و فضل کے اعتبار سے اونچے لوگوں میں ہوتا ہے۔ جب یہ زندہ تھے ہر طرف ان کے علم کا شہرہ اور غلغله تھا، مرنے کے بعد بھی ان کا علمی احترام کم نہ ہوا۔ شروع میں ان کے دل میں ”اہل اللہ“ کی خاص وقت و عظمت نہیں تھی۔ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں دنیا میں کوئی کام نہیں رہ گیا ہے اس لیے ”چہار دیواری“ میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ مگر جب ایک نادیدہ قوت انہیں کشاں کشاں مولانا تھانویؒ کے پاس لے گئی اور ان سے ”اصلاحی تعلق“ قائم ہو گیا تو ان کے فکر و نظر کا پیانہ بدل گیا۔ اس کے بعد تو انہیں اس وقت تک کی اپنی تصانیف اور علمی تحقیقات ”جس بے روح“ کی طرح نظر آنے لگیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے ”علم کا مزہ تواب ہم نے پایا ہے، جب ان کی یہ ”نظر“ کھلی تو صاحب دل ”اہل نظر“ کی باتیں کرنے لگے۔

چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ: آج کل ہمارے علماء کے اندر مدرسون میں رہنے کی وجہ سے ”علم نبوت“ تو آ جاتا ہے لیکن ”نور نبوت“ نہیں آتا۔ جس طرح یہ علم نبوت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح انہیں نور نبوت کی تحصیل میں بھی سعی کرنی چاہئے جس کے لیے ”اہل دل“ کی صحبت و خدمت ضروری ہے۔  
واقعی سید صاحبؒ نے ایک گھری حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ علماء کو نبوت کا علم اور نور دونوں اپنے اندر جمع کرنا چاہئے، اسی وقت ان کا کام، اخلاص و للہیت کی

وجہ سے شکلِ دوام اختیار کرے گا اور اللہ کے بندوں کو ان سے بھر پور فائدہ پہنچے گا  
حضرت سید سلیمان ندویؒ نے حضرت شیخ تھانویؒ کی مجلس اور تاشیر صحبت پر چند اشعار  
فرمائے ہیں:

۔ ایسے کچھ انداز سے تقریر کی  
پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا  
آج ہی پایا مزہ ایمان میں  
جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا

(باتیں ان کی یاد ریں گی ص: ۱۱۱، ۱۱۲)

## علماء اور باطنی اصلاح

فرمایا: آج کل علماء کی عزت کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ جو اہل علم ہیں ان کی قدر و  
منزلت کیوں گھٹ رہی ہے؟ اس کی اصل وجہ کو ایک مثال کے ذریعہ پیش کر رہا ہوں  
کہ اس کی بناء پر آج کل علماء کی عزت و عظمت اور قدر و منزلت لوگوں کے دلوں سے  
اٹھتی جا رہی ہے۔

حضرات! جس طرح ہم اور آپ کتاب بناتے ہیں۔ اگر ان کو بغیر تلے ہوئے  
کھالیں تو یقیناً ہم فوراً تھوک دیں گے اور یہ بات ہم پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ یہ  
کتاب جس کے پاس بھی جائے گا وہ کھاتے ہی فوراً تھوک دے گا۔ لیکن اگر کتاب کو  
آگ جلا کر تلیں یا گھٹی کے اندر تلیں لیا جائے تو جو بھی کھائے گا وہ دل سے خوش ہو گا۔  
ادھر آنکھوں سے اس کی مرچ کی وجہ سے آنسو نکل رہے ہوں گے مگر ادھروہ کتاب کو

چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا۔ اگر اس وقت کوئی آدمی اس سے یوں کہنے لگے کہ آپ کو تو تکلیف ہو رہی ہے، آپ کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہے اس لیے یہ کباب ہم کو دے دو۔ تو وہ فوراً کہہ دے گا کہ جناب! آپ کو کیا خبر؟ ان ظاہری آنسوؤں اور تکلیف میں لطف اور مزے کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ آپ ظاہر میں میرے آنسو اور تکلیف کو دیکھ رہے ہیں، میرے باطن کی آپ کو کیا خبر کہ مجھ کو کیا لطف حاصل ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس معاملہ میں بھی سمجھنا چاہئے کہ جو علماء اپنے کوتلواتے نہیں ہیں (یعنی اپنی اصلاح نہیں کرتے) ان کو بغیر تلے ہوئے کباب کی طرح ہر شخص ناپسند کرتا ہے۔ مگر وہ علماء جو اپنے کو کسی ماہر کے حوالے کر کے تلوایتے ہیں (یعنی اپنی اصلاح کرالیتے ہیں) ان کی ہر جگہ مثل تلے ہوئے کباب کی عزت ہوتی ہے۔  
(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۱۳، ۱۱۵)

## علم کا لطف کب حاصل ہوتا ہے؟

فرمایا: علم کا لطف عمل کی برکت سے ملتا ہے اور عمل کا لطف محبت اور عشق کے فیض سے ملتا ہے۔ اور عشق و محبت کی دولت عاشقانِ خدا کی جوتیاں اٹھانے سے ملتی ہیں۔ ایک مدتِ عمر ان کی صحبت و خدمت میں رہ لے جس کی مقدار حضرت تھانویؒ نے چھ ماہ فرمائی تھی، اور طلبہ سے فرمایا کہ: دس سال درس نظامیہ میں لگاتے ہو، چھ ماہ کسی اللہ والے کے پاس رہ لو، پھر دیکھو گے کہ سینے میں علومِ انبیاء کا فیضانِ موجز نہ ہوگا، اور اگر چھ ماہ مشکل ہو تو صرف چالیس ہی دن رہ لو۔

مٹادو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو  
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے  
(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۱۶، ۱۱۷)

## اولیاء اللہ ہرز مانہ میں موجود ہیں

فرمایا: لوگ کہا کرتے ہیں کہ آج کل شیخ اور مرشد اچھے نہیں ملتے۔ اس لیے ہم کہاں اور کس کے پاس جائیں؟ مگر ان کی یہ بات صحیح نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر ایک طرح کا الزام ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ وَ  
كُوُنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» (اے ایمان والو! اللہ سے ڈر اور (عمل میں) سچوں کے ساتھ رہو) سورۃ التوبہ پارہ ۱۱۹ آیت

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہرز مانہ میں اللہ تعالیٰ ایسے ”صادقین“ کو پیدا فرماتے رہیں گے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کا بندے سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ جس کا وجود اس کے کارخانہ قدرت میں نہ ہو۔ ”تَكْلِيفَ مَا لَا يُطَاق“ ہے جس سے اس کی ذات بری ہے، جس کی شہادت یہ آیت کریمہ دے رہی ہے: لَا يُكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ آیت: ۲۸۶) (اللہ تعالیٰ کسی تنفس پر اس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔)

معلوم ہوا کہ ہر دور اور ہر عہد میں باصدق و باصفا مشائن کا ہونا ضروری ہے، تاکہ لوگوں کو ان کی صحبت و معیت کا شرف حاصل ہوتا رہے جس سے اللہ کی یاد آئے، دنیا کی محبت کم ہو اور آخرت کی فکر بڑھے۔ کوئی ان مشائن اور بزرگوں کو نہ

جانے اور پہچانے تو اس کی یہ کم نگاہی ہے اور طبیعت کی سہل انگاری کا کرشمہ ہے، اس میں قانون قدرت کا کوئی تصور نہیں۔

فرمایا: دیکھئے! آج کوئی مریض ہوتا ہے تو کسی ڈاکٹر اور حکیم کے پاس علاج کے لیے ضرور جاتا ہے۔ ایسے مریض کے لیے کبھی یہ کہتے ہوئے نہیں سنائیا کہ آج کل کے ڈاکٹر اور حکیم اپنے نہیں ہیں۔ اس لیے مجھے اپنی حالت میں رہنے دو، میں علاج نہیں کرتا، ہاں حکیم اجمل خان اپنی قبر سے باہر آئیں گے تو ان سے میں علاج کراؤں گا۔ توجہ لوگ اپنے امراض جسمانی میں اسی زمانے کے حکماء جسمانی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور شفاضت پاتے ہیں۔ تو کیا اپنے امراض روانی میں اس دور کے حکماء روانی سے ربط و تعلق پیدا کر کے ان امراض سے نجات نہیں پائیں گے؟ یقیناً پائیں گے۔ اگر لوگوں کے اندر اس کی فکر ہو، اور مرض کا احساس ہو اور یہ خیال ہو کہ ”روح“ کی بیماری جسم کی بیماری سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہے۔

فرمایا: آپ کے ہندوستان میں شیخ الحدیث مولانا مسیح اللہ خان صاحب، مولانا قاری محمد طیب صاحب، مولانا شاہ ابراہیم حق صاحب، مولانا مسیح اللہ خان صاحب، مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، مولانا محمد منظور نعمانی صاحب، مولانا محمد احمد صاحب پرتا ب گڑھی یہ سب حکماء روانی ہیں، ان میں سے جس کسی کے پاس آپ نیاز منداہ حاضر ہوں گے آپ کی بیمار روح ان شاء اللہ! شفاضت گی اور وہ سکون ملے گا جسے آپ دنیا کی ساری دولت بھی خرچ کر کے حاصل نہیں کر سکتے۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۳۳، ۱۳۲)

## ایک افسوس ناک واقعہ

فرمایا: بھائیوں میں جو یہ کہتا ہوں کہ اللہ والوں کی مجلس میں آؤ، تو اس سے مراد حقیقی اللہ والے ہیں۔ فرتی اور دنیا دار نہیں۔ ورنہ دنیا کی خاطر دین فروشوں کی کمی نہیں ہے۔ فرمایا: ایک سینما کامالک ایک عالم کو اپنے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ یہ سینما کی آمدی کا کھاتا ہے، نیا سال شروع ہو رہا ہے اس لیے آپ اپنے مبارک ہاتھوں سے اس پر ”بسم اللہ“ لکھ دیجئے۔ مولوی صاحب کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایک تورام کی آمدی اور اس پر بسم اللہ سے شروع۔ اس نے سختی سے انکار کر دیا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا ہے۔ سینما کے مالک نے پہلے تو خوشنامد کی، پھر لائق دیا۔ مگر جب یہ صاحب انکار پر مصروف رہے تو انہوں نے کہا: وہ مولانا صاحب! اس سے پہلے تو دوسرے فلاں مولانا صاحب ہر سال اس پر بسم اللہ لکھتے تھے اور میں معقول نذر انہ بھی پیش کیا کرتا تھا، انہوں نے کہا: ہاں وہ کرتے ہوں گے۔ وہ الگ مکتب فکر کے ہیں، ہم تو وہ ہیں جن کو آپ لوگ ”وہاب ڈے“ کہا کرتے ہیں۔

بھائیو! سنا آپ نے حرام کمائی کرنے والا اللہ کے نام کو بے عزت کر رہا ہے، اس کے ساتھ مذاق کر رہا ہے اور یہ دھوکہ باز، ریا کار بزرگ لوگ اپنا معقول معاوضہ لے کر اس حرام کاری کا حوصلہ بھی بڑھا رہے ہیں۔

اس لیے میرے بھائیو! سچے اللہ والوں کے ساتھ رشتہ جوڑو، ان کی صحبت اختیار کرو، فکر و نظر کی اصلاح ہوگی، عمل درست ہوگا اور دین و دنیا کا فائدہ ہوگا۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۳۳، ۱۳۵)

## ماحول کا اثر

فرمایا! آج ہمارا حال مختلف ہے۔ اللہ والوں کی مجلس سے ہم بھاگتے ہیں۔ ہم جس ماحول میں رہتے ہیں وہ گناہ و عصیان کا ماحول ہے، گرد و پیش سے عام انسان تو عام انسان ہے ”ولی“، بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ سینما اور گانوں کی آواز، دنیا کی فاشی یہ سب کچھ انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ عاد و نعمود کی بستی سے جب گزر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چھپالیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلدی سے گزر جانے کے لیے فرمایا۔ دیکھنے ماحول کا اثر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اگر اثر کا خوف نہ ہوتا تو جلدی سے کیوں گزرتے؟ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بُرے ماحول سے کٹ کر اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھو، نورانیت پیدا ہو گی اور اچھے اثرات پڑیں گے۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۳۵)

## صحابتِ اہل اللہ اور توفیقِ صبر

فرمایا: مولانا رومیؒ نے ایک مثال کے ذریعہ بتایا ہے کہ اپنے مرض اور رنج و غم کا علاج خود نہیں بلکہ اللہ والوں کے مشورے پر عمل اور احکام کی پیروی اور صحبت میں بیٹھ کر علاج کرو۔ حضرت رومیؒ نے فرمایا: اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک گدھا ہے، اس کو زخم ہے اور جب کبھی کبھی بیٹھتی ہے تو وہ اس کو اڑانے کے لیے دولتی جھاڑتا ہے، وہ تو کبھی اڑانا چاہتا ہے مگر چوت سے زخم بڑھتا جاتا ہے۔ فرض کرو، اگر وہ گدھا خود سے نہیں بلکہ کسی سمجھدار سے اپنا علاج کرائے گا تو پہلے وہ اس کا دونوں پاؤں باندھ

دے گا کہ وہ خطرناک ہے، پھر وہ دوائی لگائے گا، ورنہ پاؤں باندھنے سے پہلے دوائی لگائی جائے توہ گدھا مکھی کے ساتھ دوا کو بھی اڑا دے گا۔ پاؤں باندھ دے گا پھر مرہم لگائے گا، پہلے ایک دو مکھی بیٹھئے گی مگر اندر ہی اندر دوا اپنا کام کر جائے گی، زخم چھوٹ جائے گا۔ پھر نہ مکھی بیٹھے گی اور نہ وہ گدھا پاؤں مارے گا۔ یہی حال انسانوں کا سمجھلو۔ اگر انسان خود اپنا علاج شروع کر دے دشمنوں کی عدا توں سے خود نپٹانا شروع کر دے تو عداوت اور بھڑکے گی، مرض اور بڑھے گا۔ مگر جب وہ کسی اللہ والے کے پاس جائے گا تو پہلے وہ کچھ باتوں اور کاموں سے روک دے گا کہ وہ اس کے زخم اور مرض کے لیے زہر ہو گا۔ پھر وہ اور ادھر طائف بتائے گا۔ اللہ کی یادِ دل میں گھر کر جائے تو اندر اندر مرض ختم ہوتا جائے گا، لوگوں کی عداوتیں ختم ہو جائیں گی۔

جب زخم ہی نہ رہے تو پھر مکھی کہاں بیٹھے گی؟

بہر حال میرے بھائیو! صبر ہی میں خیر ہے، اللہ والے کی مجلس میں یہ چیز پیدا ہو سکتی ہے۔ صبر کی دوا اس زخم کو مندل کر دیتی ہے جس پر عداوتوں اور طنز کی مکھی بیٹھا کرتی ہے۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۲۷، ۴۳)

## اللہ والوں کی صحبت

فرمایا: دنیا سے بے نیازی کی صفت اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ والے قیامت تک رہیں گے۔ شرط صرف تلاش، پیاس اور تڑپ کی ہے۔ مولانا ناروئی نے فرمایا کہ: لیلی کا جب انتقال ہوا تو مجھون کو خبر نہیں ہوئی تھی۔

بعد میں قبرستان پہنچا تو ہر قبر کی مٹی سو نگھتے پھر رہا تھا۔ لیلیٰ کی قبر کی مٹی سو نگھتے ہی وہ دیوانہ وار کہنے لگا: یہی ہے، یہی ہے۔ فرمایا کہ: اگر تمہاری روحوں میں اللہ کا عشق ہو تو اللہ والوں کے جسموں کی خوبیوں نگھ کر تم پہچان سکتے ہو کہ اس کے قلب میں ”اللہ“ ہے، مگر شرط یہ ہے کہ پہلے تمہارے اندر مجنوں کی تڑپ اور بے قراری اور حقیقت کی طلب اور پیاس ہو۔ اللہ ہم سہ ہوں کو اس درد و تڑپ سے آشنا فرمائے۔

## اگر بات یاد نہ رہے

فرمایا: بزرگوں کی صحبت اور اس کی تعلیمات سے اپنے کو آراستہ کیجئے۔ بزرگاں دین جو نصیحت کریں اس کو غور سے سنیں اور اس پر پابندی سے عمل کریں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ: بات تو یاد ہی نہیں رہتی ہے، پھر سن کر کیا فائدہ؟ میرے بھائیو! بات یاد نہ رہے تو اس کی فکر نہ کیجئے۔ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے: جس طرح غذا کھا کر انسان بھول جاتا ہے مگر اس کے اثرات جسم میں باقی رہتے ہیں۔ اسی طرح اگر بات آپ بھول جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں، اس کے نورانی اور روحانی اثرات باقی رہتے ہیں۔ ماحول اور صحبت کا اثر ہر حال میں ہوتا ہے۔

## ایک شیطانی دھوکہ

فرمایا: یہ کہنا کہ اب اس زمانہ میں اللہ والے کہاں؟ ”مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور“ تو یہ محض شیطانی دھوکہ ہے۔ جس دن اللہ والے نہ ہوں گے تو یہ

زمین و آسمان بھی نہ ہوں گے۔ قیامت تک اہل اللہ پیدا ہوتے رہیں گے ہاں ان کی پیچان سب کو نہیں ہوتی اپنے ماحول کے نیک بندوں سے معلوم کرنے سے ان کا پتہ چل جائے گا، جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آخرت کی فکر پیدا ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اخلاق و اعمال کی درستی ہونے لگے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ والا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: جس کی صحبت میں دس آدمی بیٹھتے ہوں تو ان میں اگر ۵ یا ۶ آدمی بھی نیک بن گئے تو سمجھ لو کہ یہ صاحب برکت ہے، اللہ والا ہے۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۳۹)

## میں بھی کسی کا بگاڑا ہوا ہوں

فرمایا: ایک شخص حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے پاس آیا۔ اس کا لڑکا اس کے ساتھ تھا۔ اس نے اپنے لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت! اسے آپ ”بنادیجئے“ وہ لڑکا حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی خدمت اور صحبت میں رہنے لگا جس کے اثرات اس کی زندگی پر مرتب ہوتے رہے۔ کچھ ہی دنوں بعد وہ اللہ والا ہو گیا۔ جب گھر آیا تو حکیمتی بارٹی میں جی کم لگنے لگا۔ نماز، قرآن کی تلاوت اور اذکار میں اس کا شغف اور انہا ک بڑھا ہوا تھا۔ وہ شخص حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کرنے لگا کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میرے لڑکے کو بنادیجئے مگر آپ نے تو اسے ”بگاڑ دیا“ حاجی صاحبؒ نے فرمایا: ظالم! میرے پاس کیوں لا یا تھا، میں بھی تو کسی کا بگاڑا ہوا ہوں۔ ظاہر ہے میری صحبت میں

رہے گا تو وہ بگڑے گا ہی۔ گویا حاجی صاحب<sup>ؒ</sup> نے ”اصلاح“، ”کو“ بگاڑا<sup>ؒ</sup> سے تعبیر کیا۔ اسے بлагت کی اصطلاح میں ”تَأْكِيدُ الْمُدْعَجِ بِمَا يَشْبَهُهُ الذَّمَّ“ کہتے ہیں۔ یعنی عنوان تو بظاہر ذم اور برائی کا ہو مگر مقصود اس سے مدح اور تعریف میں مبالغہ ہو۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۳۹، ۱۴۰)

## صحبتِ صالحین اور دین کی طلب

حضرت علامہ الحاج فرمایا کرتے تھے کہ: اگر کسی کے اندر دین کی پیاس ہی نہ ہو تو ایسے لوگوں کو بھی مایوس نہ ہونا چاہئے۔ اللہ والوں کی صحبت میں جس طرح طالبین صادقین فیض یاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے قلوب دین کی طلب اور پیاس سے خالی ہیں، ان کو اللہ والوں کی صحبت سے دین کی پیاس اور طلب بھی عطا ہوتی ہے، یہ نہ سوچنا چاہئے کہ جب ہمارے اندر دین کی طلب صادق نہیں ہے تو ہم کو اللہ والوں کے بیہاں کیا ملے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی صحبت میں پارس پتھر کا اثر کھا ہے اور پارس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ لوہا جب اس سے چھو جاتا ہے تو فوراً سونا بن جاتا ہے۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۴۲)

## سالک کے لیے ہدایات

فرمایا: جس سالک کو دو چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں وہ کامیاب ہو جاتا ہے جو یہ ہیں:

(۱) مجاہدہ تام (۲) شیخ کامل کی صحبت تام

وہ سالک ناکام رہتا ہے جو شیخ کامل کی صحبت تا متو حاصل کیے ہوئے ہے مگر شیخ کے حکموں کی تعییں نہیں کرتا ہے۔ اپنی جانب سے طالب شیخ کی ہر ہر بات پر فدا ہو جائے۔ شیخ جو بات بھی تجویز کر دے اس کے متعلق سمجھے کہ یہ بات ہم کو الہام کے ذریعے بتائی گئی ہے۔ شیخ کی گرفت اور احتساب سے تکلیف تو ضرور ہوتی ہے مگر اس کی برکت سے دل میں نورِ تقویٰ بڑھتا ہے۔ برسوں کے مجاہدہ اور نوافل سے بعض دفعہ وہ نور نہیں پیدا ہوتا جو شیخ کی ایک ڈانٹ اور احتساب و گرفت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ سالک بھی کامیاب نہیں ہو سکتا جو شیخ کے حقوق ادا نہیں کرتا ہے۔ شیخ کے چار حق ہیں ۔

چار شرطیں لازمی ہیں استفادہ کے لیے

اطلاع و اتباع و اعتماد و انتیاد

شیخ جو بات بھی تجویز کر دے اسی میں اپنے لیے فلاح و کامیابی سمجھنا چاہئے  
اپنی رائے کو ذرہ برابر بھی دخل نہ دے۔ شیخ کا ہر کام مصلحت پر بنی ہوتا ہے

۔ جب تک فنائے رائے کی ہمت نہ پائے

کیونکر آپ عشق کی محفل میں آئے

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۷۳، ۷۴)

## صادقین کے ساتھ رہنے کا مطلب

فرمایا: اب سنئے گُونُو اَمَّ الصَّادِقِينَ کی تشریح، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:  
ہو جاؤ صادقین کے ساتھ۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ اب تو صادقین رہے ہی نہیں، ہم

کن سے تعلق جوڑیں۔ یہ غلط بات ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** ہو جاؤ صادقین کے ساتھ۔ یہ حکم ایک دو دن اور ایک دو ہفتہ کے لیے نہیں ہے بلکہ قیامت تک کے لیے ہے۔ اس کو اس طرح سمجھتے کہ اگر کوئی باپ اپنے گھر میں تمام اڑکوں پر حکم لگادے کہ روزانہ سب لوگ آدھالیٹر دودھ پیا کرو تو یہ حکم لگا دینے کے بعد باپ ہی کا ذمہ بھی ہے کہ وہ سب کے لیے آدھالیٹر دودھ کا روزانہ انتظام کرے۔ اگر روزانہ دودھ کا انتظام نہ کرے گا تو وہ باپ جھوٹا ثابت ہو گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی فرم رہا ہے کہ ”صادقین کے ساتھ ہو جاؤ“ جب اللہ تعالیٰ فرم رہا ہے ہی ذمہ صالحین اور صادقین کا پیدا کرنا بھی ہے، تو اسی تو ہو نہیں سکتا کہ اللہ ہی کہیں کہ ”صادقین کے ساتھ ہو جاؤ“ اور صادقین کو پیدا نہ کریں جس طرح وہ باپ اپنے بچوں کو دودھ پینے کا حکم لگانے کے بعد اگر دودھ کا انتظام نہ کرے تو جھوٹا ثابت ہو گا، اسی طرح نعوذ باللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ کے اوپر بھی یہ بات صادق آئے گی۔ حضرات! اس قسم کی بات کرنے والے کہ صادقین اب رہے ہی نہیں قرآن پاک کو جھلاتے ہیں۔ اب خود فیصلہ کر لیجئے کہ کلام پاک کس کا کلام ہے! گویا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے قول کو جھلکار ہے ہیں (نعوذ باللہ) میں سچ کہتا ہوں کہ جس طرح پہلے صادقین اور صالحین تھے اسی طرح اس وقت بھی صادقین اور صالحین موجود ہیں۔ طلب اور جستجو ہو تو وہ نظر آ جاتے ہیں۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۸۹)

## حضرت والا (رحمہ اللہ) کی نصیحتیں

فرمایا: اصلاح کا آسان نسخہ یہ ہے کہ تھوڑا سا ذکر کر لیا جائے اور اللہ کی نعمتوں کا مراقبہ کر لیا جائے اور کسی اللہ والے سے صحیح اور قوی تعلق کر لیا جائے۔

فرمایا: صرف اللہ والوں سے تعلق پیدا کر لینے سے کچھ نہیں ہوتا ہے جب تک ذکر اور صحبت اور پرہیز، ان تین باتوں کا اہتمام نہ رکھا جائے۔

فرمایا: اولیاء اللہ کی صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے گلاب کے پھول کے نیچے والے کا نٹ ہوتے ہیں، جس طرح ان کا نٹوں کو گلاب کے درخت سے جدا نہیں کیا جاتا، اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت میں رہنے والے جنت میں اللہ والوں سے نہیں جد اکیسے جائیں گے۔ لہذا اولیاء اللہ کی صحبت کو لازم پکڑلو۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۲۹۹)

فرمایا: اہل اللہ کی صحبت میں مجاہدات برداشت کر کے جس روح نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دردناہ حاصل کیا وہ روح اس قابل نہیں کہ زندہ رہے۔ کیونکہ ایسی روح خود بے روح اور ایسی جان خود بے جان ہے۔ اس کا وجود صفحہ ہستی پر نگاہ و باعث شرم ہے۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۳۰۲)

## صحبتِ شیخ اور قربتِ الہمیہ

پیر باشد نرد بان آسمان  
تیر پر ال از که گردد از کماں

ارشاد فرمایا کہ: نزد بان کے معنی ہیں سیڑھی۔ پیر آسمان کی سیڑھی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ، ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تک جانا چاہتے ہو؟ تو پیر حقانی تلاش کرو۔ آسمان سے یہاں مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ یہ تو ایک دعویٰ ہے کہ پیر اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے لیکن اس دعویٰ کی کیا عمدہ دلیل اگلے مصروع میں مولانا دیتے ہیں۔ مولانا رومی کے انہیں علوم کی وجہ سے ہر زمانہ میں سارے علماء مولانا کے غلام بن گئے۔ فرماتے ہیں ۔۔

تیر پر اس از کہ گردد از کمان  
تیر کس کے ذریعہ سے اڑتا ہے؟ کمان سے۔ تیر اگر ایک کروڑ روپے کا سونے  
کا بنا ہوا ہو مگر زمین پر دھرارہے گا اگر کمان میں نہیں آئے گا۔ شیخ مثل کمان ہے،  
مرید جب اس کی صحبت میں آتا ہے تو عرش تک وہ اللہ والا اڑا دیتا ہے، فرشی عرشی بن  
جاتا ہے، غافل اللہ والا بن جاتا ہے۔

مولانا روم یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ مثنوی تو قرآن و حدیث  
کی تفسیر ہے۔ لوگوں کو سمجھانے کے لیے مولانا نے قرآن و حدیث کے علوم کو مثالوں  
سے عاشقانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اس شعر کی دلیل ہے۔

”کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“

قرآن پاک کو کوئی کیسے جھٹلا سکتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے ہیں کہ اگر تم تقویٰ  
چاہتے ہو، ہمارا دوست بننا چاہتے ہو تو تقویٰ والوں کے ساتھ رہو۔ اگر ان کے ساتھ  
رہو گے تو ان کے دل کا تقویٰ تمہارے دل میں منتقل ہو جائے گا مگر دل سے محبت

کرو۔ ان کے دل سے اپنادل ملا دو۔ چراغ سے چراغ جلتے ہیں۔ ۔۔۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے

یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

اگر ایک چراغ کا برتن ایک کروڑ روپے کا ہے، سونے جواہرات، قیمتی پتھروں سے بنتا ہے اور اس کی بھی بھی مان بجھے لاکھوں روپے کی بنائی گئی ہے اور اس کا تیل بھی کوئی خاص تیل ہے لاکھوں روپے کا، لیکن روشن نہیں ہو سکتا جب تک کسی جلتے ہوئے چراغ کی لو سے مس یعنی Touch نہیں ہو گا نہ خود روشن ہو گا، نہ کسی دوسرے چراغ کو روشن کر سکے گا۔ اسی طرح کتنا ہی بڑا عالم ہو، علم کا سمندر ہو، چلتا پھرتا اکتب خانہ ہو لیکن اس کا دل اللہ کی محبت سے روشن نہیں ہو سکتا، اس کا علم مقرر وِن بالعمل نہیں ہو سکتا جب تک اللہ کی محبت میں جلتے ہوئے کسی صاحبِ نسبت دل سے اپنادل نہیں ملائے گا، کسی اللہ والے کی صحبت اور غلامی اختیار نہیں کرے گا، نہ اس کے دل میں اللہ کی محبت کی آگ لگے گی نہ یہ دوسروں کو لگا سکے گا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ دو تالاب ہیں۔ ایک تالاب مچھلیوں سے محروم ہے اور دوسرے تالاب میں مچھلیاں ہیں تو خالی تالاب اگر اپنی سرحد مچھلیوں والے تالاب سے ملا دے تو اس کی ساری مچھلیاں اس خالی تالاب میں آ جائیں گی۔ اسی طرح اللہ والوں سے تعلق کرنے سے ان کے دل کا تقویٰ دوسرے دلوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ (درس مشنوی ص: ۲۸۰ تا ۳۰)

## صحبتِ اہل اللہ اور فہم دین

علم پر ایک اور بزرگ کا قول یاد آ گیا جو میں نے اپنے شیخ سے بارہا سنا، آپ لوگ بھی یاد کر لیجئے کام آئے گا۔ شیخ فرماتے تھے ”یک من علم راہ وہ من عقل باید“ یعنی ایک من علم کے لیے دس من عقل چاہئے اس علم کے استعمال کے لیے، اور یہ عقل بدون صحبت اور تربیت اہل اللہ نصیب نہیں ہوتی۔ دین کی سمجھو بہت بڑی نعمت ہے۔

(دریں مشنوی ص: ۳۱)

## صحبتِ صالحین اور توفیقِ اتباعِ سنت

اللہ والے صاحبِ نور ہوتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی اتباع کی برکت سے ان کا دل نورانی ہو جاتا ہے الہدا وہ اپنے ارشاد سے، راہِ سنت سے باخبر بھی کرتے ہیں اور اپنے نورِ باطن کو اپنے الفاظ کے ہمراہ کر دیتے ہیں جس کی برکت سے دوسروں کو بھی ہدایت ہوتی ہے اور اللہ کا راستہ نہ صرف آسان بلکہ لذیذ ہو جاتا ہے۔ (دریں مشنوی ص: ۶۰)

## صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت چند مفید مثالوں سے

ہر ولی را نوح کشتی باں شناس

صحبتِ ایں خلق را طوفان شناس

مولانا فرماتے ہیں کہ: اولیاء اللہ کو حضرت نوح علیہ السلام کا نائب سمجھو۔ اگر

تمہیں طوفان سے بچنا ہے تو ان کی کشتنی میں بیٹھنا، اپنی سعادت اور حفاظت سمجھو۔  
 مخلوق کے ساتھ اختلاط اور رات دن مخلوق میں رہنا یہی سیلا ب اور طوفان ہے کہ اسی  
 سے بندہ گناہگار ہو جاتا ہے کیونکہ غالباً کے ساتھ رہنے سے غفلت پیدا ہوتی ہے  
 اس لیے کسی اللہ والے کی کشتنی میں بیٹھ جاؤ یعنی ان کی صحبت اختیار کرو تو فسق و فجور کے  
 سیلا ب سے نجح جاؤ گے۔

سے چول شوی دور از حضورِ اولیاء  
 در حقیقت گشته دور از خدا

اگر اللہ والوں سے بدگمان ہو کر تم ان سے دور رہو گے تو تم ولی اللہ سے دور نہیں  
 ہوئے اللہ سے دور رہو گئے۔ اگر تم اپنے شیخ سے دور رہو گے تو اللہ سے بھی قریب نہیں  
 ہو سکتے۔ میرے شیخ حضرت ہر دوئی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: آنس کریم فرج  
 سے نکال کر رکھ دو پانی ہو جائے گی۔ ماہیت بدل جائے گی، پہچانو گے بھی نہیں کہ یہ  
 کبھی آنس کریم تھی کیونکہ آنس کریم اپنے کریم سے دور رہو گئی فرج اس کے لیے کریم  
 ہے۔ اسی طرح شیخ بھی کریم ہیں، اس سے دور نہ رہو، اگر حسی قرب حاصل نہ ہو سک تو  
 کم سے کم خط و کتابت سے تعلق رکھو۔

طبع ناف آہو یست ایں قوم را  
 اندرون خون و اندرون شاں مشکنا  
 اللہ والوں کا مزارج مثل ہرن کے نافہ کے ہے کہ نافہ میں تمام خون بھرا ہوا ہے

اور اسی کے پیچ میں مشکل چھپا ہوا ہے۔ اسی طرح اہل اللہ کے لوازمِ بشریت سے دھوکہ نہ کھاؤ کہ ان کو بھی بول و برآز کی حاجت ہوتی ہے، وہ بھی کھانے پینے اور سونے کے محتاج، کبھی کھانسی آ رہی ہے، کبھی ناک کا بلغم صاف کر رہے ہیں۔ لہذا ان کا خون اور بلغم مت دیکھو بلکہ ان کے اندر نسبتِ مع اللہ کا جو مشکل چھپا ہوا ہے اس کی قدر کرو کہ اس کی قیمت زمین و آسمان سورج و چاند اور بادشاہوں کے تخت و تاج بھی ادا نہیں کر سکتے۔

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیاء  
مرد را زیشان حیات است و نما  
اولیاء اللہ اپنے زمانہ کے اسرافیل ہوتے ہیں۔ جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو مردہ زندہ ہو جائیں گے۔ اسی طرح ان کے ملفوظات سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں، جن کے دل مردہ ہیں اللہ والوں کی صحبت سے وہ حیات پاتے ہیں اور ”نما“، معنی میں ارتقا کے ہے یعنی ان کی صحبت عطا نے نسبت، بقاء نسبت، ارتقاء نسبت کا ذریعہ ہے اور فرمایا کہ اللہ والوں کے بارے میں تعجب مت کرو کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے کیسے ہر وقت باخدار ہتے ہیں اس کا جواب دیتے ہیں ۔

آں کہ بر افلاک رفتارش بود  
برز میں رفتان چہ دشوارش بود  
تم یہ تعجب کرتے ہو کہ دنیا میں رہتے ہوئے یہ کیسے باخدار ہتے ہیں؟ کیسے ہر وقت نظر کی حفاظت کرتے ہیں؟ اور ہر وقت کیسے گناہ سے بچتے ہیں؟ اس کا یہ جواب

ہے کہ جن کی رفتار آسمان پر ہے ان کو زمین پر چلنا کیا دشوار ہے؟ یعنی اللہ والے جب آسمانی اعمال یعنی اعمالِ صالح کی برکت سے افلک پر پہنچ گئے یعنی صاحبِ افلک سے جن کو رابطہ و تعلق نصیب ہو گیا تو ان کو ان زمینی اعمال سے بچنا کیا مشکل ہے جو اس تعلق و رابطہ مع الحق کے لیے مضر ہیں۔ (دریں مشتوی ص: ۸۲، ۸۳)

## صحبتِ اہل اللہ اور باطنی امراض سے حفاظت

ساییہ رہبر به است از ذکر حق  
یک فناعت بہتر از صد ہا طبق

شیخ کی صحبت کا ساییہ تمہاری تہائی کے ذکر سے افضل ہے کیونکہ شیطان نے بھی ایکیلے بڑی عبادت کی تھی، آسمان پر کوئی جگہ خالی نہ تھی جہاں ظالم نے مسجدہ نہ کیا ہو لیکن مردود ہونے سے نہ تھی سکا کیونکہ عبادت سے فنا بیت کے بجائے اس کے اندر تکبر پیدا ہو گیا اور شیخ کا ساییہ تکبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور تکبر سے حفاظت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تکبر سخت ناپسند ہے۔ ابلیس تکبر ہی کی وجہ سے مردود ہوا۔ اسی لیے جب صحبتِ شیخ نصیب ہو تو اس وقت تہائی میں بیٹھ کر ذکر نہ کرو اس سے بہتر ہے کہ تم شیخ کے پاس بیٹھے رہو کیونکہ ذکر سے کبھی نشر آئے گا اور تم اپنے آپ کو بایزید بسطامی اور بابا فرید الدین عطار سمجھنے لگو گے، تکبر آجائے گا۔ شیخ کا ساییہ تمہیں مقامِ فنا پر رکھے گا اور اللہ کو مقامِ فنا پسند ہے۔

نازِ تقویٰ سے تو اچھا ہے نیازِ رندی

جاہِ زاہد سے تو اچھی مریِ رسوانی ہے

دوسرے مصروع میں مولانا فرماتے ہیں کہ: سینکڑوں طبق سے ایک قناعت بہتر

ہے۔ دیکھیے کیسی مثال دی کہ اگر تمہارے پاس سینکڑوں قسم کی ب瑞انیاں سینکڑوں قسم

کی پلیٹوں میں رکھی ہوں لیکن اگر قناعت نہیں ہے تو تم ہائے ہائے کرتے رہو گے اس

لیے ان سینکڑوں طبق کے مقابلہ میں ایک قناعت اگر تمہارے پاس ہے تو وہ کافی

ہے۔ مراد یہ ہے کہ کثرتِ عبادت کے ناز سے بہتر ہے کہ شیخ کی صحبت سے تمہارے

اندر ایک شلکتگی آجائے جو ہزار عبادت سے افضل ہے۔

پیر باشد نزد بانے آسمان

تیر پر اس از کہ گردد از کماں

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ: پیر آسمان کی سیڑھی ہے۔ کیا تیر بغیر کمان کے اڑسکتا

ہے؟ تیر چاہے دس لاکھ روپے کا ہو، چاہے سونے، چاندی اور جواہرات کا ہو، زمین

ہی پر پڑا رہے گا جب تک کمان میں نہیں آئے گا، شیخ کمان ہوتا ہے۔ اگر شیخ سے

تعلق نہیں ہے تو تم علم و فضل کے باوجود ذمین، ہی پر دھرے رہو گے، کبھی اللہ تک نہیں

پہنچ سکتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اصلاح کی ضرورت نہیں بس آٹھ سال مدرسہ

میں پڑھ لینا کافی ہے، علم سے سب اصلاح ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو کیا

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ

اللہ علیہم کے پاس علم کم تھا جو ان حضرات نے ایک غیر عالم کی غلامی اختیار کی۔ بس

حب جاہ مانع ہے علم کا پندرارکسی کو اپنا بڑا نہیں بنانے دیتا لیکن آہ! ایسے لوگوں کو اللہ کی محبت کی ہوا بھی نہیں لگتی اور اپنے پندرار، خود پرستی سے ہمیشہ مثلِ تیر بے کماں زمین، ہی پر پڑے رہتے ہیں۔

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش  
ست ریزندہ چو آب و گل مباش  
جب تم نے پیر بنا لیا تو اب نازک دل نہ رہو کہ ذرا سا پیر نے ڈانٹ دیا تو دل  
میں کینہ پیدا ہو گیا اور کچھڑ کی طرح زمین پرنہ پڑے رہو بلکہ اللہ کی راہ میں سرگرم  
رہو۔ (درس مشتوی ص: ۸۵ تا ۸۷)

## حُبِّ اهْلِ اللَّهِ اور نَفْسٍ پر غَالِبٌ آنَا

سیاہِ مغلوب مشو ہیں اے غوی  
یاہِ غالب جو کہ تا غالب شوی  
”ہیں“ معنی خبردار اور غوی معنی نادان، بے قوف، سرکشی یعنی اے بے وقوف  
اور نادان جو خود نفس و شیطان سے مغلوب ہیں ان کو اپنا یار ملت بناؤ۔ جو پیر عورتوں  
سے ٹالکیں دبوار ہے ہیں، چرس پی رہے ہیں، سٹے کا نمبر بتا رہے ہیں، طبلہ اور  
ڈھولک پر قوائی سن رہے ہیں، نہ نماز ہے نہ روزہ، یہ تو خود مغلوب ہیں، نفس و شیطان  
کے ایجنت ہیں ان کے قریب بھی نہ جاؤ ورنہ تم بھی مغلوب ہو جاؤ گے۔ لہذا ایسے  
لوگوں کو دوست بناؤ جو کہ اپنے نفس کے رذائل پر غالب آچکے۔ اگر تم کو اپنے نفس پر

غالب ہونا ہے تو ایسے لوگوں کی صحبت میں رہو جو اپنے نفس پر غالب آچکے ہیں۔ تو غالب کی صحبت تم کو غالب کر دے گی یعنی ان کی صحبت کی برکت سے تم بھی اپنے نفس پر غالب ہو جاؤ گے۔ حکیم الامت نے وعظ میں اس مضمون کو بیان فرمایا کہ: ایک آدمی ایک نواب صاحب کے یہاں ملازم تھا اور بیگماں کی خدمت اس کے سپر تھی۔ کئی سال تک عورتوں میں رہا، باہر نکلا ہی نہیں۔ ایک دن محل میں ایک سانپ نکل آیا تو بادشاہ کی بیویوں نے کہا ارے بھئی! کسی مرد کو بلا وجوہ س کو مارے تو وہ مرد بھی پیچنے لگا ارے بھئی! کسی مرد کو بلا و۔ بیگماں نے کہا کہ: آپ بھی تو مرد ہیں تو کہا کہ واللہ! کیا میں بھی مرد ہوں۔ تو حضرت نے فرمایا: صحبت کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ اس ظاہم کو اپنا مرد ہونا بھی یاد نہ رہا۔ (دری مشنوی ص: ۱۱۶، ۱۱۷)

## صحبتِ اہل اللہ اور حسنِ خاتمه

اگر اہلِ محبت بھی بے وفا ہوتے تو مرتدین کے مقابلہ میں یہ آیت نازل نہ ہوتی۔ اگر اہلِ محبت بے وفا ہوتے تو نعوذ باللہ! مرتد کا مقابلہ مرتد سے ہوتا حالانکہ مقابلہ تو ضد سے ہوتا ہے جیسے دو مَن طاقت والے پہلوان کے مقابلہ میں چار مَن طاقت والے پہلوان لایا جاتا ہے۔

پس اس آیت میں اہلِ ارتدا کا مقابلہ اہلِ وفا سے ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ قوم اہل وفا ہے جو کبھی مرتد نہ ہوگی بے وفائی کی کلّی مشکلگ کے فردِ کامل یعنی مرتدین کے مقابلے میں وفاداری کی کلّی مشکلگ کے فردِ کامل یعنی اہلِ محبت لائے جا رہے ہیں لہذا

یہ بھی بے وفا نہ ہوں گے۔ اس قومیت کے عالم میں جتنے افراد ہوں گے وہ کبھی مرتد نہیں ہوں گے، بے وفا نہیں ہوں گے۔ اللہ کا دروازہ نہیں چھوڑ دیں گے اور شیخ کو بھی نہیں چھوڑ دیں گے۔ شیخ سے بھاگنے والے بھی وہی ہوتے ہیں جن میں محبت نہیں ہوتی جس طرح نبی سے بھاگنے والے جو تھے وہ پہلے ہی سے بے وفا تھے۔ شیخ نبہ رسول ہوتا ہے، جس کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے اس کے دل میں شیخ کی محبت ہوتی ہے جس کے دل میں اللہ کی محبت نہیں ہوتی اس کو اہل اللہ سے محبت نہیں ہوتی اور جس کے دل میں اہل اللہ کی محبت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت نہیں کرتے۔

اللہ کے پیاروں کے صدقہ میں ہی اللہ تعالیٰ کی عنایات و محبت نصیب ہوتی ہے۔ جو نبی پر ایمان نہیں لائے، کیا اللہ نے ان سے محبت کی؟ کیا ابو جہل سے اللہ نے محبت کی؟ کیا ابو لهب سے اللہ نے محبت کی؟ نبی سے دشمنی کے سبب ان پر غصب نازل ہوا۔ اور جنہوں نے نبی سے محبت کی اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرفراز ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جو اپنے شیخ و مرشد کی محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت و عنایت ان کو نصیب ہوتی ہے اور جو اہل اللہ سے محبت نہیں کرتے عنایت حق سے محروم رہتے ہیں۔ اور اس میں حسن خاتمہ کی بشارت بھی ہے کہ اہل محبت کا خاتمہ ایمان پر ہوگا کیونکہ اللہ جس سے محبت کرے اور جو اللہ سے محبت کرے گا بھلا اس کا خاتمہ خراب ہوگا؟ اسی لیے حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: اہل محبت کی صحبت میں رہوتا کہ ان کی برکت سے تمہارے دل میں بھی اللہ کی محبت آجائے جو ضامن ہے حسن خاتمہ کی۔

(درس مشتوی ص: ۱۸۷، ۱۸۸)

## صحبتِ اہل اللہ کی افادیت حسی مثال سے

اس لیے کسی اللہ والے کے پاس چالیس دن رہ لو، ایک چلدگا لوپھر دیکھو کہ سلوک اور پیری مریدی سے کیا ملتا ہے؟ ورنہ رسمی پیری مریدی کا مزہ نہیں۔ انڈا اگر مرغی سے مرید ہو جائے لیکن اکیس دن اس کے پروں میں نہ رہے تو بتائیے اس میں جان آئے گی؟ مردہ کا مردہ رہے گا۔ بہت سے مرید ایسے ہیں کہ جا کر پیر سے بیعت ہو گئے لیکن اس کی صحبت میں نہ رہے تو مردہ کا مردہ ہی رہے نسبت عطا نہ ہوئی۔ یہ حکیم الامت کی بات پیش کر رہا ہوں، حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: انڈا اکیس دن تک تسلسل کے ساتھ مرغی کے پروں میں رہے تو بچہ پیدا ہوگا۔ پھر وہ چھلک کو خود توڑ دے گا۔ اکیس دن کے بعد اب اسے شیخ کے احسان کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ مرغی صاحبہ! ذرا میرا چھلکا توڑ دو میں اندر سے باہر آنا چاہتا ہوں۔ وہ خود چونچ مارے گا اور بربان حال یہ شعر پڑھتا ہوا نکل آئے گا:

کھینچی جو ایک آہ تو زندگی نہیں رہا

مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

اسی طرح شیخ کی خدمت میں تسلسل کے ساتھ کم از کم چالیس دن رہ لوپھر دیکھو گے کہ روح میں ایسی قوت آئے گی کہ تعلقات ماسوی اللہ کو خود توڑ دو گے پھر شیخ کی بھی ضرورت نہیں رہے گی لیکن عمر بھر شیخ کا احسان مندر ہنا پڑے گا کیونکہ اسی کی برکت سے حیات ایمانی عطا ہوئی ہے۔ اگر شیخ نہ ہوتا تو مردہ کے مردہ ہی رہتے۔

اندر جو صلاحیت ہوتی ہے وہ شخچ کی برکت سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ مثلاً مرغی کے پروں کے نیچے تین قسم کے انڈے رکھے گئے۔ ایک مرغی کا، ایک کبوتر کا، ایک بُلٹخ کا۔ تو ان انڈوں سے تین قسم کی شخصیتیں ظاہر ہوں گی۔ مرغی کے انڈے سے مرغی کا بچہ نکلے گا۔ کبوتر کے انڈے سے کبوتر کا اور بُلٹخ کے انڈے سے بُلٹخ کا بچہ نکلے گا اور کبوتر اڑے گا اور بُلٹخ دریا میں تیرے گی۔ مرغی کو بھی حیرت ہو گی کہ یہ تو میرے ہی پروں سے نکلا تھا لیکن یہ اڑ رہا ہے اور وہ تیر رہا ہے اور مرغی نہیں تیر سکتی لیکن ان کو عمر بھر مرغی کا احسان ماننا پڑے گا کہ اس کی برکت سے ہمارا وجود ہوا، اسی طرح حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے پروں سے مجدد پیدا ہوا لیکن حضرت ہمیشہ فرماتے تھے کہ: حاجی صاحب کی جو یوں کا صدقہ ہے، حضرت کا خص آہ تھا۔

فرماتے ہیں

۔ خودی جب تک رہی اس کو نہ پایا  
 جب اس کو ڈھونڈ پایا خود عدم تھے  
 تمہاری کیا حقیقت تھی میاں آہ  
 یہ سب امداد کے لطف و کرم تھے

(درس مشنوی ص: ۱۹۰، ۱۹۲)

## حصولِ مولیٰ کا آسان راستہ

اللہ تعالیٰ سے دوستی کی بنیاد تقویٰ پر ہے، نفلی حج و عمرہ پر نہیں اور تقویٰ اللہ والوں کی غلامی سے ملتا ہے، تھوڑا کما و مگر حفاظت کرو کہ ڈاکونہ لے جائے تو ایسا شخص مالدار

ہے اور ایک شخص نے کمایا بہت، لیکن اپنے مال کی حفاظت نہیں کی اور ڈاکو لے گئے تو وہ قلاش اور مسکین اور مستحق زکوٰۃ ہے۔ بس! فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ کوئی ادا کر لے چاہے کوئی نفل یا کوئی وظیفہ نہ پڑھے لیکن ایک الحمد لله تعالیٰ کوناراض نہ کرے تو یہ ولی اللہ ہے۔ (درس مشتوی ص: ۲۳۱)

## صحبتِ اہل اللہ اور حیاتِ ایمانی کا حصول

مولانا فرماتے ہیں: تم گناہوں کی اور اخلاق رذیلہ کے زہر کی تھیلی نکلوادو اور مجھلی پن سیکھو، اخلاق ماہیاں سیکھو یعنی اللہ والوں کے اخلاق سیکھو پھر تمہیں اللہ کے دریائے قرب کے علاوہ کہیں مزہ نہیں آئے گا پھر اللہ کی محبت کے کار و بار کے سوا کہیں تمہارا دل نہیں لگے گا۔ لیکن سانپ میں مجھلی پن خود بخونہیں آ سکتا، غافل اور نافرمان دل اللہ والا دل خود بخونہیں بن سکتا، سیکھا جاتا ہے۔ اللہ والا وہی ہوتا ہے جو ایک زمانے تک کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اللہ کی محبت سیکھتا ہے۔ چاہے دس سال تک کسی مدرسہ میں رہ لو، چاہے دس سال تک دین کی منیت میں چلے لگا لو، چاہے کبھی کبھار کسی بزرگ کی صحبت میں بھی جاتے رہو لیکن اللہ نہیں ملے گا۔ جب تک کہ ایک زمانہ ہمه وقت کسی اللہ والے کی صحبت میں نہ رہو گے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جیسے انڈا اکیس دن تک مسلسل مرغی کے پروں کے نیچے گرمی لیتا ہے پھر اس میں روح آ جاتی ہے اسی طرح زندگی میں ایک بار کم از کم چالیس دن مسلسل کسی اللہ والے کی صحبت میں بہ نیت اصلاح رہ لوان شاء اللہ! حیاتِ ایمانی اور

نسبت مع اللہ «عَلَى سَطْحِ الْوَلَايَةِ»، نصیب ہو جائے گی، لیکن جس طرح انڈے کے لیے مرغی کے پروں کے نیچے اکیس دن کا تسلسل ضروری ہے کہ اگر مرغی کو اچانک کشیر یا فیصل آباد یا سکھر جانا پڑتا تو انڈوں کو بھی ساتھ جانا پڑے گا ورنہ مرغی اور انڈے میں فصل ہو جائے گا تو انڈے میں حیات نہیں آئے گی، معلوم ہوا صحبت میں تسلسل ضروری ہے اسی طرح کم سے کم چالیس دن تک کسی شیخ کے ساتھ رہ لو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اصلاح کی نیت ہو، ارادہ ہو ”بِئِ يُدُونَ وَجْهَهُ“، ہو۔

(درس مشنوی ص: ۲۶۸، ۲۶۷)

## تقویٰ کے لئے آسان ترین نسخہ

”إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيقُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ“

(سورہ یوسف پارہ ۱۳ آیت ۹۰)

اللہ اپنے عاشقوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، کہ مردہ لاشوں پر جاتے ہو۔ دونوں میں کوئی نسبت نہیں اس لیے وہ لوگ انتہائی بے وقوف اور احمق ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر دنیا پر مر رہے ہیں اس لیے اللہ پر مرناسیکھو اور یہ بھی اللہ والوں کے صدقہ میں ہی آئے گا۔ حوصلہ شاہبازی کس سے آئے گا؟ بازیشاہی سے، اور بازیشاہی کیسے بنو گے؟ صحت کی برکت سے۔ دنیا میں کوئی ولی اللہ نہیں ہوا جب تک کسی ولی اللہ کی صحبت نہیں ملی۔ دیسی آم کو لنگڑے آم کے متعلق ایک لاکھ کتاب میں پڑھا دو۔ ایم ایس کرا دلو لیکن ایک لاکھ کتابوں کے باوجود دیسی ہی رہے گا لیکن اسے کوئی کتاب نہ پڑھاؤ لنگڑے آم کی قلم لگا دو آہستہ وہ خود لنگڑا آم بن جائے گا۔ (درس مشنوی ص: ۲۷۵، ۲۷۶)

## صحبتِ اہل اللہ اور نیکی کی حفاظت

اول اے جاں دفع شر موش کن  
بعد ازیں انبار گندم کوش کن

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ: اے میری جان! پہلے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر نفس کے چوہے کے شر سے حفاظت کی ترکیب سیکھ لے اس کے بعد نیکیوں کا گندم جمع کرنے کی فکر کر، کیوں کہ جتنا نیکیاں کمانا ضروری ہے اتنی ہی اس کی حفاظت کرنا ضروری ہے اور اس کا طریقہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کی اصلاح کرانا ہے تاکہ گناہ چھوٹ جائیں اور نیکیوں کا نور باقی رہے۔

دین پر استقامت اور اعمال کی بقاء کے لیے اہل اللہ کی صحبت اتنی ضروری ہے کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی تبلیغی جماعت فرماتے ہیں کہ: میں جب دین کی محنت کے لیے جاتا ہوں تو مخلوق میں اختلاط اور زیادہ میبل جوں سے نفس میں کچھ کثافت اور گندگی سی آ جاتی ہے اس کو دور کرنے کے لیے میں اہل اللہ کی خانقاہوں میں جاتا ہوں تو دل محلی ہو جاتا ہے جیسے موڑ کار طویل سفر پر جاتی ہے تو پرزوں میں کچھ میبل کچیل لگ جاتا ہے لہذا اس کی ٹیوننگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور صفائی کے لیے کار کو کارخانے میں جس کو درکشاپ کہتے ہیں بھجا جاتا ہے اسی طرح دل کی ٹیوننگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جس کی درکشاپ خانقاہیں ہیں کیونکہ نفس چور ہے اس میں خفیہ طریقہ سے کچھ بڑائی، کچھ دکھاوا آ جاتا ہے جن کا مشائخ

اور علماء سے تعلق نہیں ہوتا ان کی گفتگو سے پتہ چل جاتا ہے اور ان کی زبان سے بڑائی کی باتیں نکلا شروع ہو جاتی ہیں اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ میرے دل میں کیا مرض پیدا ہو گیا۔ (درس مشنوی، ص ۲۸۳، ۲۸۵)

## اصلاحِ نفس کی فرضیت اور صحبتِ اہل اللہ

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: چونکہ بدون رہبرِ کامل کے اصلاحِ اخلاق ناممکن ہے اور اصلاحِ نفس فرض ہے۔ پس حصولِ فرض کا مقدمہ یعنی ذریعہ بھی فرض ہوتا ہے اور **يُؤْتَىٰ كُلُّهُمْ** میں فعلِ تزکیہ اس کی تائید کرتا ہے کہ **مُزَّمِّنُ** کی ضرورت ہے۔ تزکیہ فعل متعدد ہے جو صرف اپنے فاعل پر تمام نہیں ہو جاتا یعنی مُزَّمِّنُ بھی ہو اور تزکیہ بھی ہو جیسے مردہ بدون مردی کے نہیں بنتا۔ اب اگر آملہ کا مردہ چاندی کے ورق کے ساتھ کوئی تقویت قلب کے لیے کھائے تو وہ آملہ جو غیر مردہ ہے اگر وہ بھی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہوئے مطالبة کرے کہ ہمارے اوپر بھی چاندی کا ورق لگاؤ اور ہمارے ساتھ بھی وہی اعزازی برداشت کرو تو آپ کیا جواب دیں گے؟ پس وہ علماء جو بزرگوں کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور ان کی شانِ نسبت اور شانِ مقبولیت کو اسی طرح قیاس کر لیا جاوے۔ حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے۔

اے شہہ آفاق شریں داستان  
 باز گو از من نشاں بے نشاں  
 صرف نخو و مُنْطَقِم راسخونی  
 در دلم عشق خدا افروختی

ترجمہ: اے شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ! شیریں داستان! مجھ سے حق تعالیٰ شانہ  
 کے قرب کی باتیں کیجئے آپ نے ہمارے صرف و نخو اور منطق کے پندار کو جلا کر  
 ہمارے قلب میں حق تعالیٰ کا عشق روشن کر دیا۔

### حکایت حضرت شیخ الہندؒ

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی صدر مفتی دیوبند نے فرمایا کہ: حضرت شیخ  
 الہند رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کو دیوبند سے اپنے شیخ و مرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی  
 خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن بے تکلف دوست نے کہا مولانا!  
 کیوں جاتے ہو، گنگوہ میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا ۔

اطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد  
 ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

### آثارِ فنا بیت لوازم نسبت سے ہے

احقر عرض کرتا ہے کہ: یہ پندار اور خود میں اور انانیت بدون صحبت مرشد کامل اور  
 بدون عطا نسبت فنا نہیں ہوتی۔ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس مضمون کی تائید میں ایک عجیب اور لطیف استدلال پیش فرمایا ہے جو احقر کو ڈاکٹر صلاح الدین صاحب سے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

**إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً**

(سورۃ النمل، آیت: ۳۲)

ترجمہ و تفسیر: سلاطین جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تھہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس بستی کے معززین کو ذلیل کر دیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ: یعنی جب کسی شہر میں بڑائی کے ساتھ داخل ہوتے ہیں تو شہر والوں کو خراب کر دیتے ہیں اور سرداروں کو بے عزت کر دیتے ہیں یعنی امیروں اور وزیروں کو سخت ذلیل کرتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں یا گرفتار کر لیتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ: آذلہ تک بلقیس کا قول ہے وَ كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ حق تعالیٰ کا قول ہے۔ (ابن کثیر)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: اس آیت سے یہ بات قلب میں وارد ہوئی کہ یہی حال تجلیاتِ ربانی کا ہے جب سالکین کو ذکر اور صحبتِ اہل اللہ کی برکت سے نسبتِ خاصہ عطا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کا نورِ قرب اس کے دل میں داخل ہوتا ہے کیا ہو فی الحدیث:

**إِنَّ النُّورَ إِذَا قُنِدَ فِي الْقَلْبِ أَخْ**

(مشکوٰۃ المصائب، کتاب الرقاد صفحہ ۲۳۶)

تو یہ تجلیاتِ ربیٰ اس سالک کے عجوب پندرار اور تکبر اور خود بینی و خود پرستی اور اس کی انانیت کو تھے و بالا کردیتی ہیں پھر اس کا انما فنا سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

(روح کی پیاریاں اور ان کا اعلان صفحہ ۲۱۶۲۸)

## لطفِ صحبتِ اہل اللہ

اہل اللہ کی صحبت کے لطف پر میرا شعر ہے ۔  
 حاصل ہے کہ آپ کی صحبت مدام ہے  
 دنیا میں رہ کے پھر بھی وہ جنت مقام ہے  
 دوسرے شعر فارسی میں ہے ۔

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقان آید  
 ہمیں یہ نم کہ جنت بزرگ میں از آسمان آید

یہ شعر الہ آباد میں ہوا۔ الحقر نے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپ گڑھی کی خدمت میں ایک مضمون عرض کیا تھا جس پر حضرت کو وجد آگیا اور پھر اس مضمون کو بعد عصر کی مجلس میں دوبارہ بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فَادْخُلِي فِي عِبَادِي کو وَادْخُلِي جَنَّتِي (سورۃ الفجر پارہ ۳۰ آیت ۲۹) پر مقدم فرمایا ہمارے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: اس تقدیم سے حق تعالیٰ شانہ نے اپنے مقبول بندوں کی معیت اور رفاقت کو جنت کی نعمت پر افضل قرار دیا ہے۔ پھر الحقر مولف نے عرض کیا

کہ: یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مکین افضل ہوتے ہیں مکان سے اور اہل جنت مکین ہیں اور جنت مکان ہے، نیز جنت کے یہ مکین دنیا ہی سے جاتے ہیں اور ہر زمانے میں یہاں موجود ہوتے ہیں۔ پس جس نے یہاں ان کی صحبت اور رفاقت کو اخلاص اور صدق دل سے اختیار کیا تو اس نے افضل نعمت تو یہیں پائی، پھر مفضول نعمت بھی ضرور پالے گا، پس فَادْخُلِنَ فِي عِبَادِنِي پر عمل جس نے دنیا میں کر لیا یعنی صحبت اولیاء اللہ اختیار کر لی اور صحبتِ کامل اتباع کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّبِعُ سَبِيلَ مَنْ أَنْكَابَ إِلَيَّ (لقمان: ۱۵)

تو آخرت میں بقاعدہ جَزَاءً وَفَاقَاً کے مطابق (یعنی جزاً موافق عمل) جنت میں بھی ان کی رفاقت پا جائے گا۔ لہذا حق تعالیٰ کے عاشقین کی صحبت میں بیٹھنا گویا کہ جنت میں بیٹھنا ہے اور قلبِ سلیم ہو تو ان کے پاس بیٹھنے سے واقعی جنت کا لطف ملتا ہے اس مضمون کو اس شعر میں احقر نے بیان کیا ہے کہ ۔

میسر چوں مرًا صحبت بجان عاشقان آید

ہمیں پینم کہ جنت بر زمین از آسمان آید

حضرت پرتاپ گڑھی نہایت محظوظ ہوئے۔

(روح کی بیماریاں اور ان کا علاج صفحہ ۲۱۹، ۲۲۰)

## تقویٰ کی دولت اہل اللہ سے ملتی ہے

صدر مفتی دیوبند حضرت مولانا محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ناکارہ سے فرمایا کہ: جمع الغواص میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت

مردی ہے:

”لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِنْ وَمَعْدِنُ التَّقْوَىٰ قُلُوبُ الْعَارِفِينَ“

(الجامع الصغير سیوطی ج ۲ صفحہ ۱۲۵)

ترجمہ: ہر شے اپنے کان سے ملتی ہے اور تقویٰ کی کان عارفین (اللہ والوں) کے قلوب ہیں۔

حضرت پرتا بگرہمی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سادہ سا شعر اس حقیقت کو خوب بیان کرتا ہے ۔

تہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں  
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آئیے

ارشادات در بیان عاشقان حق از حضرت عارف مولانا

**رومی رحمۃ اللہ علیہ**

**محبٰت اہل اللہ اور اس کی افادیت**

بنگر ایشاں را کہ مجنون گشتہ اند	ہپھو پروانہ بوصش کشتہ اند
خواب را بگزار امشب اے پدر	یک شبے در کوئے بیخواباں گزر
مدح تو حیف است باز ندانیاں	گویم اندر مجع روحا نیاں
قدر تو بدگشت از درک عقول	عقل در شرح شما باشد فضول
قصد کر دستند ایں گل پارہا	کہ پو شانند خورشید ترا

چشمِ مست خویشتن را چوں کند	بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چوں نزاںد از لپیش سحر حلال	ہر کہ باشد قوت او نور جلال
تگ آید عرصہ آں پاک جاں	در فراخ عرصہ آں پاک جاں
جرعہ بریز برمما زیں سبو	شمہ از گلستان باما یگو
کہ لب مانخشک و تو تہنا خوری	خوانداریم اے جمال مہتری
طالبان رازاں حیات بے بہاست	اولیاء او درو نہا نغمہ ہاست
مہر پاکاں درمیاں جاں نشاں	دل مده الا بھر دخوشان

ترجمہ: 1۔ حضرت عارف روی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: خدا کے ان عاشقین سونختہ جانوں کو دیکھو کہ مثل پروانہ تخلیات الہیہ سے کشتہ ہو رہے ہیں۔

2۔ اے ابا جان! بہت سو لئے، ایک رات سونا ترک کر کے ان اللہ والوں کے پاس رہ کے دیکھئے کہ ان بے خوابوں کی گلیوں میں کیا ہو رہا ہے۔

3۔ آپ کی تعریف یہ اہل ہوئی اور اہل نفس یعنی دنیا پرست لوگ کیا سمجھیں گے، ہاں اللہ والے حضرات آپ کی قدر سمجھ سکتے ہیں اس لیے انہیں کے مجمع میں آپ کا ذکر کروں گا یہاں مخاطب مولانا روی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ اور احقر کے سامنے ہمارے اکابر ہیں۔

4۔ آپ کی قدر و منزلت عقولِ عامہ سے مافوق اور بالاتر ہے عقلِ عام آپ کے بلند مقام کے سمجھنے سے قاصر ہے۔

5۔ بعض نادان لوگ جو نور باطن سے بے خبر ہیں آپ کے آفتاب باطنی کو

چھپانا چاہتے ہیں لیکن ۔

داغِ دل چمکے گا بن کر آفتاب  
لاکھ اس پر خاک ڈالی جائے گی

6- جس طرح کوئی رند اگر بوئے مے کو چھپا بھی لے تو اپنی مست آنکھوں کو  
کیسے چھپا سکے گا؟ اسی طرح آپ حق تعالیٰ کی محبت کے انوار کو اپنے چہرہ اور آنکھوں  
سے کیسے چھپا سکتے ہیں جبکہ نورِ ذکر آپ کی غذا ہے۔

7- جس کی روحانی غذا حق تعالیٰ کا نور ہوتا ہے اس کے لبوں سے کلامِ موثر  
کیوں نہ پیدا ہوگا! (حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجر حلال کا ترجمہ  
کلامِ موثر فرمایا ہے)

8- اللہ والوں کی روح میں نسبت مع اللہ کی برکت سے اس قدر وسعت پیدا  
ہو جاتی ہے کہ ہفت آسمان اس وسعت کے آگے تنگ معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ  
حدیث پاک سے تائید ہوتی ہے۔

”إِنَّ النُّورَ إِذَا أُقْدِفَ فِي الْقَلْبِ إِنْ شَرَحَ لَهُ الصَّدْرُ“

(مشکوٰۃ المصانع، کتاب الرقاۃ، صفحہ ۲۳۶)

ترجمہ: جب حق تعالیٰ کا نورِ ہدایت کسی دل میں داخل ہوتا ہے تو اس کا سینہ  
کشادہ ہو جاتا ہے۔

9- ہاں اپنے گلستانِ قرب سے مجھے بھی تو کچھ دیکھئے اور اپنی معرفت کے سبو  
سے مجھے بھی تو کچھ پلایئے ۔

کچھ راز بتا مجھ کو بھی اے چاک گریاں  
 اے دامنِ تر اشکِ رواں زلف پریشاں  
 (آخر)

10۔ اے سراپا جمال! (روحانی) ہم اس امر کے خوگز نہیں ہیں کہ ہمارے  
 لب تو خشک رہیں اور آپ معرفت کا دریا پیٹنے رہیں۔

11۔ اولیائے کرام کے باطن میں بہت سے نغماتِ عشقِ حقیقی پوشیدہ ہیں جن  
 سے طالبین کو آبِ حیاتِ محبت ملتی ہے اور وہ مردہ دلِ حق تعالیٰ کی محبت سے زندہ  
 ہو جاتے ہیں۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں ۔

یہی زندگی جاودانی بنے	جو آبِ حیاتِ محبت ملے
ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے	غمِ دو جہاں سے فراغت ملے
یہ کیا کم ہے جو اس کی حرست ملے	محبت تو اے دل بڑی چیز ہے

اور یہ فرمایا کہ ۔

نام لیتے ہی نشہ سے چھا گیا	ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے	صح سے ہی انتظارِ شام ہے
12۔ اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی یعنی عاشقانِ حق کی محبت کو درمیان جان رکھ لو اور دل کسی کو مت دینا مگر جن کے دلِ حق تعالیٰ کے انوار سے اچھے اور منور ہو چکے ہیں یعنی اللہ والوں کی صحبت ہی سے حق تعالیٰ کا دردِ محبت ملتا ہے جس کا لطف ہفتِ اقلیم کی سلطنت کو نگاہوں میں پیچ کر دیتا ہے ۔	

چو سلطان عزت علم برکشد      جہاں سر بجیب عدم درکشد  
 اگر آفتاب است یک ذرہ نیست      اگر هفت دریاست یک قطرہ نیست  
 ترجمہ: جب وہ سلطان حقیقی اپنی محبت و قرب کا جھنڈا کسی قلیم دل میں بلند کر  
 دیتا ہے تو اس دل میں یہ تمام کائنات بے قدر ہو جاتی ہے جس طرح آفتاب کے  
 سامنے ایک ذرہ اور ہفت دریا کے سامنے ایک قطرہ

۔ بوئے گل سے یہ نیم سحری کہتی ہے  
 حجرہ غنچہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل  
 یعنی جس طرح گلیوں کی خوبیوں کی مہر کو نیم سحر توڑتی ہے اور حجرہ غنچہ سے وہ خوبیوں  
 چمن اور اہل چمن کو معطر کر دیتی ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کا فیضان طالبین  
 مخلصین کے قلوب کی سیل توڑ دیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کے درد محبت کی وہ خوبیوں جو اس  
 قسامِ ازل نے اس کے اندر سر بہ مہر کیا تھا وہ پھوٹ نکلتی ہے۔ حضرت شاہ فضل الرحمن  
 صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔  
 باد نیم آج یہ کیوں مشکل بار ہے  
 شاید ہوا کے رُخ پر گھلی زلف یار ہے  
 جائیے کس واسطے اے درد مینانے کے پیچ  
 اور ہی مستی ہے اپنے دل کے پیانے کے پیچ  
 علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری تھانہ بھون کے بعد کیا حالت  
 ہوئی تھی اس کا نقشہ علامہ موصوف نے خود بیان فرمایا ہے کہ: حاضری تھانہ بھون کے

بعد چند ہی مجالس میں یہ محسوس ہوا کہ ہم جس علم کو علم سمجھتے تھے وہ جہل تھا، علم حقیقی تو ان اللدوالوں کے پاس ہے پھر اپنے تاثراتِ قلبی کو اس طرح ظاہر فرمایا۔

جانے کس انداز سے تقریر کی  
پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا  
آج ہی پایا مزہ قرآن میں  
جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا  
چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ  
شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا  
اور فرمایا کہ:

بھی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز  
بھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا  
چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چراغ  
جلتا رہے گا یونہی بجھایا نہ جائے گا

علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تبدیلی میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مکتوب بھی اہمیت کا حامل ہے جس میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار نقل کیے گئے تھے۔

قال را بگذار مرد حال شو	پیش مرد کامل پامال شو
بینی اندر خود علومِ انبیاء	بے کتاب و بے معید و اوستا

ترجمہ: قال کوچھوڑو، صاحب حال بنو اور اس کی تدبیر یہ ہے کہ کسی شیخ کامل کے سامنے اپنے نفس کو مٹا دو، پھر اپنے قلب میں مشکوٰۃ نبوت سے علوم کا فیضان محسوس کرو گے بدون مطالعہ اور استاد کے۔

## احسان مرشد

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ یاد آیا فرمایا کہ:  
بعض نادان لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چند مشاہیر اہل علم کے تعلق سے چمک گئے۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ واللہ! خود انہیں علماء مشاہیر سے معلوم کر لیا جائے کہ وہ خود حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت و توجہ اور دعاء سے چمک گئے، چنانچہ وہ خود اپنے باطن کو ٹوٹ لیں کہ کیا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے قبل بھی ان علماء کے باطن کا یہی حال تھا جو اب ہے۔

(روح کی بیماریاں اور ان کا علاج: صفحہ ۲۲۳-۲۲۸)

## صادقین کی معیت کا حکم

احقر عرض کرتا ہے کہ: عام حضرات کُوْنُوْاْمَعَ الصَّادِقِينَ پر عمل کرتے ہیں لیکن ان صادقین متقین کا ملین کی صحبت سے نفع پورا نہیں پاسکے کیونکہ ان کی طرف سے صدق میں کمی تھی۔ حضراتِ صادقین تو قیامت تک حق تعالیٰ شانہ پیدا فرماتے رہیں گے اور ہر دور اور ہر صدی میں جماعت کی جماعت صادقین کا وجود اس آیت کے صدق کے لیے عقلًا ضروری ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے ہم کو

صادقین کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا اور صادقین کو دنیا سے اٹھالیا اور قرآن قیامت تک کے لیے نازل ہوا ہے۔ لہذا تابع اشتقانِ حق کا دنیا میں وجود ضروری ہوا۔ البتہ ہماری طرف سے بھی ان صادقین کے پاس رہنے میں صدق ضروری ہو۔ یعنی یہ حضرات افادہ میں مخلص اور صادق ہوں اور ہم استفادہ میں مخلص اور صادق ہوں پھر نفع میں کوئی چیز مان نہیں ۔

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے  
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے  
ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ  
ملنے والوں سے راہ پیدا کر  
مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے  
تراءاتھ ہاتھ میں آ لگا تو چراغ راہ کے جل گئے

حضرت مرشدی شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: حکیم اختر! شیخ  
کامل قبیع سنت و شریعت کے فیض سے اللہ تعالیٰ کارستہ نہ صرف یہ کہ آسان ہو جاتا  
ہے بلکہ لذیذ تر بھی ہو جاتا ہے۔

چنانچہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے تھا نہ بھون سے کیا پایا

—  
آمدہ بودم بتوبت در بعل  
از در فیضت مسلمان می روم

آہن کو سوز دل سے کیا نرم آپ نے  
 نآشناے درد کو بُکل بنا دیا  
 نقش بتاں مٹایا دکھایا جمال حق  
 آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنا دیا  
 مخدوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے  
 صد شکر حق نے آپ کا سائل بنا دیا  
 (روح کی پیاریاں اور ان کا عملان صفحہ ۳۶۲، ۳۶۱)

## صحبت صالحین اور اس کے فوائد

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جو پہلے تصوف کی طرف التفات بھی نہ  
 کرتے تھے، چند روز حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس تھانہ بھون کا لطف  
 چکھنے کے بعد یوں بزبان حال و بزبان قال گویا ہوئے ۔  
 جانے کس انداز میں تقریر کی  
 پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا  
 آج ہی پایا مزہ قرآن کا  
 جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا  
 چھوڑ کر تدریس و درس و مدرسہ  
 شیخ بھی رندوں میں اب شامل ہوا  
 سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تدریس و درس و مدرسہ کے چھوڑنے سے اہل

ظاہر کو اشکال نہ ہونا چاہئے کہ ترک سے مراد ترکِ اکتفاء اور قناعت ہے جو اصلاح  
باطن اور نسبتِ مع اللہ کے حصول سے غافل رکھے اور اہل اللہ کے پاس جو پندارِ علم  
جانے سے اور استفادہ سے مانع بن جائے اس پندار کا ترک مراد ہے اور جب سید  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر شروع کیا تو وہ لطف آیا کہ بے ساختہ کہہ اٹھئے ۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا  
ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے  
اور لطفِ نمازِ تجد کے متعلق فرمایا ۔

وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے  
صحح سے ہی انتظارِ شام ہے

حدیث

“مَا أَحَبَّ عَبْدًا عَبْدًا اللَّهُ أَلَا أَكُرْمَرَبُّهُ عَزَّوَجَلَّ”

(رَوَاهُ أَحْمَدَ) (مشکوٰۃ المصانع)

جو بندہ کسی بندے سے (اس کے اہل اللہ ہونے کے سبب) محبت کرتا ہے  
صرف اللہ کے لیے تو اس نے حق تعالیٰ کی عظمت اور جلالتِ شان کا اکرام کیا۔ یعنی  
حق تعالیٰ کے ساتھ جوان کی نسبت ہے اس کا احترام کیا۔  
(روح کی بیماریاں اور ان کا اعلان صفحہ: ۳۶۲، ۳۶۳)

## ایک مفہوم حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ: میں نے ہمیشہ اللہ کرنے والوں کا ادب کیا ہے۔ گوان سے کچھ لغزشیں بھی ہوتی ہوں حالانکہ میں صاحبِ فتویٰ ہوں مگر اہل اللہ پر فتویٰ کبھی جاری نہیں کیا۔ سب اہل اللہ سے میں نے دعا لی ہے۔

از: مفہومات حسن العزیز صفحہ ۱۵۲ (مطبوعہ ملتان)

## محبت للهی اور فی اللهی کا انعام

حدیث قدسی:

”وَجَبَتْ مُحَبَّتُ الْمُنْتَحَابِينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَّرَأِ وَرِئِنَ فِيَّ  
وَالْمُتَبَّأِذِلِّيْنَ فِيَّ“

(مشکوٰۃ المصالح، باب الحب فی اللہ و من اللہ صفحہ: ۳۲۶)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ارشاد فرمایا حق تعالیٰ نے کہ: میری محبت ان بندوں کے لیے واجب ہو جاتی ہے جو آپس میں ہمارے لئے محبت رکھتے ہیں اور ہمارے لئے بیٹھتے ہیں اور ہمارے لئے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اور ہمارے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

ملاعلیٰ قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: فی سے مراد فی حیثیٰ اور سیبیلیٰ ہے اور وَجَبَتْ سے مراد ثابت اُو تَقَدَّمَتْ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے

بہترین راستہ اہل اللہ سے صرف اللہ کے لیے محبت کرنا ہے۔

(روح کی پیاریاں اور ان کا اعلان صفحہ: ۳۴۲، ۳۴۳)

## علم نبوت اور نور نبوت

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اس دور میں اہل علم، علم نبوت تو حاصل کر لیتے ہیں اور نور نبوت اللہ والوں کے سینوں سے ان کی صحبوتوں میں رہ کر نہیں حاصل کرتے، اسی سبب سے اعمال اور اخلاق میں کوتا ہیاں طاری رہتی ہیں اور فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ والوں کی محبت کا سوال اس طرح فرمایا:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكُ حُبَّكَ وَحُبَّبَ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَّلٍ يُبَيِّنُهُ إِلَيْكَ حُبِّكَ“

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی عقدة اتسیح باللیدج ۲ صفحہ: ۱۸۷)

اس دعاء میں تین صحبوتوں کا سوال ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت (۲) عاشقان حق کی محبت (۳) ان اعمال کی محبت جو محبت الہیہ سے قریب کرنے والے ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: دنیا میں حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے اس سے آسان اور لذیذ تر اور قریب تر راستہ کہ اہل اللہ سے محبت کی جائے، میرے نزدیک اس حدیث کی روشنی میں ہے۔  
اس مضمون کی تائید میں ملاحظہ ہو۔

## ملفوظِ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کہ: محبتِ حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا

شروع کر دیں۔

آہن کے بپارس آشنا شد  
فی الفور بصورتِ طلا شد

ترجمہ: جلوہا کہ پارس پتھر سے مل گیا فی الفور سونا بن جاتا ہے۔

ص: ۳۵، بلفوظ ۱۱: اہل اللہ کی صحبت سے ذکر اللہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ جس طرح تسبیح ہاتھ میں رکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کو دیکھ کر بھی خدا یاد آتا ہے اور ذکر خواہ ناغہ سے ہو، بے لذت ہوا پنا کام دکھا جاتا ہے ایک دن ایسا اللہ نکلے گا کہ اسی وقت صاحب نسبت ہو جاؤ گے اور واصل ہو جاؤ گے۔ (از: کمالات اشرفیہ صفحہ ۵۸۲ م ۲۵۲) (روح کی پیاری اور ان کا علاج صفحہ ۳۶۵)

## محبت للهی اور فی اللهی کا ایک اور انعام

اس محبت کی برکت سے بہت جلد آدمی دیندار ہو جاتا ہے۔

(الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلَيَنْظُرْ أَحَدُ كُمْ مَنْ يُخَالِلُ)

(مشکوٰۃ المصانع صفحہ: ۲۷۲)

ترجمہ: ہر شخص اپنے گھرے دوست کے دین پر ہو جاتا ہے پس چاہئے کہ جس کو خلیل بناؤ خوب دیکھ لو کہ کیسا ہے؟

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ: عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ أَمَّى غَالِبًا وَالْخُلَّةُ الْحَقِيقَةُ لَا تَتَصَوَّرُ إِلَّا فِي الْمُوَافَقةِ  
الدِّينِيَّةِ أَوِ الْخُلَّةُ الظَّاهِرَةُ قَدْ تُقْضَى إِلَى حُصُولِ مَا غَلَبَ عَلَى خَلِيلِهِ مَنْ

الْخُصْلَةُ الدِّينِيَّةُ وَقَالَ الْغَزَالِيُّ: مُجَالَسَةُ الْحَرِيصِ وَمُخَالَطَتُهُ تَحْرِكُ الْجُرْحَصِ  
وَمُجَالَسَةُ الزَّاهِدِ وَمُخَالَطَتُهُ تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا لِأَنَّ الظَّبَابَ مُجْبُولٌ عَلَى  
النَّشْبِيلِ وَالْإِقْتِدَاءِ بِالظَّبَابِ يَشْرُقُ مِنَ الظَّبَابِ مِنْ حَيْثُ لَا يَدِيرُ نَيْ وَالْحُكْمُ  
الصَّدَاقَةُ وَالْمُحَبَّةُ الَّتِي تَخَلَّلَتِ الْقُلُوبُ مَضَارَّتُ خَالِلَةُ أَئِي فِي بَاطِنِهِ  
(مرقاۃ ص ۲۲۳، ج ۹: ط: رشیدیہ)

خلاصہ ترجمہ: حقیقی محبت اور خلّہ صرف اہل اللہ میں پائی جاتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حریص دنیا کی صحبت اور میل جوں حریص دنیا بنا دیتی ہے اور دنیا کی محبت سے پاک بندے یعنی زاہدین کی صحبت زاہد بنا دیتی ہے، کیونکہ انسان کی طبیعت میں فطری طور پر تشبہ اور اقتدا اور نقل کا مادہ ہوتا ہے۔ پس طبائع غیر شعوری طور پر دوسرا طبائع سے اخلاق چرا لیتے ہیں۔  
خلّہ وہ محبت ہے جو قلب کے باطن میں داخل ہو جاوے۔

(روح کی بیماریاں اور ان کا علاج صفحہ ۳۶۵، ۳۶۶)

## محبت للہی اور فی اللہی کا ایک اور انعام

اس محبت کی برکت سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

### حدیث

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ  
رَجُلًا زَارَ أَخَاهُ اللَّهَ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْسَلَ اللَّهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا، قَالَ أَبِي

ثُرِيْدُ، قَالَ: أَرِيْدُ أَحَادِيْفِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هُلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرْبَّهَا؟  
 قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّي أَحَبَّتُهُ فِي اللَّهِ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللَّهَ قَدْ  
 أَحَبَّكَ كَمَا أَحَبَّتَهُ فِيهِ

”رَوَاهُ مُسْلِمٌ“ (مشكوة المصانع، باب الحب في الله)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص نے ایک شخص کی دوسری بستی میں جا کر ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے راستہ میں ایک فرشتہ مقرر فرمایا اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میرا بھائی جو اس بستی میں رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے دریافت کیا کہ کیا وہ آدمی تیرا مملوک ہے یا تیری اولاد ہے؟ یا ایسا شخص ہے جس کا خرچ تجھ پر لازم ہے یا اس پر شفقت تیرے ذمے ہے؟ کہا: نہیں، میں صرف اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت رکھتا ہوں۔ اس فرشتے نے اس کو خوش خبری سنائی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول یعنی بھیجا ہوا فرشتہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنا محبوب بنالیا جیسا کہ تو نے اس بندے سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کی۔

”هُلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرْبَّهَا أَنِّي تَقْوُمُ بِإِصْلَاحِهَا وَإِتَّمَامِهَا أَنِّي هُلْ هُوَ كَمْلُوكُكَ أَوْ وَلْدُكَ أَوْ غَيْرُهُمَا هُنَّ هُوَ فِي نَفْقَتِكَ وَشَفَقَتِكَ لِتَحْسُنِ إِلَيْهِ“

”مِنْ زَيْلِ فُلَانٍ“ (مرقاۃ المفاتیح جلد ۹، صفحہ ۲۳۹)  
 (روح کی بیاریاں اور ان کا علاج صفحہ ۳۶۷، ۳۶۸)

اہل اللہ سے محبت کے انعامات اور ان کی صحبت کے فیوض و

برکات قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں

پہلا انعام: حلاوتِ ایمانی اور جنت کی بشارت

حُبِ درویشانِ کلیدِ جنت است

دُشمنیِ ایشاںِ سزاۓ لعنت است

(بابا فرید عطار)

(ترجمہ) درویشوں کی محبت جنت کی کنجی ہے اور ان سے عداوت لعنت کی سزا

ہے۔

### تحقیق لفظِ درویش و لفظِ خانقاہ

دُرویش کے دال پر پیش ہے اور ویش کے معنی مثل ہے۔ جیسے پری ویش، پری کی طرح، اسی طرح ویش دراصل ویش تھا۔ درویش، موتی کی طرح، اللہ والے موتی کی طرح ہیں، اس لیے ان کو ”دُرویش“ کہا جاتا ہے اور اگر دال پر زبرد درویش تو یہ لفظ دراصل درویز تھا اور ویز آؤیز تھا۔ دروآ ویز کا مفہوم دروازوں پر لکھنے والے، پس یہ لفظ زبر کے ساتھ گداگروں اور بھک منگلوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اللہ والوں کے لیے نامناسب ہے جیسا کہ خواجہ صاحب کا شعر ہے ۔

شاہ صاحب جو سمجھتا ہے تو بھک منگلوں کو

تو نے دیکھی نہیں وہ صورتِ شاہانہ ابھی

اللہ والوں کے لیے ڈرولیش پیش کے ساتھ کی تائید اس شعرِ مثنوی سے بھی ہوتی ہے۔

گر تو سنگ خار او مرمر بوئی  
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

مولانا رومی فرماتے ہیں : اے شخص ! اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مرمر ہے یعنی سینے میں غفلت زده دل رکھتا ہے تو کسی اللہ والے اہل دل کے پاس بیٹھا کر، تاکہ گوہر (موتی) ہو جاوے، اللہ والوں کا دل واقعی موتی بلکہ اس سے بھی قیمتی ہوتا ہے کیونکہ ان کا دل اپنے درد محبت کے فیض سے دوسروں کے دلوں کو بھی درد بھرا دل بنادیتا ہے

جو دل کہ تیری خاطر فریاد کر رہا ہے  
اجڑے ہوئے دلوں کو آباد کر رہا ہے  
(کشکول معرفت صفحہ ۲، ۱)

## اہل اللہ کی محبت اور صحبت میں جنت کا لطف ہے

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۔

میں رہتا ہوں دن رات جنت میں گویا

مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

احقر کافاری شعر ہے ۔

میسر چوں مرا صحبت بجان عاشقان آید  
 ہمیں یہ نم کہ جنت بر زمین از آسمان آید  
 ترجمہ: جب کبھی اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے تو ایسا  
 معلوم ہوتا ہے کہ جنت آسمان سے زمین پر آگئی ہے۔

حضرت عارف رومی فرماتے ہیں ۔

بوستان عاشقان سرسبز باد  
 آفتاب عاشقان تابندہ باد  
 اے خدا! آپ کے عاشقوں کا باغ ہمیشہ سرسبز، ہر ابھر ایعنی سدا بہار رہے۔  
 اور آپ کے عاشقوں کا آفتاب ہمیشہ روشن اور چمکتا رہے۔  
 اہل درد و محبت اللہ والے جہاں ہوں زندگی وہاں پُر کیف و پُر بہار گزرتی ہے

۔

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں  
 جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لئے ہوئے  
 (آخر)  
 (کشکول معرفت صفحہ: ۲۱)

# اہل اللہ کی صحبت اور محبت کا ایک انعام

## مردودیت سے تحفظ بھی ہے

حضرت مجدد الملة حکیم الامتؒ کا عجیب ارشاد

(حسن العزیز ملفوظات اشریف مسند ۱۶، ۱۵ مطبوعہ ملتان)

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ اس شعر کا کیا مفہوم ہے؟

یک زمانے صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

ترجمہ: ایک ساعت اولیاء اللہ کی صحبت سو بر سر کی بے ریاء عبادت سے افضل

ہے۔

فرمایا کہ: صحبت اولیاء میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہو جاتی ہے جس سے خروج عن الاسلام (دارہ اسلام و ایمان سے نکل جانا) کا احتمال نہیں رہتا۔ خواہ گناہ اور فسق و فجور سب کچھ اس سے واقع ہو جاوے لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دارہ اسلام سے خارج ہو جاوے۔ مردودیت تک نوبت بھی نہیں پہنچتی۔ برخلاف اس کے ہزار بر سر کی عبادت میں بھی بذاتہ یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے، چنانچہ شیطان نے لاکھوں بر سر عبادت کی لیکن وہ اس کو مردودیت سے نہ روک سکی۔

یہی معنی ہیں اس شعر کے

یک زمانے صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی چیز (یعنی اولیاء اللہ کی صحبت) جو مردو دیت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دے (یعنی سوءے خاتمہ سے نجات دلادے اور حسن خاتمہ کی دولت بخشے) ہزاروں سال کی ایسی عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو۔

اور فرمایا کہ: اکثر لوگ کہتے ہیں کہ: حدیثوں میں تصوف نہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ: وہ حدیث ہی نہیں جس میں تصوف نہیں، یعنی ہر حدیث میں تصوف ہے۔ مگر لوگ تصوف کی حقیقت نہیں جانتے (یعنی ظاہر اور باطن کو سنت اور شریعت کے مطابق رکھنے کا اہتمام) اور فرمایا کہ پہلے میرا یہ خیال تھا کہ شیخ کے پاس رہنے کی ایسی ضرورت نہیں۔ ذکر و شغل کرتا رہے تو گوشخ دور ہو کافی ہے، لیکن تجربہ سے اب یہ معلوم ہوا کہ جو نوع ذکر و شغل کاشیخ کے پاس رہ کر ہوتا ہے وہ دور رہ کرنہیں ہوتا۔

## تاثیر صحبت اہل اللہ محتاج دلیل نہیں

حضرت حکیم الامت مجدد الملکت مولانا تھانوی حسن العزیز صفحہ 16 پر فرماتے ہیں کہ: اللہ والوں کی صحبت میں بالخاصہ اثر ہے جیسے مقناطیس میں لو ہے کو کھینچنے کا اثر ہے کوئی خاص وجہ اس اثر کی نہیں بتائی جاسکتی (بس یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مقناطیس میں کشش کا یہ اثر رکھا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی صحبت میں یہ اثر رکھا ہے کہ ان کی صحبت اثر کرہی جاتی ہے۔ واقعی خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ

کپڑتا ہے۔ اور فرمایا کہ شیخ کے پاس رہ کر ذکر و شغل کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی مریض طبیب کے پاس رہ کے علاج کرائے اور دوسرا دورہ کر صرف خط و کتابت سے علاج کرائے، نفع میں زمین و آسمان کا فرق ہو گا۔ صحبت شیخ میں انسان بدون ارادہ غیر شعوری طور پر اس کے اخلاق کو جذب کرتا رہتا ہے۔ اور ایک مثال اور ہے وہ یہ کہ شوہر اور بی بی دور دورہ کر خط و کتابت سے محبت کرتے رہیں تو کیا اولاد ہو سکتی ہے؟ اسی طرح شیخ کے ساتھ صرف خط و کتابت رکھنے سے کوئی معتمدہ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا۔ البتہ ایک مرتبہ ایک عرصہ تک پاس رہ لے پھر خط و کتابت سے کام چل سکتا ہے۔ پھر ثراتِ خاصہ کے لیے گاہے گاہے صحبت شیخ ضروری ہے۔

## صحبت اولیاء اللہ مثل کیمیابی ہے

حضرت تھانویؒ انہی ملموظات کے آگے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت میں کیمیا کا اثر ہے۔ جس طرح تانبہ پکھلا کر کیمیا کی بوٹی اس میں ڈال دیتے ہیں تو سب سونا بن جاتا ہے اسی طرح ان حضرات کی صحبت میں اسی بوٹی کی طرح اثر ہے، پھر جیسے دل موتی بن جاتے ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ:

گر تو سنگ خارہ و مر مر بوی

چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ترجمہ: اگر تم پھر کی طرح بے حس ہو لیکن کسی اہل دل کے پاس جب رہو گے تو  
موتی ہو جاؤ گے۔

## عاشقانِ خدا کی صحبت کا فیضان

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ: جس طرح بے نمازی نمازوں میں رہنے سے نمازی بن جاتا ہے۔ اسی طرح غیر عاشقِ حق جب عاشقانِ خدا کی صحبت میں رہتا ہے تو ان کی صحبت کے فیضان سے عاشقِ حق ہو جاتا ہے۔ مناجات کی لذت، سجدوں کی لذت، تلاوت کی لذت ان حضرات سے ملتی ہے۔ ان حضرات سے پوچھئے ۔

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ  
اے اسیرانِ نفس میں نو گرفتوں میں ہوں  
(کشکول معرفت، صفحہ: ۳۳)

## حقوقِ مصلح اور آدابِ اصلاح

(از مفہوماتِ کمالات اشرفیہ)

فرمایا کہ: بدون صحبت شیخ اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نہیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! خود ذکر اللہ میں یہ کیفیت ہونی چاہئے تھی کہ وہ خود کافی ہو جایا کرتا، صحبت شیخ کی کیوں قید ہے؟ فرمایا کہ: کام بنادے گا تو ذکر اللہ ہی بنادے گا لیکن عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ بدون شیخ کی صحبت کے نراذ کر کام بنانے کے لیے کافی نہیں اس کے لیے صحبت شیخ شرط ہے۔ جس طرح کاٹ جب کرے گی توار ہی کرے گی، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو، ورنہ اکیلی

تلوار کچھ نہیں کر سکتی گوکاٹ جب ہوگا تلوار ہی سے ہوگا۔

(کشول معرفت صفحہ: ۱۳۳)

## صحبت اہل اللہ کی ضرورت علمِ نحو سے

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ برکت فی العبر کے لیے یہ دعا

پڑھتے تھے:

“اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي عُمْرِنِي مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً وَاجْعَلْنِي مَحْبُوبًا فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ”

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مائے و عشرين سنے کی ترکیبِ نحوی سے ایک عظیم الشان مسئلہ تصوف ہاتھ لگا۔ فنِ نحو کا قاعدہ ہے کہ عشرين کی تمیز مفرد منصوب اور مائے کی تمیز مفرد مجرور آتی ہے۔ مذکورہ عبارت میں سنہ پر عشرين کا عمل ہوا اور مائے کا عمل نہ ہوسکا۔ جبکہ مائے، عشرين سے پانچ گناہ یادہ طاقت میں ہے یہاں عشرين عامل قریب ہے اس نے اپنی صحبت کا اثر سنہ پر ظاہر کیا اور مائے کو اثر نہ کرنے دیا۔

اسی طرح معاشرہ موجودہ خواہ کتنا ہی خراب ہو، لیکن ہمارا عامل قریب صالح ہو تو اسی کا اثر ہم پر ظاہر ہوگا اور گمراہ کن عوامل بعیدہ کے شرور اور فتن سے ہم محفوظ رہیں گے۔

الہذا ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے اوپر کسی صالح قریب کا سایہ رکھے اس کی برکت

سے مضر بعید سایوں سے محفوظ رہے گا اگرچہ وہ کتنے ہی قوی ہوں۔

(کشول معرفت صفحہ: ۲۳۱)

## کیا اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے؟

حضرت حکیم الاممہ مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: تزکیہ فعل متعدد ہے فعل لازم نہیں جو خود اپنے فاعل سے تمام ہو، پس تزکیہ کوئی بھی اپنے نفس کا خود نہیں کر سکتا جب تک کہ کوئی تزکیہ کرنے والا نہ ہو۔ فعل متعدد فاعل اور مفعول بے دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔ ایک مقام پر فرمایا: اہل اللہ کی صحبت فرض عین ہے۔ (کشول معرفت صفحہ: ۳۲۰)

## اہل اللہ کی نظر کے برکات

اللہ والوں کی نظر میں برکت اور کرامت اور تاثیر کے متعلق حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے

”أَفَأَسْتَرْقِي أَهُمْ؟ قَالَ تَعَمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا شَيْئًا سَابِقُ الْقُدُرٍ لَسْبَقَتْهُ“

الْعَيْن۔“

(رواه احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر برحق ہے تو جب بری نظر لگ سکتی ہے تو اللہ والوں کی اچھی نظر کیسے نہ لگے گی! اکبرالہ آبادی نے خوب فرمایا ہے ۔

نے کتابوں سے نہ عظوں سے نہ زر سے پیدا  
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں ۔

نگاہوں سے بھر دی رگ و پے میں بھلی  
نظر کردہ برق تپاں ہو رہا ہے

حضرت ملاعلیٰ قاری فرماتے ہیں کہ:

فُلْتُ وَضِدَّهَا الْعَيْنُ نَظُرُ الْعَارِفِينَ فَإِنَّهُ مِنْ حَيْثُ الْتَّائِيْرِ الْأُكْسِيْرِ  
يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ صَالِحًا وَالْجَاهِلَ عَالِمًا وَالْكَلْبَا إِنْسَانًا وَهَذَا  
لَا يَنْهَا مَنْظُورُونَ بِنَظَرِ الْجَهَالِ وَالْأَغْيَارُ تَحْتَ أَسْتَارِ نَظَرِ الْجَلَالِ۔

(مرقاۃ جلد ۹ صفحہ: ۳۶۳)

ترجمہ: جب بری نظر لگ سکتی ہے تو عارفین اللہ والوں کی نظر کیسی تاشیر والی ہوگی  
جو کافر کو مؤمن، فاسق کو ولی، جاہل کو عالم، کتنے کو انسان بناتی ہے! کیونکہ یہ حضرات  
حق تعالیٰ کی نظرِ جمال کے منظورِ نظر ہیں اور اغیار نظرِ جلال کے پردوں کے نیچے<sup>۱</sup>  
محبوب ہیں۔ (کشکول معرفت صفحہ: ۳۲۲، ۳۲۳)

## حیاتِ ایمانی

اہل اللہ چونکہ کثرت ذکر اللہ کا دوام رکھتے ہیں۔ اور ملاعلیٰ قاری فرماتے ہیں  
حدیث مَقْلُ الَّذِي يَدْكُرُ رَبَّهُ الْخَ کی شرح میں کہ: وَفِي الْحَدِيْثِ: إِيمَانٌ إِلَى آنَّ  
مُدَاؤَةً ذِكْرُ الْحَمِيْرِ الَّذِي لَا يَمُوتُ تُورِثُ الْحَيَاةَ الْحَقِيقِيَّةَ الَّتِي لَا فَنَاءَ لَهَا۔

ہر گز نمیرد آنکہ دش زندہ شد بعشق  
ثبت است ہر جریدہ عالم دوامِ ما

## اہل اللہ کی صحبت جنت کے باغ ہیں

حدیث پاک میں ہے جب تم جنت کے باغوں سے گزو تو کچھ کھاپی لیا کرو۔

”إِذَا أَمْرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعَوْا“ (مشکوٰۃ)

”آئی إِذَا أَمْرَرْتُمْ بِرِيَاضَةَ يَدْ كُرْوَانَ اللَّهِ تَعَالَى فَادْكُرُوا اللَّهَ أَنْتُمْ أَيْضًا مُؤْمِنُونَ فَقَدَّ لَهُمْ فَإِنَّهُمْ فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔“

ترجمہ: جب تم جنت کے باغوں میں سے گزو..... الخ

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: یعنی جب گزرؤم ایسی جماعت کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کرتے ہوں تو تم بھی ان کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو جاؤ تاکہ ان کی موافقت کا شرف حاصل ہو کیونکہ وہ جنت کے باغوں میں ہیں۔

(مرقاۃ، ج ۹ صفحہ: ۲۶۰)

## اہل اللہ کی صحبت کی برکتوں کے منکرین علامہ آلوہیؒ کی نظر میں

وَمِنْ هُنَّا نَهَىٰ أَهْلُ اللَّهِ تَعَالَى الْمُرِيدِينَ عَنْ مُوَالَةِ الْمُنْكِرِينَ لَانَّ  
ظُلْمَةً الْإِنْكَارِ الْعِيَادَ بِاللَّهِ تَحْمَلُ ظُلْمَةُ الْكُفَرِ وَرُبَّمَا تَرَأَ كَمْثَ فَسَدَّ  
طَرِيقَ الْإِيمَانِ وَمَنْ يَفْعُلُ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنْ وَلَائِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي شَيْءٍ  
مُعْتَدِّبِهِ إِذْلَيْسَ فِيهِ نُورٌ يَّسِّرَ صَافِيَّةً يُنَاسِبُهَا الْحَضْرَةُ الْمُهِيَّةُ۔

(روح المعانی ج ۳ صفحہ: ۲۱)

ترجمہ: لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِيْنَ أَوْلِيَاءَ کی تفسیر کے بعد مِنْ بَابِ  
 الْإِشَارَاتِ فِي الْآیَاتِ کے ذیل میں علامہ آلوی فرماتے ہیں کہ: جو لوگ منکرین  
 ہیں اللہ والوں کے فیوض اور برکات کے ان کی صحبت میں بیٹھنے سے بھی مشانخ اپنے  
 مریدین کو منع کرتے ہیں کیونکہ یہ ظلمت انکار نہایت شدید ہے کہ باسا اوقات یہ ظلمت  
 تھہ بہت ہجتی ہوئی و رطہ حیرت میں غرق کر دیتی ہے اور ایمان کا راستہ مسدود ہو جاتا  
 ہے، ایسے لوگوں کو حق تعالیٰ کی بارگاہ قرب سے کوئی حصہ معتد بہ نہیں حاصل ہوتا۔  
 کیونکہ یہ منکرین اس نورِ صاف سے محروم ہوتے ہیں جس کی قدرِ مشترک سے بارگاہ  
 حق سے ارواح کو مناسبت حاصل ہوتی ہے۔

## صراطِ مستقیم اور اہل اللہ کی صحبت و رفاقت

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ فرماتے تھے کہ: إِهْدِنَا الصِّرَاطَ  
 الْمُسْتَقِيمَ کے بعد صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے ضاللین تک کی آیات  
 صراطِ مستقیم کی تفسیر اور بیان ہے اور انعام والوں کی نشان دہی دوسری آیات میں  
 فرمائی گئی کہ وہ منعم علیہم انبیاء صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔

الَّذِينَ أَنْعَمْتَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءَ وَالصَّالِحِينَ

وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا

(سورۃ النساء پارہ: ۱۵ آیت: ۶۹)

یہ آخری جملہ بھی بتاتا ہے کہ ان حضرات سے حسن رفاقت حاصل کرو۔ اگرچہ  
 جملہ خبر یہ ہے لیکن ہر جملہ خبر یہ میں جملہ انشائی بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ بابا فرید عطاؒ نے

جو فرمایا تھا کہ:

سے بے رفیق ہر کہ شد در راہِ عشق  
عمر بگذشت ونه شد آگاہِ عشق  
اس شعر میں لفظ رفیق اسی آیت سے لیا ہے۔ اللہ والوں کے الفاظ الہامی  
ہوتے ہیں۔

ترجمہ: بدون رفیق اور ہبہ جس نے حق تعالیٰ کے راستے میں قدم رکھا تمام عمر  
گذر گئی مگر عشق حق کی حقیقت سے آگاہی نہ ہوئی۔ (سلکول معرفت صفحہ: ۲۳۲۵۳۳۲)

## ارشاداتِ اکابر برائے صحبتِ اہل اللہ

### حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد

فرمایا کہ: دو عالم ہمارے پاس ہوں ایک تربیت اور صحبت یافتہ ہو اور دوسرا  
صحبت یافتہ نہ ہو۔ پانچ منٹ میں ہم خود بتا دیں گے کہ یہ صحبت یافتہ ہے اور یہ صحبت  
یافتہ نہیں۔ بدون تربیت یافتہ مولوی کے ہر لفظ میں آنکھوں کے تیور میں، کندھوں  
کے نشیب و فراز میں، رفتار میں، گفتار میں کسرِ نفس کے آثار ہوں گے اور جس نے  
نفس کو صحبتِ اہل اللہ کے ذریعہ مٹایا ہے اس کی ہربات، ہر ادا میں عبدیت، فنا نیت  
اور تواضع کے آثار ہوں گے۔

### حضرت مولانا پھولپوریؒ کا ارشاد

حضرت والا احقر سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ: امام غزاںؒ نے لکھا ہے کہ عالم بدون اصلاح و تربیت کے نفس کا گُپتا ہوتا ہے، لیکن یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: عابد جب سلوک طے کرتا ہے تو اللہ اللہ کا ذکر کرنے سے صاحبِ نور ہو جاتا ہے۔ اور عالم جب سلوک طے کرتا ہے تو اللہ اللہ کا ذکر کرتے کرتے نور علی نور ہو جاتا ہے۔ علم کا نور اور ذکر کا نور دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔

### علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد

حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ شجاع آبادی نے فرمایا کہ: جب ہم دورہ حدیث سے فارغ ہوئے تو حضرت کشمیریؒ صاحب نے ہم سب طلبہ کو جمع کر کے نصیحت کی اور فرمایا کہ: دیکھو! خواہ کتنی بار ختم بخاری شریف کرو مگر جب تک اللہ والوں کی جوتیاں نہ سیدھی کرو گے اور ان کی صحبت اختیار نہ کرو گے حقیقت اور روح علم سے محروم رہو گے اور جوش میں فرمایا: اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک کے ذرات سلاطین دنیا کے تاجوں کے موتی سے افضل ہیں۔

### علامہ قشیریؒ کا ارشاد

امام ابوالقاسم قشیریؒ اپنی مشہور کتاب ”رسالہ قشیری“ میں ضرورت صحبتِ اہل اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

مرید پروا جب ہے کہ شیخ سے ادب تعلیم و تربیت حاصل کر لے اگر اس کا کوئی

شیخ نہیں تو کبھی فلاح نہ پائے گا اس کا رہبر شیطان ہو گا۔ یعنی اس کے کہنے پر چلے گا۔ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے استاد ابو علی دقائق کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ جو درخت خود رو ہوتا ہے وہ پتے تولاتا ہے مگر پھل نہیں لاتا۔ یہی حال اس کا ہوتا ہے جس کا کوئی شیخ نہیں ہوتا پس رفتہ رفتہ وہ اپنی خواہشِ نفسانی کا غلام بن جائے گا اور اس کو اس غلامی سے کبھی خلاصی نہیں ہو سکتی۔ (کشکول معرفت صفحہ: ۳۵۰ تا ۳۸)

### ارشاد حضرت مولانا قاضی شاء اللہ پانی پتیٰ (مصنف تفسیر مظہری)

یہ حضرت شاہ ولی اللہ کے شاگرد اور حضرت مرزا جان جاناؒ کے خلیفہ ہیں اپنی

کتاب مَا لَأَبْدِلُ مِنْهُ میں فرماتے ہیں:

”نور باطن صلی اللہ علیہ وسلم را از سینہ درویشاں باید جست“

ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ باطن بزرگوں کے سینوں سے حاصل کرنا

چاہئے۔

### حضرت گنگوہیؒ کا ارشاد

فرمایا کہ: سو برس کی اخلاص والی عبادت سے اہل اللہ کی ایک ساعت کی صحبت کیوں افضل ہے؟ اس لئے کہ اخلاص ملتا ہی ہے ان حضرات کی صحبت کی برکت سے، تو سو برس کی عبادت اخلاص والی کہاں سے ملے گی؟ انہی حضرات کی صحبت کی برکت سے تو ملے گی۔ (کشکول معرفت صفحہ: ۳۵)

## حضرت خواجہ معصوم باللہ کا ارشاد

یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قرب خاص جس کا نام نسبت ہے یہ چیز اس عالم اس باب میں حضراتِ صوفیہ ہی کے طریق پر چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے چنانچہ ان بزرگوں نے حق تعالیٰ کی محبت میں نہ اپنے کو دیکھا اور نہ غیر کو، بلکہ سب سے یک لخت خالی ہو گئے (اور جس سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرتے ہیں اور جس سے بغض رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے رکھتے ہیں) اور جب تک نسبت مع اللہ قلب میں خوب راسخ نہ ہو جائے، مرشد سے دوری اور جدائی اختیار نہ کرے، ورنہ نسبت مع اللہ میں کمزوری پیدا ہو جائے گی اور اس کمزوری کے سبب معصیت اور گناہ کا ارتکاب ہو گا جس سے دل تاریک اور اندھیرا ہو جائے گا۔

## ارشاد علامہ سید سلیمان ندویؒ

حضرت فرماتے تھے کہ: حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے اہل اللہ کی محبت اور صحبت سے بڑھ کر کوئی تدبیر موثر نہیں۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ  
ملنے والوں سے راہ پیدا کر  
اور اپنے دعویٰ کی دلیل میں علامہ موصوف نے یہ حدیث پیش فرمائی:  
“أَلْهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَيِّنُ حُبَّكَ”  
(جوہر البخاری صفحہ ۵۷۲)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی محبت کا اور آپ کے عاشقین کی محبت کا اور اس عمل کا جو آپ کی محبت سے قریب کرنے والا ہو۔ علامہ موصوف نے فرمایا کہ: اللہ والوں کی محبت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال سے مقدم فرمائ کر یہ تعلیم بھی ہم کو فرمادی کہ اعمال کی توفیق اور رحمت اہل اللہ ہی کی محبت سے نصیب ہوتی ہے۔

### حضرت روئی کا ارشاد

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق  
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق  
ترجمہ: حق تعالیٰ کی عنایات کے بغیر اگر کوئی فرشتہ بھی ہو جائے تو اس کا نامہ اعمال سیاہ ہے۔

بے عنایاتِ حق پر خاصانِ حق کی عنایات کا عطف، عطف تفسیری اور عطف بیانی ہے۔ مولانا نے عنایات حق جو عالم غیب سے متعلق غیر محسوس اور غیر مبصر نظری ہے اس پر خاصانِ حق کو عطف فرمائ کر اس نظری کو بدیہی اور مبصر بنادیا۔ کیا علوم ہیں؟ عالم غیب کو مولانا نے عالم شہادت بنادیا۔ یعنی جس بندے پر دیکھو کہ اہل اللہ کی عنایات خاصہ ہیں تو سمجھ لو! کہ اس پر عنایاتِ حق مبذول ہیں اور اگر روئے زمین کے تمام اہل اللہ کسی مرد کو مردود کر دیں تو سمجھ لو کہ یہ شخص خطرہ میں ہے۔

## ارشاد شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

شیخ فرماتے ہیں کہ: ہمارے والد ماجد نے ہم کو تحریر فرمایا کہ: ملائے خشک و ناہموار نہ باشی، اے بیٹے! خشک ملا اور بدلون تربیت نہ رہنا۔ شیخ نے اس صحبت کے بعد باضابطہ تعلقِ مرشد سے قائم کر کے اپنی تربیت و اصلاح کا اہتمام فرمایا۔

(کشکولِ معرفت صفحہ: ۳۵۲، ۳۵۳)

## ارشاد حضرت ملا علی قاریؒ

محمد عظیم شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ: مرید اپنے شیخ کو کبھی حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اگرچہ اپنی عبادت کی مقدار زیادہ پائے اور جو اعتراض کرے گا اپنے شیخ پر کبھی فلاں نہیں پائے گا۔

فِيَهُ تَعْلِيمٌ لِلْمُرِيدِ إِنَّ لَا يَنْظُرُ إِلَى الشَّيْخِ بِعِينِ الْأَحْتِقَارِ وَ إِنْ رَأَى عِبَادَةً قَلِيلَةً فَلَيَظْهَرْ عُذْرَةً وَلِيُسَلِّمْ نَفْسَهُ إِنْ جَزِيَ فِيهَا إِنْكَارٌ عَلَى شَيْعِهِ لَا إِنَّ مِنْ اعْتَرَضَ عَلَى شَيْخٍ لَمْ يُفْلِحْ أَبَدًا (مرقاۃ جلد ا صفحہ: ۲۲۰)

شیخ ملا علی قاریؒ نے یہ تشریح حدیث: كَمَّهُمْ تَقَالُوهَا إِلَى فَمْنَ رَغِبَ عَنْ سُنْنَتِ فَلَيَسْ مِنْيٌ کے ذیل میں ارتقا مفرمائی ہے۔

عبارتِ مذکورہ سے اہل اللہ کی صحبت کے حقوق کا اہتمام ملا علی قاریؒ نے بیان فرمایا ہے۔

## ارشادِ رومیؒ

خُم کہ از دریا درو را ہے شود  
پیش او جیحو نہا زانو زند

ترجمہ: جس مٹکے کو سمندر سے تعلق خنیہ حاصل ہواں کے سامنے بڑے بڑے  
دریا شاگرد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس مٹکے کا پانی خشک نہ ہو گا اور دریا خشک ہو سکتے  
ہیں۔

اسی حقیقت کو حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں:

## ارشادِ حکیم الامت تھانویؒ

فرمایا کہ: وہ عالم جو اہل اللہ کی صحبت میں تکمیل سلوک کر کے صاحب نسبت  
ہو جاتا ہے اور عالم ظاہر غیر صاحب نسبت کے علوم میں فرق کی ایسی مثال ہے جیسے  
ایک حوض کا پانی ہے جو خشک ہو جاتا ہے اور ایک اس چشمہ کا پانی جس کے اندر نیچے  
تک گہرا کھو دیا اور سوتا نکل آیا، تو اس کا پانی کبھی ختم نہ ہو گا۔ پس یہ دوسری مثال  
عالم صاحب نسبت کے علم کی مثال ہے اور اول مثال عالم ظاہر کے علم کی ہے۔

## دعاۓ جلال الدین رومیؒ

قطرہ علمے کہ دادی تو زپیش  
متصل گردال بدریا ہائے خویش

يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغْيَثِينَ إِهْدِنَا

لَا إِفْتَخَارَ بِالْعُلُومِ وَالْغُنْيَ

ترجمہ: اے خدا! آپ نے جو علم کا قطرہ جلال الدین رومی کی جان میں عطا

فرمایا ہے اس قطرہ علم کو اپنے غیر محدود دریائے علم سے متصل فرمادیجئے۔

اے فریاد سنے والے فریاد کرنے والوں کی فریاد کے! مجھ کو ہدایت دیجئے اور ہدایت پر قائم بھی رکھئے۔ ہم کو اپنے علم پر کوئی بھی فخر نہیں اور نہ ہم علم کے سبب آپ کی عنایات سے مستغنى ہو سکتے ہیں یعنی اگر آپ کا کرم شامل حال نہ ہو تو علم ہوتے ہوئے بے عملی میں اہل علم بتلا ہو جاتے ہیں۔ (کشول معرفت صفحہ: ۳۵۲ تا ۳۵۴)

## حضرت حکیم الامت مجدد الملک مولانا اشرف علی تھانویؒ کے چند ارشادات متعلق صحبت اہل اللہؑ از

### ملفوظات کمالات اشرفیہ،

فرمایا کہ: محبت حق پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ محبت والوں کے پاس بیٹھنا شروع کر دے۔

۔ آہن کہ بپارس آشنا شد

فی الحال بصورتِ طلا شد

فرمایا کہ: اصل چیز اصلاح کے لیے صحبت ہے اور ہمیشہ اہل اللہؑ نے صحبت ہی

کا اتزام رکھا، صحابہؓ کو جو کچھ ملا صحبت ہی سے ملا۔

فرمایا کہ: بزرگوں کی صحبت سے اگر اصلاحِ کامل نہ بھی ہو تو کم از کم اپنے عیوب پر نظر ہونے لگتی ہے، یہ بھی کافی ہے اور مفتاح طریق ہے۔

فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کے محبوب اور محب بننا چاہتے ہو تو اعمال میں ہمت کر کے شریعت کے پابند رہو، ظاہراً بھی اور باطنًا بھی اور اللہ کرو اور کبھی بھی اللہ والوں کی صحبت میں جایا کرو اور ان کی غیر موجودگی میں جو کتابیں وہ بتائیں ان کو پڑھا کرو۔

فرمایا کہ: اہل اللہ کے واقعات اس پرشاہد ہیں کہ ان حضرات نے اپنے کو جتنا مٹایا خدا تعالیٰ نے ان کو اتنا ہی چکایا۔ تواضع میں جذب و کشش کی خاصیت ہے۔ متواضع کی طرف قلوب کو خود انجداب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح تواضع ہو، تصنع اور بناؤٹ نہ ہو، اہل اللہ کے اندر کشف و کرامت سے زیادہ جو چیز دلکش اور دلربا ہوتی ہے وہ ان کے تواضع کے واقعات ہیں، بے شک تواضع سے وہ رفعت حاصل ہوتی ہے جو تصنع سے کبھی بھی نہیں ہوتی۔

**مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ فَقَعَهُ اللَّهُ**

فرمایا کہ: اصلاح کا کوئی منتہی نہیں ہے اس لیے جب ایسا خیال ہو کہ اب میری اصلاح ہو چکی ہے اور اس پر اطمینان بھی ہو تو یہ غلط ہے۔

فرمایا کہ: اللہ والوں کی صحبت سے نفع ہونے کے چار وجوہ ہیں:

1- ان کی صحبت میں برکت ہے جو ان کو راضی رکھتا ہے اور جس کی طرف ان کے قلوب متوجہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرمایا ہی دیتا ہے۔

2- ان کی مجلس میں ایسے مفہومات ہوتے ہیں جن سے نفس کے رذائل کا علم

ہوتا ہے۔

- 3۔ آنے والوں کے لئے یہ حضرات ان کی اصلاح کی دعا نہیں کرتے ہیں۔
- 4۔ انسان کی طبیعت میں نقلِ اخلاق اور اعمال کا خاصہ ہے جس کے سبب بزرگوں کے پاس رہنے سے عشقِ حق اور خوفِ خدا ان کے دل سے طالب کے دل میں خود بخود نقل ہونے لگتا ہے اور ان کے اعمالِ صالح کی نقل کی توفیق بھی ہونے لگتی ہے۔

فرمایا کہ: شیخ کے پاس رہ کر مشغول رہنے میں اور دور رہ کر مشغول رہنے میں ایسا فرق ہے جیسے مریض ایک تو طبیب کے پاس رہ کر علاج کروے اور دوسرا محض خط و کتابت کے ذریعہ علاج کروے ظاہر ہے کہ نفع میں زمین اور آسمان کا فرق ہو گا۔

ایک شخص نے دریافت کیا کہ: مولویوں کو کیا ہوا کہ جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ تو خود لکھے پڑھے ہیں، وہاں کیا چیز ہے جس کے لیے جاتے ہیں؟ وہ کون سی بات ہے جو کتابوں میں نہیں ہے؟ فرمایا: اس کو ایک مثال سے سمجھو۔ ایک شخص کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست ہے مگر اس نے چکھی نہیں، ایک وہ شخص ہے کہ نام ایک مٹھائی کا بھی نہیں جانتا مگر ہاتھ میں سب لئے ہوئے کھار ہا ہے، اب بتاؤ کون محتاج ہے کس کا؟

فرمایا گناہوں کی عادت چھوڑنے کے تین گروہ ہیں:

- 1۔ خود ہمت کرے۔ 2۔ حق تعالیٰ سے ہمت طلب کرے۔ 3۔ خاصانِ حق

سے ہمت کی دعا کرائے۔

احقر اختر عرض کرتا ہے: تیسرے جزء کے متعلق روح المعانی میں ایک عبارت  
ملی جو اہل علم کے لیے قابل توجہ ہے۔ **صَلِّ عَلَيْهِمْ كَيْ تَفْسِيرُ يُولُوكَيْ هُمْ**  
**الْهِمَةٌ وَفَيْضَانٌ أَنَوَارِ الصُّبْحَةِ**

حق تعالیٰ شانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کے لئے ہمت کی دعا  
کا حکم دیا ہے۔ پس خاصاً خدا کی دعا کا مقام واضح ہو گیا (روح المعانی پ 11  
ص 25)

اہل اللہ کی صحبت میں برکت اور ان کی مجلس میں نزولِ رحمت پر توجہ بہ و مشاہدہ  
تو اتر سے ثابت ہے۔ ملکی قارئی ج ۵ ص: ۱۹۵ پر رقم طراز ہیں:

**وَفِيهِ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ عِنْدَ حُضُورِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّ عِنْدَ ذَكْرِهِمْ  
تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ فَضْلًا عَنْدُ جُودِهِمْ وَحُضُورِهِمْ**

ترجمہ: جب اللہ والوں کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے تو خود ان کی صحبت  
اور مجلس میں کس قدر رحمت برستی ہو گی! صحبت کے اثرات اکبر الہ آبادی کے کلام سے  
یکے ذی العلم در اسکول فقاد از جانب پبلک بدستم

روزے

بدو گفتہم کہ کفری یا بلای	کے پیشِ اعتقدات تو پستم
بکفتہا مسلم مقبول بودم	و لے یک عرصہ بالمد نشتم
جمال نیچری درمن اثر کرد	د گرنہ من ہما شیخم کہ ہستم

## فیض مرشد قرآن کی روشنی میں

مشاخ کی تربیت کو مریدین کی تکمیل میں کس قدر دخل عظیم ہے اس کے متعلق مسائل السلوك تفسیر بیان القرآن میں ملاحظہ ہو۔

**وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُؤْمِنِي بِإِيمَانِنَا آنَّ أَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلْمَاءِ إِلَى النُّورِ ط**  
(پ ۱۳ سورۃ ابراہیم)

ترجمہ: اور ہم نے موئی علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاو۔

## مسائل السلوك

**إِسْنَادُ الْإِخْرَاجِ إِلَى النَّبِيِّ مَعَ كَوْنِ الْمَخْرِجِ الْحَقِيقِيِّ هُوَ اللَّهُ أَكْوَى ذَلِيلٍ عَلَى أَنَّ لِلشَّيْخِ مَدْخَلًا عَظِيمًا فِي تَكْمِيلِ الْمُرِيدِ**  
ترجمہ: ظلمات سے نور کی طرف نکانے والا مخرج حقیقی تو صرف حق تعالیٰ شانہ ہیں لیکن اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس اخراج کی نسبت کرنا نہایت قوی دلیل ہے اس بات کی کہ مرید کی تکمیل میں شیخ اور مرشد کو عظیم دخل ہے۔

(بیان القرآن) (کشکول معرفت ص ۳۵۹ تا ۳۶۳)

## صحابت اہل اللہ اور قربت الہی

کنارے	ندارد	بیان	ما
قرارے	ندارد	دل	و جان

### ترجمہ و تشریح:

ہمارا بیباں (مراد جولان گہرہ عشق و محبت و معرفت ہے) کنارہ نہیں رکھتا جیسا کخواجہ صاحب<sup>ؒ</sup> نے فرمایا ۔

عجب کیا گر مجھے عالم باس و سعٰت بھی زندگان تھا  
میں وحشی بھی تو وہ ہوں لا مکاں جس کا بیباں تھا

اور ہمارے دل و جان طلب اور وصول حق میں بے قرار رہتے ہیں اور یہ وہ نعمت عظیمی ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق اپنے آخری وصایا میں فرماتے ہیں ”اور خدائے تعالیٰ کے لیے ہر وقت بے چین رہے“ ۔

احقر اختر عقی عنہ عرض کرتا ہے کہ: یہ بے چینی صرف اللہ تعالیٰ کے خاص مقبول اور محبوب بندوں کی صحبت و تعلق سے عطا ہوتی ہے جن کے قلوب حق تعالیٰ کے لیے بے چین ہیں اور انہیں کے پاس بیٹھنے سے نعمت ہاتھ لگتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ”ہر شے کے لیے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن عارفین کے قلوب ہیں۔ (الجامع الصغیر للسيوطی ص ۱۲۵ ج ۲)

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے  
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے  
اور یہ کہنا کہ: اب اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں، ”مسلمانی دركتاب اور مسلمان اس درگور“ تو یہ محض شیطانی دھوکہ ہے۔ جس دن اللہ والے نہ ہوں گے تو یہ زمین و آسمان بھی نہ ہوں گے۔ قیامت تک اللہ والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہاں

ان کی پہچان سب کو نہیں ہوتی، اپنے ماحول کے نیک بندوں سے معلوم کرنے سے ان کا پتہ چل جائے گا۔ جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر پیدا ہو دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اخلاق و اعمال کی درستی ہونے لگے، تو سمجھ لوگ کہ وہ اللہ والا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جس کی صحبت میں دس آدمی بیٹھتے ہوں تو ان میں اگر پانچ یا چھ آدمی بھی نیک بن گئے تو سمجھ لو! کہ یہ صاحب برکت ہے، اللہ والا ہے۔

صلاح حق و دین نماید ترا  
جمال شہنشاہ سلطان ما  
ترجمہ و تشریح:

حضرت سلطان صلاح الدین زرکوب رحمۃ اللہ علیہ حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مخلص اور خاص دوست تھے۔ حضرت صلاح الدین پہلے سونے کا ورق بنایا کرتے تھے۔ مولانا رومیؒ کا ان کی دکان سے گزر ہوا سونے کا ورق کوٹنے کی آواز نے مولانا پر حال طاری کر دیا۔ مولانا کو جب غشی سے افاقہ ہوا تو حضرت صلاح الدین کے قلب کی دنیا بدل چکی تھی۔ عرض کیا اب مجھے اپنی ہمراہی میں قبول فرمائیے ۔

اے سونختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں  
اے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں  
(مجدوب)

اب و زمان نہ وہ مکاں اب وہ زمین نہ آسمان  
 تو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں  
 (اصغر)

کائنات دل کے ہیں کچھ دوسرے سمس و قمر  
 گرا کے بجلی مرانشیمن جلا کے اپنا بنا لیا ہے  
 (آخر)

مولانا کی صحبت سے حضرت صلاح الدین کو وہ فیض ملا کہ اکابر اولیاء میں ان کا  
 شمار ہوتا ہے اور یہ نعمت تو اہل دل کی صحبت ہی سے ملتی ہے ۔  
 ان سے ملنے کی یہی ایک راہ  
 ملنے والوں سے راہ پیدا کر  
 امر و دسے صحبت ہے تو امر و دو والوں سے ملنا ہی پڑے گا ۔  
 نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا  
 دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا  
 افسوس کہ اس زمانے میں ہم کو بُری صحبت جلد مل جاتی ہے اور اچھی صحبت کے  
 لیے ہم کو تلاش نہیں ہوتی تو یہ دولت لا زوال کیسے ہاتھ لگے ۔  
 صرصر جو کہے کلیوں سے ہو جاؤ شنگفتہ  
 کیا کھل کے وہ شاخوں کو سجادیں گی چین میں  
 ہاں چھپیر دے گر ان کو کبھی باد سحر تو

## پھر کھل کے وہ خوشبو کو لُٹا دیں گی جہن میں (آخر)

جو تعلق کلی اور بادیم کا ہے وہی ہماری روح اور صحبت خاصاً حق کا ہے۔ اللہ والوں پر حق تعالیٰ کی طرف سے وہ ہوا نہیں آتی ہیں جوان کو بھی اور ان کے پاس بیٹھنے والوں کو بھی ہدایت کے نور سے منور کرتی ہیں۔ بدون بادیم یہ کلیاں با خوشبو ہوتے ہوئے بے خوشبو ہیں کیونکہ ان کی سیل بادیم ہی توڑتی ہے۔ اسی طرح ہماری روحوں کی کلیوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی جو خوشبو ہے اس کی سیل صرف اللہ والوں کی صحبت سے ٹوٹتی ہے اور پھر یہ خود بھی خوشبودار ہو جاتا ہے اور دوسروں کو بھی خوشبودار کرتا ہے۔ ان کی صحبت کی برکت سے دوسرا لوگ بھی اللہ والے بننے شروع ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ سلف سے خلف تک منتقل ہوتا قیامت تک چلا جا رہا ہے۔

علامہ شبیح کا شعر ہے ۔

بوئے گل سے یہ نیم سحری کہتی ہے  
حجرة غنچہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل  
جس طرح حجرہ غنچہ سے نیم سحری بوئے گل کو لے کر اڑ جاتی ہے اسی طرح  
ہمارے دل کے گوشوں میں اللہ کی محبت کا جو درد پنهان ہے اللہ والوں کی صحبت اس کو  
لے کر اڑ جاتی ہے اور وہ درد پنهان ظاہر ہو جاتا ہے اور اگر بغیر نیم سحری کے کوئی اپنی  
انگلیوں سے کلی کوکھوں دے تو خوشبو اجاگر نہیں ہوگی۔ اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی  
بجائے اپنے دل کی سیل کسی غیر فطری طریقہ سے تزواؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی

خوشبو ظاہر نہ ہوگی اور ہماری جانوں کی کلیاں محبت کی صلاحیتیں اپنے اندر لیے ہوئے  
فنا ہو جائیں گی۔

اللہ والوں کے پاس زبان نہ بنے، کان بنے اور اتباع کرے۔ ان کی صحبت  
کے تین حقوق ہیں ۔

شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد  
اطلاع و اتباع و انتیاد  
(مجدوب)

(۱) اپنی حالت کو بیان کرنا (۲) پھران کے مشوروں پر عمل کرنا (۳) اور اپنی  
خود رائی سے باز رہنا۔

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ  
راہ چلنا راہرو کا کام ہے  
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر  
یہ ترا رہرو خیال خام ہے

کامیابی تو کام سے ہوگی  
نہ کہ حسن کلام سے ہوگی  
ذکر کے اتزام سے ہوگی  
فکر کے اہتمام سے ہوگی  
(مجدوب)

الغرض حضرت صلاح الدین مولانا رومی کی چند روزہ صحبت میں ایسے بافیض اور ایسی دولت بالطفی سے مالا مال ہوئے کہ ان کی تعریف میں مولانا فرماتے ہیں کہ: حضرت صلاح الدین اپنی معیت اور ارشادات کے انوار میں ہم کو حق تعالیٰ شانہ کا جمال (تجلیات معرفت) دکھار ہے ہیں۔ (معارف شریش تبریزیص: ۲۳۲۱۹)

## صحبتِ صالحین اور فضلِ مولیٰ

فتح اندر فتح اندر فتح است  
تو مقامی و حق فتح ابواب  
لغت:

مقام - کنجی

### ترجمہ و تشریح:

حق تعالیٰ کی محبت و معرفت کے راستے میں غبی انعامات کے دروازے ہر قدم پر کھلتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اے شمس تبریزی! آپ تو مثل کنجی ہیں اور حق تعالیٰ ان دروازوں کے تالوں کو کھولنے والے ہیں۔ مطلب یہ کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے پس کنجی تالہ کو کھولنے کا ذریعہ تو ہے مگر کنجی جب ہی کھوتی ہے جب وہ کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پس شیخ و مرشد و اسطو وصول الی الحق تو ہوتا ہے مگر یہ واسطہ جب ہی کام آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو اور عادۃ اللہ یہی ہے کہ ان کے مقبولین کا جو ہاتھ کپڑتا ہے اس پر فضل فرمائی دیتے ہیں اور ہاتھ کپڑنے سے مراد ان کی اتباع ہے

دین کے اور نوآہی میں۔ اور مقبول سے مراد وہ قبیع شریعت ہے جس کو کسی بزرگ کی طرف سے اجازت و خلافت عطا ہوئی ہو اور محقق اللہ والا اسی کو اجازت دیتا ہے جو شریعت و طریقت کا جامع ہو۔ بابا فرید الدین عطاءؒ فرماتے ہیں ۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا  
دامن رہبر لگیر و پس بیا

ترجمہ:

اے دل! اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو کسی جامع شریعت و طریقت اللہ والے کا دامن پکڑ لے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا آ۔  
تہبا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں  
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے  
(مولانا محمد احمد صاحب)

جامع شریعت سے مراد یہ ہے کہ بقدر ضرورت احکام شریعت سے واقف ہو۔  
(معارف شمس تبریزی ص: ۳۲، ۳۳)

## مولانا رومیؒ کی ترغیب برائے صحبت صاحبین

ہچھو ملن شودر ہوائے شش دیں  
آن صبا کزوے دلم گلزار شد  
ترجمہ و تشریح:

حضرت رومیؒ فرماتے ہیں کہ: میری طرح اے مخاطب! تو بھی منارہ عشق و

معرفت میرے مرشد شمس الدین تبریزی کا عاشق ہو جا کیونکہ میر امرشد مثل صبا کے  
ہے کہ جس کے فیض سے میرا دل گزار ہو رہا ہے یعنی جس طرح بادیم کی چھپر سے  
کلیاں چمن میں چنک کراپنی خوشبو کی سیل توڑ کے فضائے چمن کو معطر کرتی ہیں اسی  
طرح مرشد کامل کا فیض مثل نیسم سحر ہمارے قلب و روح کی اس سربستہ درد محبت ازلی  
کی سربہ مہر خوشبو کی سیل کو توڑ دیتا ہے جو ساقی ازل نے عالم ازل میں ودیعت فرمائی  
تھی ۔

کہیں کون و مکاں میں جونہ رکھی جا سکی اے دل  
غصب دیکھا وہ چنگاری مری مٹی میں شامل کی  
اس مقام کی شرح کے لیے احقر کی فارسی مشنوی اختر کے تین اشعار ملاحظہ ہوں

عمر تو گر بے رفیق شد تمام  
ایں ہلال تو نہ شد ماہ تمام  
بوعے خوش از غنچہ کے آمد بروں  
تانہ شد پیش نسیئے سرگلوں  
غنچہ را ایں کر و فر در انجن  
ہست از فیض نسیئے در چن

ترجمہ:

اگر بغیر مرشد عمر گزارے گا تو تیرا ہلال بدر کامل نہ بن سکے گا یعنی تیری ناقص

حالت کامل نہ ہو سکے گی۔ خوشبو غنچہ سے کب باہر نکلتی ہے جب تک کہ نیم سحر کے سامنے زانوئے ادب نہ تھہ کرے۔ غنچہ کو یہ شان و شوکت محفلوں میں جو حاصل ہو رہی ہے (کہ بڑے بڑے معزز لوگوں کی گردنوں میں پھولوں کے ہار پڑے ہوئے ہیں) نیم سحر کے فیضان ہی کا اثر ہے جس نے چمن میں کلیوں کو شگفتہ کیا۔ علامہ شبیلی نعمانیؒ کا یہ شعر اس مقام کے خوب مناسب حال ہے۔

بُوئے گل سے یہ نیم سحری کہتی ہے  
حجرہ غنچہ میں کیا کرتی ہے آسیر کو چل  
(شبیل نعمانی)  
(معارف شمس تبریزی ص: ۵۸، ۵۹)

## حق تعالیٰ کی صحبت کے حصول کے لیے تین اعمال

حضرت حکیم الامت مجدد المحدث مولانا تھانوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے تین عمل نہایت مفید ہیں۔

- (۱) حق تعالیٰ کے احسانات کو ہر روز تھوڑی دیر سوچنا۔
- (۲) کسی اللہ والے سے مشورہ کر کے دس پندرہ منٹ ذکرِ الہی میں مشغول رہنا۔

احقر مؤلف عرض کرتا ہے کہ: ہر روز حق تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم کو دن رات میں چوبیس گھنٹے کی زندگی عطا فرماتے ہیں اور چوبیس گھنٹے کے ۱۴۳۰ منٹ بننے ہیں تو ۱۴۳۰ منٹ میں سے صرف ۳۰ منٹ بھی زندگی بخشنے والے کی یاد میں مشغول

ہونا زندگی کو زندگی عطا کرتا ہے اور ہر روز ۱۳۳۰ منٹ زندگی بخشنے والے کی یاد میں  
۲۰ منٹ بھی نہ دینا کس درجنا شکری ہوگی۔ اور زندگی بدون ذکر و فکر کے زندگی سے  
محروم ہوتی ہے یعنی صورۂ زندگی اور حقیقتۂ مردگی ہوتی ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے

۔

تراذکر ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے  
احقر کو پنا شعر یاد آیا ۔

مرے دوستو سنو غور سے یہ صدائے اختر بے نوا  
نہ ہو ذکر حق نہ ہو فکر حق تو یہ جینا جینا حرام ہے  
(۳) تیسرا سخن جو اوپر کی دونوں تدبیروں کی روح ہے وہ یہ ہے کہ کبھی کبھی  
خدائے پاک کے عاشقوں کی صحبت میں حاضری دینا ۔  
گر تو سنگ خارہ و مر مر بوئی  
چوں بسا حب دل رسی گوہر شوی  
(روی)

### ترجمہ:

اگر تو پتھر جیسا سخت دل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے (اہل دل) کی صحبت میں  
بیٹھتا ہے گا تو موتی ہو جائے گا لیکن لعل ایک دن میں لعل نہیں بنتا۔ ایک طویل مدت  
تک آفتاب کی شعاع حکم الہی اور ارادۃ الہی سے اس پتھر کے ذرات پر اثر انداز  
ہوتی ہے پھر وہ لعل بن جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کے دل کا آفتاب (ہدایت)

اپنے مصحابین اور رفقاء مخصوصین کے دلوں پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہوتا رہتا ہے اور حق تعالیٰ کی مشیت و فضل سے وہ لعل بن جاتے ہیں ۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے

یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

ایک مثال عرض ہے کہ ایک تالاب مچھلیوں سے خالی ہو وہ اگر مچھلی بھرے تالاب سے متصل ہو جائے تو وہ مچھلیاں اس کے اندر بھی آ جاتی ہیں ۔ اسی طرح خالی خوبی دل جب کسی اللہ والے کے دل سے مل جاتا ہے تو اس کا درد محبت اور نور یقین اس کے دل میں بھی اتر جاتا ہے ۔

ساری دنیا تری چوکھٹ پہ چلی سر رکھنے

ہائے کیا بات مرے سجدہ غماز میں ہے

عشق لا محدود جب تک رہنا ہوتا نہیں

زندگی سے زندگی کا حق ادا ہوتا نہیں

عشق حق ہی عاشقان حق کو غیر حق سے پاک کرتا ہے ۔

کمھرتا آرہا ہے رنگ گشنا

خس و خاشاک جلتے جارہے ہیں

(معارف شمس تبریزی ص: ۸۰ تا ۸۷)

## خدا نے پاک کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ

شش تبریز ہر کہ بے تو بزیست  
عذر او پیش خلق نگ آمد  
ترجمہ و تشریح:

اے شمس تبریز! آپ کی صحبت اور محبت کے بغیر جوزندگی گذارتا ہے وہ کتنا ہی  
عذر پیش کرے عدیم الفرصتی کا، مگر مخلوق میں آپ کی ایسی مقبولیت ہے کہ مخلوق اس  
کے ہر عذر کو عذر نا معتبر قرار دے دے گی۔ اس شعر میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے  
اپنے ان جذبات محبت کا اور اس تعلق کا اظہار کیا ہے جو ان کو اپنے مرشد حضرت شمس  
تبریز سے والہانہ تھا۔

شش و قمر کی روشنی دہر میں ہے ہوا کرے  
مجھ کو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں  
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ شعر اس وقت یاد آ رہے ہیں  
نعت کے۔ عجیب والہانہ مضامین سے پڑھیں اور بہت مشہور ہیں۔

لَنَا شَمْسُ وَ لِلأَفَاقِ شَمْسُ

وَ شَمْسِيَّ خَيْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ

فَإِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَعْدِ فَجْرٍ

وَ شَمْسِيَّ طَالِعٌ بَعْدَ الْعِشاَءِ

## ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت والہانہ کو اس طرح بیان فرماتی ہیں کہ: ہمارا ایک سورج ہے اور کائنات کا بھی ایک سورج ہے اور میرا سورج (حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان کے سورج سے افضل و بہتر ہے۔ پس تحقیق کہ آسمان کا سورج تو طلوع ہوتا ہے نجرا کے بعد اور میرا سورج بعد نماز عشاء طلوع ہوتا ہے۔ ازواج مطہرات کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور جلوہ فرمائی کا تذکرہ اس طرح فرمایا۔

مشانخ کا قول ہے کہ: جس شخص کو حق تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کے قلب میں اپنے کسی مقبول ولی بندے کی محبت ڈال دیتے ہیں پھر وہ اس تبع سنت بندہ کی صحبت و خدمت و اتباع سے تبع سنت ہو کر خدا کا ولی بن جاتا ہے ۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ  
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

ایک حدیث شریف میں اللہ والوں کی محبت کو خداۓ پاک سے مانگنا سکھایا گیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اے خدا: میں تجوہ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان کی محبت بھی مانگتا ہوں جو تجوہ سے محبت رکھنے والے ہیں۔ حدیث پاک کی عربی عبارت یہ ہے اللہُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكُ حُبَّكَ وَ حُبَّهُ مَنْ يُحِبُّكَ اللَّهُ وَالوَالُوْنَ ہی کی صحبت سے خداۓ پاک کی محبت اور دعا کا طریقہ معلوم ہوتا ہے ۔

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتا دو قاعدہ

اے اسیران قفس میں نو گرفتاروں میں ہوں

پر و بال از جمال حق رویند  
قفس و مرغ بیضه پرال شد  
ترجمہ و تشریح:

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ترقیات بندوں کی ترقیات باطنی اور پرواز روحانی حق تعالیٰ کے مشاہدہ جمال اور حلاوت ذکر سے ہوتی ہے جس کو پر و بال سے تشبیہ دی ہے اور یہی وہ لذت قرب ہے جو ان کو تمام کائنات سے بے نیاز رکھتی ہے

جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے  
بلا کشان محبت کو کوئی کیا جانے  
حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جذب کو جو فیضان اولیاءِ حق کی ارواح پر ہوتا  
رہتا ہے مولا نا اس کی قوت پرواز کو بیان فرماتے ہیں کہ: یہ اسیران محبت جوشش عشق  
سے مع قفس کے اڑتے ہیں یعنی مرغ روح کے لیے تن کا قفس مانع نہیں ہوتا۔ مراد یہ  
ہے کہ عناصر کے تقاضائے شہوانہ مغلوب كالعدم ہو کر اولیاء کے ابدان بھی ان کی  
ارواح طلیبہ کے ساتھ مصروف اطاعت حق اور تابع اور فرمان حق رہتے ہیں ۔

رجح تھا اسیروں کو بال و پر کے جانے سے

اڑ چلے قفس لے کر بوئے گل کے آنے سے

شمس تبریز نہ بانے ساخت  
نام گردوں بر آکہ آسائ شد  
ترجمہ و تشریح:

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ: میرے مرشد شمس تبریز نے سیرھی بنادی ہے اب  
آسمان پر سفر آسان ہے مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا راستہ پیر کے ذریعہ بآسانی طے  
ہو جاتا ہے جیسا کہ مولانا نے مشنوی میں بھی اس کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ ۔۔

پیر باشد نہ بانے آسمان  
تیر پر اس از کہ باشد از کمان

ترجمہ:

پیر آسمان تک یعنی خالق افلاک تک رسائی کی سیرھی ہے اور تیر کس سے اڑتا  
ہے؟ کمان سے۔ پس طالب و مرید کے لیے مرشد (تعییں سنت) سیرھی بھی ہے اور  
کمان بھی ہے۔ بابا فرید فرماتے ہیں ۔۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا  
دامن رہبر بگیر و پس بیا

ترجمہ:

اے دل! اگر خدا کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو مرشد کا دامن کپڑا لے اور پیچھے

پیچھے چلا آ۔ ایک بزرگ کا اردو شعر ہے ۔  
 تھا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں  
 میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے  
 مگر مرشد کامل وہی ہے جو جامع شریعت و طریقت ہو یعنی شریعت کا پابند ہو۔  
 ورنہ خلاف شریعت چلنے والا خواہ ہوا پراڑ کر شعبدہ دکھائے وہ مگر اس ہے ۔  
 گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن  
 ترک سنت جو کرے شیطان گن  
 (معارف شش تبریزی ص: ۸۲ تا ۸۵)

## ترغیب صحبت اہل دل

ہر کہ زعشق گریزاں شود  
 عاقبت الامر پریشاں شود  
 ترجمہ و تشریح:

جو شخص کہ عاشقان حق سے بھاگتا ہے بال آخر سے پریشانی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مراد یہ کہ اہل اللہ کی صحبت سے فرار مضر ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دل کہ سوئے عشق کشد عاقبت  
 در حرم عصمت سلطان شود  
 ترجمہ و تشریح:

جودل اللہ تعالیٰ کی محبت عاشقان خدا کی صحبت اور خدمت سے حاصل کرتا ہے

انجام کار وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اور خصوصی حفاظت حق تعالیٰ کی اس کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔

رو بہ دل اہل د لے جائے گبر  
قطرہ یم لوء لوء مر جاں شود  
ترجمہ و تشریح:

جاوَ كُسِيَ الْهَلِ كَيْ صَبَّتْ مِيں خَلُوصِ دَلِ سَے كَجْهَدَتْ رَهُو كَيْونَكَهُ انَ كَيْ صَبَّتْ  
كَيْمِيَا تَاشِيرِ سَے جَسْ طَرَحْ پَانِي كَاقْطَرَه صَدَفَ كَإِنْدَرْ مَوْتَى بَنْ جَاتَاهُ تَمْ بَجِي مَوْتَى  
بَنْ جَاؤَ گَے اور جَسْ طَرَحْ وَهُوَ پَانِي كَاقْطَرَه صَدَفَ كَبَاهِرْ مَوْتَى نَبِيْسَ بَنْ سَكَتَاهُ اسِي طَرَحْ  
تَمْ بَجِي صَبَّتْ اہل اللَّهِ كَبَغِيرِ انسَانَ كَامِلَ نَبِيْسَ بَنْ سَكَتَهُ۔

(معارف شمس تبریزی ص: ۸۷ تا ۸۸)

اللَّهُ تَعَالَى كَيْ ذَاتُ الْهَلُوْلِوْنَ سَلْتَهُ مَلْتَقِي ہے

اللَّهُ تَعَالَى كَيْ رَاهِ مِيں مَجَبَتْ اور خَوْفَ كَأَمِيَارَ كِيَا ہے؟ خَداَنَے پَاکَ کَيْ مَجَبَتْ کَا  
مَقَامِ زَبَانِ رسَالَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَوْ۔

”اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مَنْ نَفْسِي وَأَهْلَهُ وَمِنَ الْمَأْلَبِارِدِ“

(سنن ترمذی ابواب الدعوات ص: ۱۸۷ ج: ۲)

رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَداَسَے خَداَکَيْ مَجَبَتْ کَوَاسِ عنوانَ سَے ما نگَ رَہَے  
ہیں کہ: اے اللَّهُ! اپنِی مَجَبَتْ مجھے اتنِی عطا فرمادِ تَبَعَّجَ جَسَ سَے آپَ کَيْ ذَاتُ پَاکَ  
مجھے میری جَانَ سَے بَھِی زِيَادَه مَحْبُوب وَعَزِيزَ تَرَهُو جَاؤَے اور میرے اہل وَعِيَالَ سَے

بھی زیادہ آپ مجھے محبوب ہوں اور اے خدا! ٹھنڈے پانی سے جو رغبت پیاسے کو ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ آپ کی مجھے رغبت ہو۔

یہ عجیب دعا ہے احقر عرض کرتا ہے کہ: یہ دعا اگر ہم لوگ مانگ لیا کریں تو حق تعالیٰ کی محبت اسی بلند معیار سے ہم کو عطا ہو جاوے۔ حق تعالیٰ توفیق بخشنیں۔ آمین!

دوسری حدیث کا نضمون یہ ہے:

”اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُكْمَكَ أَحَبَّ إِلَّا شَيْءًا إِلَيْ“

اے اللہ! میرے قلب میں کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ اپنی محبت عطا فرمادے۔ ایک حدیث میں یہ عنوان ہے کہ اے خدا! آپ جب اہل دنیا کی آنکھیں ٹھنڈی کریں ان کی دنیاوی نعمتوں سے تو میری آنکھیں اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرم۔

اسی طرح سے خوف کا معیار بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اور اس کا پتہ آپ کی اس دعا سے ملتا ہے کہ اے خدا! اپنا خوف مجھے اتنا عطا فرمادیجئے جو تمام کائنات کی اشیاء سے زیادہ ہو۔ ایک دعا میں یہ عنوان ہے کہ اے خدا! اپنے خوف سے مجھے اتنا حصہ عطا فرمادیجئے جو مجھے آپ کی نافرمانی سے روک دے۔ پس معلوم ہوا کہ محبت اور خوف کی مقدار مطلوبہ ضروریہ حاصل کرنا ضروری ہے ورنہ اعمال رضا پر عمل کی ہمت اور ناراضگی و غضب کے اعمال سے اجتناب کی توفیق مشکل ہے اور محبت و خوف کے یہ مدارج اور ان کی یہ مقدار اہل محبت اور اہل خیثت کی صحبت ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (لیکن یہ ڈر کھاں سے حاصل ہوگا؟) **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کاملین کی صحبت میں رہ پڑو۔ اور صادقین اور متقین ایک ہی چیز ہیں۔ یہ گلی متساوی ہے۔ ہر صادق متقی اور ہر متقی صادق ہے۔ ”**وَلِئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ**“ (سورہ البقرہ آیت ۷۱ پارہ ۲۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: صادقین سے مراد مشائخ و بزرگان دین ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر معلوم ہوتی ہے:

**لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدُنٌ وَمَعْدُنُ التَّقْوَىٰ قُلُوبُ الْعَارِفِينَ**“ (حدیث)

ترجمہ:

ہر شے کے لیے معدن ہے اور تقویٰ کا معدن عارفین کے قلوب ہیں۔  
ہمارے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز اپنے خزانے اور کانوں سے ملتی ہے سونا سونے کی کان سے چاندی چاندی کی کان سے کوئلہ کوئلہ کی کان سے اسی طرح امر و دار و دالوں سے مٹھائی مٹھائی والوں سے کپڑا کپڑے والوں سے۔ پس اللہ بھی اللہ والوں سے ملتا ہے۔

(معارف ثمثیں تبریزی ص: ۱۰۳ تا ۱۰۲)

## عشقِ مولیٰ عاشقانِ خدا سے ملتا ہے

نہ کبھی تھے بادہ پرست ہم نہ ہمیں یہ ذوق شراب ہے  
لب یار چو سے تھے خواب میں وہی ذوقِ مستی خواب ہے

یعنی روز اول ساقی ازل نے ارواح کو جو تجھی دکھائی تھی اس سوال میں کہ کیا میں تمہارے رب نہیں ہوں؟ اور ارواح نے کہا تھا: بلی کیوں نہیں!

یہ شعر مذکورہ ہمارے مرشدؒ کثیر پڑھا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عالم بھی تھے اور عاشق حق بھی تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ: غیر عالم جب اس راہ میں آ کر ذکر و شغل کرتا ہے تو صاحب نور ہو جاتا ہے لیکن جب عالم اس راہ میں داخل ہوتا ہے اور ذکر و شغل کرتا ہے تو نور علی نور ہو جاتا ہے۔ علم کا لطف عمل کی برکت سے ملتا ہے اور عمل کا لطف محبت و عشق کے فیض سے ملتا ہے اور عشق و محبت کی دولت عاشقانِ خدا کی جو تیاں اٹھانے سے ملتی ہے۔ ایک مدت عمران کی صحبت و خدمت میں رہ لے جس کی مقدار حضرت تھانویؒ نے چھ ماہ فرمائی تھی اور طلبہ سے فرمایا کہ: دس سال درس نظامیہ میں لگاتے ہو چھ ماہ کسی اللہ والے کے پاس رہ لوگ پھر دیکھو گے کہ سینے میں علوم انبیاء کا فیضان موجز ن ہوگا اگر چھ ماہ مشکل ہو تو صرف چالیس ہی دن رہ لو۔

۔

قال	را	بگذار	مرد	حال	شو
پیش	مرد	کامل	پامال	شو	
بینی	اندر	خود	علوم	انبیاء	
بے	کتاب	و	بے	معید	و

ترجمہ:

قال کو چھوڑو باتیں زیادہ مت کرو صاحب حال بنو اور یہ جب ہوگا کہ کسی مرد

کامل کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دو، مٹا دو یعنی اپنی رائے کو فنا کر دو ۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہئے

کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گزار ہوتا ہے

پھر اپنے اندر ان بیانات علیہم السلام کے علوم کا فیضان محسوس کرو گے اور بے کتاب و استاد ایسی باتیں قلب میں وارد ہوں گی کہ اہل علم دنگ اور محیثت ہوں گے۔ پھر حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ: ہم نے وہی پڑھا ہے جو اے طلبہ! تم مدارس میں پڑھتے ہو مگر یہ سب علوم میری زبان سے بیان ہو رہے ہیں یا میرے قلم سے تحریر ہو رہے ہیں یہ سب حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی جو تیوں کا صدقہ ہے ۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم

تا غلام سمش تبریزی نہ شد

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ: جلال الدین رومی کو سب مولوی کہتے تھے مگر نہ مولائے روم

الدین تبریزی کی غلامی کے صدقہ میں آج مولائے روم کہلا یا جارہا ہوں۔ یہ راستہ

خدا کا کوئی تھا نہیں طے کر سکتا۔ مولانا محمد احمدؒ صاحب کا کیا خوب شعر ہے ۔

تھا نہ چل سکیں گے مجتہ کی راہ میں

میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آئیے

افسوس کہ اہل علم اپنے علم درسی کو کافی سمجھتے ہیں حالانکہ عمل کے لیے علم فقط کافی

نہیں، عمل کی ہمت تو اللہ والوں کی مصاجبت اور مجالست سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی

طرح دنیاوی تعلقات میں پھنس کر بھی لوگ فرصت نہیں نکالتے کہ کچھ دن اللہ والوں

کے پاس رہ کر حق تعالیٰ کی محبت سیکھیں۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا ارشاد ہے کہ: معاش میں اتنا مشغول ہونا کہ کسی بزرگ کے پاس ہر ہفتہ یا مہینہ حاضری کا موقع نہ پائے میں ایسی روزی کونا جائز کہتا ہوں کیونکہ کسب حلال کے ساتھ ہم پر آخرت کی تیاری بھی تو فرض ہے اور یہ موقوف ہے اہل اللہ کی صحبت پر، اور ضروری کا موقوف علیہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ ایک عالم کی اس بات پر کہ اہل اللہ کی صحبت کا کیا درجہ ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: میں فرض عین قرار دیتا ہوں کیونکہ نفس کی اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں اور فرمایا کہ: عامی اہل اللہ کی صحبت سے ولی بن سکتا ہے اور عالم بدون صحبت اہل اللہ ولی نہیں بن سکتا۔ حق تعالیٰ کی محبت و پیاس جس روح میں ہوتی ہے اسے تو اللہ والوں کو دیکھتے ہی پیار آتا ہے۔ سلوک کا پہلا قدم اللہ والوں کی محبت اور دنیا سے دل کا اچاٹ ہونا ہے۔

(معارف شمس تبریزی ص: ۱۳۳۶ تا ۱۳۴۳)

## صحبت شیخ اور تعلق مع اللہ

دوش رُتم درمیان مجلس سلطان خویش  
برکف ساقی بجام اندر بدیدم جان خویش  
ترجمہ و تشریع:

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ: کل میں اپنے مرشد شمس تبریزیؒ کی مجلس میں حاضر ہوا میں نے شیخ کی نسبت مع اللہ کی روشنی کو اس قدر قوی النور پایا کہ اس نے میری جان کی روشنی کو بھی پہلے سے کہیں اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا ہے

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فروں کر دیا  
پہلے جاں پھر جاں جاں پھر جاں جاں کر دیا

ساغرے آورد و بوسید و نہاوش برکشم  
پر منے رخشندہ بچو چہرہ رخشان خویش  
ترجمہ و تشریح:

جام محبت میرے ہاتھ پر کھا جیسا کہ خود میرا مرشد چہرہ تاباں رکھتا تھا ویسا ہی  
وہ جام محبت بھی نہایت آتش برگ تھا یعنی حضرت تبریز کی محبت نے بھی حق تعالیٰ کا  
دیوانہ بنادیا۔ (معارف شمس تبریز ص: ۱۲۳ تا ۱۲۴)

اے سونتہ اں بچونک دیا کیا مرے دل میں  
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا میرے دل میں

## محبت شیخ اور نفس و شیطان سے مقابلہ

منم آں بندہ مخلص کہ ازاں روز کہ زادم  
تن و جاں راز تو دیدم دل و جاں را ہے تو دادم

ترجمہ و تشریح:

میں وہ بندہ مخلص ہوں کہ جس روز سے پیدا ہوا ہوں یعنی حیات روحاںی بہ  
فیضان شمس تبریز عطا ہوئی ہے اسی دن سے نور معرفت کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا

کہ جیسے جسم و جان صرف اے خدا! آپ کی عطا ہے۔ پس یہ آپ کے ہیں تو اے خدا!  
آپ ہی پران کوفد اکرتا ہوں۔

توجہ از کارفرائی سر دستار نمائی  
کہ من از هر سر دوئے سر و دستار برآرم  
ترجمہ و تشریح:

اے مخاطب! تو کس کام سے میرا مرتبہ بلند کرنا چاہتا ہے؟ اور مجھے دستار  
فضیلت سے کیا دکھاتا ہے میں نے توروز اول ہی راہِ عشق میں قدم رکھتے ہی اپنے ہر  
بن مو سے دستارِ فضیلت کو اتار پھینکا ہے ۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا  
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستارِ محبت میں  
یعنی اگر اہل علم اپنے احساسِ علم کو فنا کر کے کسی اللہ والے کی کچھ دن صحبت  
اٹھائیں تو پھر ان کا علم غلغله مچا دے گا اور ان کے اخلاص کا دھواں بالائے فلک ہلچل  
مچا دے گا۔ ان کے درد کی خوشبو آفاقِ عالم میں نشر ہو گی۔

علی و خالد و رستم بگرد من نرسد  
بدست نفسِ منث چڑ زبوں باشم

ترجمہ و تشریح:

بڑے بڑے پہلوانوں کی جو علی و خالد و رستم کے لقب سے مشہور تھے میرے  
مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کر سکے (یہ عام مسلمانوں کے نام مراد ہیں نہ کہ حضرات

صحابہ کے مبارک اسمائی۔ خوب سمجھ لیں) لیکن اس نفس منش کے مکروہ فریب سے میں گناہوں میں بیٹلا ہو کر ذلیل و خوار ہوں۔ مطلب یہ کہ نفس کو پچھاڑنا جسمانی طاقت سے ممکن نہیں کسی اللہ والے کا دامن مضبوط پکڑنے سے جور و حانی طاقت حاصل ہوتی ہے اس سے یہ زیر ہو گا۔ (معارف شمس تبریزی ص: ۲۰۸ تا ۲۰۹)

## سکونِ دل کی دولت کہاں سے ملتی ہے؟

خزاں گر باغ و بستان را بسو زد  
بہ خنداند جہاں نو بہارم

**ترجمہ و تشریح:**

اگر یہ موسم خزاں باغات و بستان و چمن کو جلا دیتا ہے تو میرے باطن کی بہار (قرب کا فیض) ایک جہاں نو کو خندانہ کرتا ہے۔ یعنی اہل اللہ کو جو قرب حق تعالیٰ کا عطا ہوتا ہے وہ ان کی زندگی کو اس قدر پُر اطف کر دیتا ہے کہ ان کے پاس جو بھی بیٹھتا ہے اگر ہزاروں غم رکھتا ہو گا تو سکون اور اطمینان کی دولت لے کر اٹھتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اہل اللہ کے قلوب میں جو چین اور سکون اور اطمینان کی دولت ہوتی ہے سلاطین دنیا اس کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے کیونکہ یہ نعمت تو اللہ والوں کی جو تیاں اٹھانے سے ملتی ہے، جنگ اور تلواروں سے نہیں مل سکتی۔

من آں رند سرمست شکر خا  
میان جملہ رندال ہائے ہائیم

### ترجمہ و تشریح:

میں ان کا وہ دیوانہ سرمست ہوں کہ تمام دیوانوں میں میری آہ پر اثر مشہور

ہے۔

بدیم عشق را سرمست می گفت  
بلایم من بلایم من بلایم

### ترجمہ و تشریح:

میں نے عشق کو دیکھا کہ سرمست تھا اور یہ کہتا تھا کہ: میں بلا ہوں مراد یہ کہ  
عاشقی ناز پرور ناز ک مزاج لوگوں کا کام نہیں۔ یہ ایک دریائے خون ہے جسے عبور کرنا  
ہے۔ اپنے نفس کی خواہشات کو چھوڑنا آسان نہیں۔

### ترجمہ صحبت مجالست اہل اللہ

اگر تو نیستی در عاشقی خام  
بیا مگریز از یاران بدنام

### ترجمہ و تشریح:

اے شخص! اگر تو خام (کچا) عاشق نہیں ہے تو ملامت خلق سے بے خوف ہو کر  
ہم یاران بدنام کے پاس آیا کر لیعنی صوفیاء و مشائخ کو چونکہ علماء ظاہر طعن و اعتراض کا  
نشانہ بناتے ہیں اس لیے تو ان کے پاس آنے سے اگر گھبرا یا تو سمجھ لے کہ تو ابھی خام  
ہے۔ حضرت خواجہ صاحب مجدد ب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

نہ لو نام الفت جو خود داریاں ہیں  
 بڑی ذلتیں ہیں بڑی خواریاں ہیں  
 شیخ کی پگڑی اچھائی جائے گی  
 سرکشی سر سے نکالی جائے گی  
 زاہدوں پر مے اچھائی جائے گی  
 روح ان مردوں پر ڈالی جائے گی

مراد یہ کہ زاہد خشک نہ بنو کہ اعمال بدون درد و محبت و عشق حق کے جسم بے روح  
 ہوتے ہیں پس کسی خدا کے عاشق دیوانے تبع سنت و شریعت کی محبت میں رہ کر عشق  
 و محبت اپنی روح میں پیدا کرو۔ مے اچھالنا ایک اصطلاح ہے مراد ظاہری شراب  
 حرام اور لعنت والی نہیں بلکہ زہد خشک سے طریق عشق میں آنا ہے۔

(معارف شمس تبریزی ص: ۲۲۳۷-۲۲۴۳)

## دل کس کو دینا چاہئے؟

احقر شارح عرض کرتا ہے کہ: دنیا میں یہ دولت یعنی بے غرض دوستی صرف اولیاء اللہ کو حاصل ہے اور کسی کو میسر نہیں ہے۔ یعنی اللہ والے جس سے محبت کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتے ہیں، برکس تمام اہل دنیا کوئی نہ کوئی غرض رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب غرض پوری ہوئی ان کی دوستی میں تغیر اور زوال آ جاتا ہے۔ اسی کو حضرت عارف رومی فرماتے ہیں کہ

مہر پا کا درمیان جا نشاں  
دل مدد الابہ مہر دلخواش

### ترجمہ:

دل کسی کو مت دینا مگر خدا کے پاک اور مقبول بندوں کو دل دینا اور ان کی محبت کو درمیان جان داخل کر لینا اور اس کا ایک نفع تو یہ ہو گا کہ یہ محبت ہمیشہ قائم رہنے والی ہو گی کیونکہ یہ بے غرض صرف اللہ کے لیے ہو گی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ آخرت میں یہ محبت سایہ عرش الہی میں جگہ دلائے گی (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے)۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ تمہاری مغفرت کا ذریعہ بنے گی (بروایت حدیث)۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ جس ولی اللہ سے تمہیں قبلی محبت ہو گی اس کی اچھی اچھی عادتیں تمہارے اندر شعوری اور غیر شعوری طور پر آ جائیں گی۔ یعنی اعمال ظاہرہ اور اعمال باطنہ دونوں شعور جاویں کے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے ”آلَّهُمَّ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، هُرَآدِيْ<sup>۱</sup> اپنے گھرے دوست کے دین پر ہو جاتا ہے پس اگر تمہارا خلیل فاسق ہے تو تمہارے اندر فتن کے آثار شروع ہو جائیں گے اور اگر تمہارا خلیل کوئی بندہ مقبول ہے تو تمہارے اندر بھی مقبولیت کے اعمال و آثار شروع ہو جائیں گے مَنْ شَاءَ فَلِيْجِرِبْ۔ جو چاہے تجربہ کر لے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ صحبت یافتہ ہونا کتنی بڑی نعمت ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو اپنے اولیاء کی محبت بخشیں اور ان کی صحبت عطا فرمائیں۔

«اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُجَّبَكَ وَحُجَّبَ مَنْ يُحْجَبُكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يَبْلُغُنِي حُجَّبَكَ»

(ترمذی شریف ص ۱۸۷ ج: ۲)

### ترجمہ:

اے اللہ! ہم کو اپنی محبت عطا فرم اور جو تجوہ سے محبت رکھتے ہیں اپنے ان  
ماشقوں کی محبت بھی عطا فرم اور ہم کو ایسے اعمال کی محبت عطا فرم جو تجوہ سے قریب  
کرنے والے ہوں۔ (معارف شمس تبریزی ص: ۲۲۸، ۲۲۹)

## صحبت شیخ اور بصیرت قلبی

شکر ایزد را کہ دیدم روئے تو  
یافتم ناگہ رہے من سوئے تو  
ترجمہ و تشریح:

اے مرشد! خدا کا شکر ہے کہ آپ کا دیدار اور آپ کی صحبت ہم کو نصیب ہوئی۔  
اچانک ہم آپ کی ملاقات کی راہ پا گئے۔

چشم گریانم زغضه تیرہ شد  
یافت نور از نرگس جادوئے تو  
ترجمہ و تشریح:

ہماری آنکھیں نفس کے غیظ و غضب اور شر سے تاریک اور فاقد بصیرۃ ہو رہی  
تھیں۔ اے مرشد! آپ کی نگاہ فیض سے وہ روشن ہو گئیں۔ دور بینان بارگارہ الاست  
کی صحبت کی یہی تاثیر ہوتی ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ اکثر وعظ میں

مرحوم اکبرالہ آبادی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

نہ کتابوں سے نہ عظوں سے نہ زر سے پیدا

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور ارشاد فرماتے تھے کہ: اہل اللہ کی صحبت سے جاہل، اللہ تعالیٰ کا ولی بن جاتا

ہے اور بدون صحبت اہل اللہ کوئی عالم اللہ تعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ عادة اللہ یہی ہے کہ

اصلاح بدون مصلح ممکن نہیں۔ اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ: اہل اللہ کی صحبت فرض

عین ہے کیونکہ اصلاح نفس جو فرض ہے اس کا موقف علیہ یہی صحبت ہے۔

(معارف مشتبہ تریض: ۳۰: ۳۴۱)

## صحبت اہل اللہ سے کیا ملتا ہے؟

آن چشم شوش رانگر مست از خرابات آمدہ

در تصد کون عاشقان اندر کمر دامن زده

ترجمہ و تشریح:

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ: میرے مرشد مشتبہ تریض کی مست پُرخمار آنکھیں

تو دیکھو کہ عالم ہون سے کیا پی کر آئے ہیں۔ یعنی ذکر اللہ کے نشہ سے کس قدر سرشار

ہیں اور اپنے طالبین و عاشقین کو اپنی رنگا ہوں سے قتل کرنے کے لیے اپنی کمر کو دامن

سے باندھے ہوئے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اپنے طالبین و مریدین کو بھی خداۓ پاک کی

محبت کا درد عطا فرمائ کر خدا کا دیوانہ بنانا چاہتے ہیں۔ بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ: ذکر

میں کیا نشہ ہو سکتا ہے تو واقعی جان ناکسماں و محروماء کو یہی معلوم ہوتا ہے لیکن جب کسی

اللہ والے کی نظر پڑ جائے اور کسی بزرگ کامل کی جوتیاں سیدھی کرنے کی توفیق ہو جائے تو معلوم ہو گا کہ اہل اللہ کے پاس کیا کیف و سرور ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ پہلے تو تصوف سے بیگانہ تھے صوفیاً کرام کی طرف التفات کو اپنی وقار علمی کے خلاف سمجھتے تھے لیکن تقدیر ان کو تھانہ بھون لائی اور شیخ تھانویؒ سے بیعت ہو کر ذکر و شغل شروع کیا۔ پھر تو جو چاشنی اور لذت روحانی میں اس کو خود انہیں کی زبان سے سنتے۔ یہ علامہ موصوف کے اشعار ہیں ذکر اور تہجد کو کس

انداز سے بیان فرمایا ہے ۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا  
ذکر میں تاثیر دور جام ہے  
 وعدہ آنے کا شب آخر میں ہے  
صبح سے ہی انتظار شام ہے

پھر علامہ موصوف نے اپنے اوپر تبصرہ کرنے والوں کو بزبان حال یہ جواب دیا

۔

مرے دل پر تبصرہ کرنے والو  
تمہیں بھی کبھی عشق یہ دن دکھائے

(معارف شمس تبریزی ص: ۳۶۸، ۳۶۹)

## کتاب پر صحبت اہل اللہ کی فو قیت کی دلیل

ارشاد فرمایا کہ تجربہ ہے کہ جن کا علم زیادہ تھا اور صحبت کم تھی ان سے فیض کم پہنچا اور اگر پہنچا تو ناقص پہنچا اور جن کا علم بقدر ضرورت تھا لیکن صحبت زیادہ تھی ان سے زیادہ فیض ہوا۔ جب کلام پاک نازل ہوا تو ایک ہی آیت نازل ہوئی اور آپ کی نبوت مسلم ہو گئی۔ اُفْرَأَنَا زَلَّهُو تَعَالَى هُوَ تَعَالَى آپ کامل نبی بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب کی تکمیل پر آپ کی نبوت کی تکمیل کو موقوف نہیں رکھا کہ ۲۳ برس میں جب قرآن پاک مکمل ہو جائے گا تب جا کے پیغمبر کو مکمل نبوت عطا کروں گا۔ نہیں! بلکہ ایک ہی آیت پر آپ کی نبوت مکمل ہو گئی اور ایسی مکمل ہوئی کہ ۔

تیغے کے ناکرده قرآن درست  
كتب خانہ ہفت ملت بشست

وہ تیغہ کہ جس پر قرآن ابھی مکمل نازل نہیں ہوا لیکن تمام سابقہ آسمانی کتابیں توریت، زبور اور انجیل سب منسون ہو گئیں اور اس وقت جو صحابہ ایمان لائے ان کا درجہ سب سے آگے بڑھ گیا۔ کتاب تو ۲۳ برس میں مکمل نازل ہوئی لیکن ایک آیت کے نازل ہوتے ہی جو صحابہ ایمان لائے وہ صحبت رسول کے صدقہ میں **اللَّاسِبَقُونَ الْأَكْلُونَ** کہلائے اور جب کتاب مکمل نازل ہو گئی اس وقت جو ایمان لائے وہ ان سے آگے نہیں بڑھ سکے جو **إِقْرَأْ** کے نازل ہوتے ہی ایمان لائے تھے۔ اس سے صحبت کی اہمیت سمجھئے! اگر کتاب کو صحبت پر فو قیت حاصل ہوتی تو ان کا درجہ زیادہ ہوتا

جو کتاب کے مکمل نزول کے بعد ایمان لائے۔ معلوم ہوا کہ صحبت بہت اہم چیز ہے۔ اس کی برکتیں ان ہی کو معلوم ہیں جن کو کسی کامل کی صحبت نصیب ہو جائے۔ شیخ کی صحبت میں خاموشی سے کام بنتا رہتا ہے۔ چاہے شیخ تقریر بھی نہ کرے، لیکن اس کی روح سے ایمان و یقین و احسان کے انوار طالب کے قلب میں منتقل ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ایک دن وہ صاحبِ نسبت ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ نسبت اولیاء صد یقین کی خط انتہا تک پہنچ جاتا ہے اور پھر سارا عالم اس کو نہیں خرید سکتا، سورج اور چاند اس کی نگاہوں سے گرجاتے ہیں۔ خالق نہ سمس و قمر جس دل میں آئے گا تو نہ سمس و قمر اس کی نگاہوں سے نہ گرجائیں گے؟ ان میں اسے لوڈ شیڈنگ کیوں نہ معلوم ہوگی؟

(آنفاب نسبت مع اللہ ص: ۱۱۵، ۱۱۶)

## ہجرت کی فرضیت سے صحبت اہل اللہ کی اہمیت

اور اس سے بھی بڑھ کر ایک علم اللہ تعالیٰ نے میرے قبل کو عطا فرمایا کہ: ہجرت کی فرضیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی اہمیت بھی ظاہر ہو گئی کہ میر رسول کعبہ سے بہتر ہے۔ فرض حج تو کعبہ ہی میں ادا ہوگا، لیکن کعبہ والا تمہیں میرے رسول سے ملے گا۔ کیفیت یقین و ایمان اور کیفیت احسان کعبہ کے پتھروں سے تمہارے دل میں منتقل نہیں ہوگی، میرے رسول کے قلب سے منتقل ہوگی، کیفیت ایمانیہ و احسانیہ کا محل، مرکز اور مستقر قلب ہے، تو قلب پسیغیر سے ایمان و احسان منتقل ہوگا، کعبہ نے اپنے اندر سے بت نہیں نکالے، میرے رسول نے کعبہ سے بت نکالے، تو

تمہارے دل سے غیر اللہ کے بت کعبہ نہیں میرا رسول نکالے گا۔ لہذا میرا نبی جہاں جارہا ہے وہیں تم سب چلے جاؤ، ایک کو بھی اجازت نہیں جو کعبہ میں رہے، کعبہ میں رہنے سے تمہیں کعبہ ملے گا، میرے رسول سے تمہیں کعبہ والا ملے گا اور جب تک کعبہ والانہیں ملے گا تو کعبہ کا مزہ بھی نہیں پاؤ گے۔ گھر کا مزہ جب ہے جب گھروالے سے تعلق ہو۔

تو بحیرت کے حکم سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی اہمیت بتا دی جس سے نائب رسول یعنی قبیع سنت مشائخ کی صحبت کی اہمیت بھی ظاہر ہو گئی کہ جہاں تمہارا مرتبی ہو وہاں جاؤ، اپنے طن سے چپکے مت رہو کیونکہ اللہ تمہیں اللہ والوں سے ملے گا۔ صحبت رسول کے صدقہ میں صحابہ کے قلب میں کیفیت احسانی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ نبوت سے منتقل ہوتی تھی لہذا صحابہ کا سارا ایمان اور صحابہ کا سارا احسان اب قیامت تک کسی کا نہیں ہو سکتا، کیونکہ پیغمبر کے قلبِ نبوت سے اُمتی کے قلب میں جو احسانی کیفیت منتقل ہوتی وہ احسان کا اعلیٰ ترین مقام ہے جواب کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا لیکن کیفیت احسانیہ کلی مشکل ہے جس کے درجات متفاوت ہوتے ہیں۔ لہذا پیغمبر کے بعد اُمتی سے اُمتی کے قلب میں کیفیت احسانیہ منتقل ہوتی ہے۔ اس لیے صحابی جیسا احسان اب کسی کا نہیں ہو سکتا لیکن جس شیخ کے قلب میں کیفیت احسانیہ جس قدر قوی ہو گئی اتنی ہی قوی دوسرے اُمتی کے قلب میں منتقل ہو گئی اور احسان ہی سے اعمال کا وزن ہوتا ہے اس لیے عارف کی دور کعات غیر عارف کی ایک لاکھ رکعات کے برابر ہے۔ لہذا صحبت شیخ سے کبھی استغنا نہیں

کرنا چاہئے کیونکہ کیفیت احسانیہ اُسی کے قلب سے منتقل ہوگی۔ اس لیے بار بار شیخ کی خدمت میں حاضری دو، جب جاؤ گے ہمیشہ کچھ نہ کچھ ترقی ہوگی۔ اللہ کا راستہ غیر محدود ہے، قرب غیر متناہی ہے اس لیے ٹھوڑے سے قرب پر فقامت مت کرو، بار بار شیخ کے پاس جاؤ گے تو ان شاء اللہ! کیفیت احسانیہ میں ترقی ہوتی رہے گی اور کیفیت احسانیہ سے آپ کا ایمان اور آپ کا اسلام حسین ہو جائے گا۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ: احسان کے معنی حسین کرنے کے ہیں، تو احسان سے آپ کا ایمان بھی حسین ہو جائے گا اور آپ کا اسلام بھی حسین ہو جائے گا، یعنی اعمالِ باطنیہ اور اعمالِ ظاہرہ سب حسین ہو جائیں گے، ہر وقت حضوری رہے گی کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، ایسا شخص ہر وقت با خدار ہے گا۔ اس لئے شیخ سے کبھی مستغفی نہ ہونا چاہئے۔ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۱۲۶، ۱۲۷)

## اللہ والا بننا بہت آسان کام ہے

لیکن اللہ دل میں کب آتا ہے؟ جب بندہ اپنا دل ایسے دل کے ساتھ پیوند کرتا ہے جس دل میں اللہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ ہوتا ہے جب اس کے پاس بیٹھو گے تو تمہارے دل میں بھی اللہ آجائے گا یہ ہے **كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** یوں تو مقنی بننا، اللہ والا بننا بہت مشکل کام ہے لیکن ابھی تم کیا جانو! کہ میرے بندوں کی اور میرے عاشقوں کی کیا شان ہے! تم ذرا دیران کے پاس بیٹھو، اگر تمہارا ڈپریشن اور ٹینیشن اور ساری پریشانیاں اور غم خوشیوں سے نہ بدل جائیں تب کہنا کہ اللہ کی کیا قیمت ہے اور میرے عاشقوں کی کیا قیمت ہے! میرے عاشقوں کے پاس بیٹھنے سے

معلوم ہوگا کہ اللہ والا بننا تو بہت آسان کام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے گُونو امَع الصَّادِقِينَ میں یہ نہیں فرمایا کہ: تم ترقی بن جاؤ، یہ حکم  
اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت پر دلالت کرتا ہے کہ مشکل پر چنپنیں دیا بلکہ فرمایا کہ: اللہ والا  
بننے میں تو دیر لگے گی، یہ پر چڑرا مشکل ہے تم ایسا کرو اللہ والوں کے پاس بیٹھ جاؤ،  
بیٹھنے میں تو کوئی خرچ نہیں لگتا، جیسے گرمی کا مہینہ ہے، لوچل رہی ہے اب اگر کسی آدمی  
کے پاس فرتع نہیں ہے تو وہ فرتع والوں کے پاس بیٹھے اور اپنی بوتل ان کے فرتع  
میں رکھ دے، جب ٹھنڈی ٹھنڈی بوتل ملے گی اور تم ٹھنڈے پانی کا مزہ پا جاؤ گے تو  
پھر تم بھی صاحب فرتع ہونے کی کوشش کرو گے کہ جب ہماری گرم بوتل دوست کے  
فرتع میں ٹھنڈی ہو گئی تو پھر ہم بھی کیوں نہ فرتع خرید لیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں  
فرمایا کہ تم ولی اللہ بن جاؤ بلکہ یہ فرمایا کہ: میرے اولیاء اور دوستوں کے پاس بیٹھو  
گُونو امَع الصَّادِقِينَ جب تم دل میں سکون پاؤ گے اور دل میں ٹھنڈک ملے گی تو  
خود ہی کہو گے کہ بھئی! جب اللہ والوں کے پاس بیٹھنے میں یہ مزہ ہے تو پھر ہم بھی کیوں  
نہ اللہ والے بن جائیں!

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: حکیم اختر! یوں تو اللہ کا  
راستہ بہت مشکل ہے لیکن اگر کسی اللہ والے سے دوستی ہو جائے تو اللہ کا راستہ صرف  
آسان نہیں ہوتا بلکہ مزید ار ہو جاتا ہے۔ آہ! آج مجھے شیخ کا یہ جملہ رُ لارہا ہے کہ اللہ  
والوں کے ساتھ رہنے سے اللہ کا راستہ صرف آسان نہیں ہوتا بلکہ مزید ار بھی ہو جاتا  
ہے۔ مولانا ایوب اور دوسرے احباب جو میرے ساتھ قوئی گئے تھے، دس گھنٹے کا

راستہ تھا، پوری بس ائیر کنڈیشن تھی اور اس میں ہماری اردو میں مشتوی کی شرح ہوتی رہی، جنوبی افریقہ کے مولانا عبدالحمید صاحب انگریزی میں اس کا ترجمہ کرتے رہے تو گائیڈ جو ہوٹل کی طرف سے نماں ندہ تھا ہمارے ساتھ تھا، اس نے کہا کہ میں نے زندگی میں ڈاڑھی والوں کا ایسا قافلہ نہیں دیکھا اور اللہ کا اور اللہ کی محبت کا ایسا تذکرہ زندگی میں نہیں سن۔ تو اس سفر میں جو لوگ میرے ساتھ تھے ذرا ان سے پوچھو کہ کیسا مزہ آیا تھا؟ جب ان کے غلاموں کے ساتھ یہ لطف آیا تو اللہ والوں کے ساتھ سفر میں کیا مزہ آئے گا؟ اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے اور ان کے غلاموں سے، ورنہ شیطان بہ کا دیتا ہے کہ اب حکیمِ اجمیل خان دہلی والے کہاں رہے؟ ان معمولی حکیموں سے ہم کیا علاج کرائیں؟ لیکن اگر حکیمِ اجمیل خان کے شاگرد مل جائیں تو ان کو حقارت سے مت دیکھو۔ اسی طرح اسے بھی اللہ والہ سمجھو جس نے اللہ والوں کی غلامی کی ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: امر و دلتا ہے امر و دلوں سے، کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، مٹھائی ملتی ہے مٹھائی والوں سے، کباب ملتا ہے کباب والوں سے، اور اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے، دیسی آم کو ایک لاکھ کتاب پڑھاؤ مگر انگڑے کی آم کی قلم نہ لگا تو کیا صرف کتاب پڑھنے سے وہ انگڑا آم بن جائے گا؟ میرے مرشدِ اول فرماتے تھے کہ: جن لوگوں نے اللہ والوں کے ساتھ زندگی کے کچھ دن لگائے وہ اللہ والے بن گئے اور خالی پڑھنے سے علم تو آجائے گا، آپ عالمِ منزل تو ہو جائیں گے، منزل کا علم تو ہو جائے گا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے ایسے

چلو ایسے چلو، مگر محض کتاب پڑھنے سے آپ منزل تک نہیں پہنچ سکتے، بالغ منزل نہیں ہو سکتے، مدرسون سے پڑھ کر عالم منزل ہونا اور ہے اور اللہ والوں سے بالغ منزل ہونا اور ہے۔ مدرسون سے **إِرَاءَةُ الْكِتَابِ** پاؤ گے یعنی اللہ کا راستہ نظر آئے گا مگر **إِيْصَالٌ إِلَى الْمَظْلُوبِ** یعنی منزل تک اللہ والے پہنچائیں گے، جو خود نہیں پہنچا وہ دوسروں کو کیا پہنچائے گا؟ ایک آدمی نے حج نہیں کیا مگر کتاب خوب پڑھی ہے، حج کے سارے مسائل کو جانتا ہے مگر حاجی نہیں ہے تو اس کی تقریر میں بھی مزہ نہیں آئے گا کیونکہ نہ اس نے کعبہ شریف دیکھا، نہ روضہ مبارک دیکھا تو اسے کیا مزہ آئے گا؟

مناسک الحج کے مصنف محمد عظیم ملاعی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے کعبہ شریف میں ایک غلطی ہو گئی تو ایک عرب کے لڑکے نے کہا کہ: **أَمَا قَرَأْتَ مَنَاسِكَ الْحَجَّ** **لِلْمُلَّا عَلَيٰ الْقَارِيِّ**، کیا تو نے ملاعی قاری کی مناسک الحج نہیں پڑھی؟ انہوں نے فرمایا کہ: میں ہی ملاعی قاری ہوں، مگر عملی مشق نہیں تھی چنانچہ غلطی ہو گئی، اس لیے عمل والوں سے ملتا ہے۔ دیکھئے! نئی موڑ ہے، کئی میل تک اس کی روشنی جا رہی ہے اور سارے راستے بالکل صاف نظر آ رہا ہے مگر کیا بغیر پیٹروں کے موڑ چل سکتی ہے؟ اسی طرح علم روشنی ہے مگر علم پر عمل کرنے کے لیے پیٹروں چاہئے اور اللہ کی محبت کا پیٹروں اور اللہ کے خوف کا پیٹروں اللہ والوں کے سینوں سے ملتا ہے۔ آج میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں خاص کر علامہ دین سے کہ یہ بتائیے! کہ مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، قطب العالم مولانا شید احمد گنگوہی اور مجدد زمانہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحبؒ کے پاس علم کی کوئی کمی تھی؟ یہ علم کے سمندر تھے کہ

نہیں؟ لیکن علم کے سمندر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قلندر بننے گئے تھے، علم کا سمندر اگر اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھائے گا تو قلندر نہیں ہو سکتا، نفس کا بندر رہے گا، نفس کے تابع ہو جائے گا، نفس کی شہوت کی اتباع کرے گا، کیونکہ دل میں محبت کا پیڑوں نہیں ہے۔ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۱۳۶۳)

## علم نافع اور علم غیر نافع کی مثال

جب ہماری گاڑی کے شریف سے دو میل دور رہ گئی تو میرے شخ کے خلیفہ انجینئر انوار الحق پیڑوں پر پیڑوں لینے رک گئے، اتنے میں ایک ٹینکر آیا جس کی پیٹھ پر دو ہزار گیلین پیڑوں لدا ہوا تھا، میرے شخ نے فرمایا کہ: یہ ٹینکر پیڑوں پر کیوں آیا ہے؟ کیا یہ بھی پیڑوں مانگ رہا ہے؟ پھر فرمایا کہ: اس کے انہن میں پیڑوں نہیں ہے۔ لہذا پیٹھ پر لدا ہوا پیڑوں اس کے کام نہیں آئے گا، اسی طرح جب تک دل کے اندر اللہ کی محبت نہ ہو گئی پیٹھ پر ایک ہزار کتاب رکھے رہو، شرح ہدایہ رکھے رہو مگر ہدایت نہیں ملے گی۔ جب انسان مدرسے سے علم ہو گیا تو اس کے اندر علم کا نور تو آ گیا، لیکن جب وہ کسی اللہ والے سے اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف اور اللہ کا نور حاصل کرے گا تو نُورٰ علی نُورٰ ہو جائے گا۔ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: علم کا نور الگ ہے، عمل کا نور الگ ہے، اخلاص کا نور الگ ہے، لہذا جب عالم اللہ والا بنتا ہے تو یہ خالی صاحب نور نہیں ہوتا بلکہ نُورٰ علی نُورٰ ہوتا ہے اور جب غیر عالم اللہ کا ولی بنتا ہے تو صاحب نور ہوتا ہے مگر علم کی برکت سے عالم سارے

علم کو روشن کرتا ہے۔ (آقا بنت مع اللہ ص: ۱۳۸)

## ایک عالم کا ولی اللہ بننے کا واقعہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: ایک عالم نقیٰ حج کو جاری ہے تھے، ان سے ایک بزرگ نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ کہا کہ: حج کرنے، کہا کہ: جس کے گھر جاری ہے ہواں گھروالے سے بھی جان پہچان ہے؟ بس رونے لگے، رقت طاری ہو گئی کہ اس گھروالے سے تو جان پہچان نہیں ہے تو فرمایا کہ: میرے پاس ایک سال رہو، وہ ان کے پاس ایک سال رہے اور اس زمانے میں شیخ نے ان کو فتویٰ دینے سے، درس و تدریس کرنے سے، وعظ کہنے سے بھی روک دیا، مگر وہ بھی مخلص تھے مجھ گئے کہ مجھے میرا شیخ اخلاص اور اللہ کی محبت دینا چاہتا ہے اس لیے مخلوق کے اندر نہیں جانے دے رہا ہے تاکہ خالق سے اس کو چپکا دوں جب خالق دل میں ہو گا تو پھر مخلوق کی خدمت یہ اخلاص سے کرے گا۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ: بہت سے علماء بھی ناراض ہو گئے کہ یہ کیسا پیر ہے جو درس و وعظ، پڑھنا لکھنا سب سے منع کر رہا ہے لیکن جب ایک سال کے بعد انہوں نے اجازت دی کہ اب سب کام کر سکتے ہو تو پھر سال بھر خاموشی کے بعد ایک وعظ جو کہا تو سب رونے لگے۔

مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ: بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اے صوفیو! اور اے علمائی! پہلے شیخ

کے پاس اپنا مٹکا بھرو، جب مٹکا بھر کر چھلنے لگے تو چھلکتا ہوا مال مخلوق کو دو، اپنا مٹکا مت خالی کرو۔ تو جب وہ عالم اللہ والے بن گئے تب ان کا ایک وعظ ہوا اور مسجد میں جتنے لوگ تھے سب ولی اللہ ہو گئے، تب وہ عالم روئے لگے کہ دس سال تک میں نے وعظ کہا اور کوئی ولی اللہ نہ بنا لیکن اس اللہ والے کی غلامی کے صدقے میں اب میرے دل میں وہ درد و محبت اور اللہ کی نسبت قائم ہو گئی کہ آج میری زبان میں اللہ نے وہ اثر رکھا ہے کہ جہاں وعظ کرتا ہوں سارے سامعین ایک ہی وعظ میں صاحب نسبت ہو رہے ہیں۔ یہ کو کسی شان ہے کہ پہلے جو بریانی چھ گھنٹے میں پکتی تھی آج کل کو کر میں آدھے گھنٹے میں تیار ہو جاتی ہے، جب دل اللہ کے عشق میں اور گناہ سے بچنے کا غم اٹھا کر جلا بھنا کتاب ہوتا ہے تو اس کی صحبت سے لوگ جلد صاحب نسبت اور ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۲۱۹)

## صحبت اہل اللہ سے اجتناب عن المعا�ی کا حصول

ارشاد فرمایا کہ: میرے مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحنفی صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ: بعض لوگ اس ڈر سے اللہ والوں کے پاس نہیں جاتے کہ گناہوں کو چھوڑنا پڑے گا اور یہ مزید احرام لذت پھر کیسے ملے گی؟ ہم تو بے مزہ ہو جائیں گے نعوذ باللہ! حالانکہ یہ شخص گناہوں میں بامزہ نہیں رہتا باسزا رہتا ہے، جو گناہ نہیں چھوڑتا اس کے دل پر ہر وقت پریشانی رہتی ہے، بے چینی رہتی ہے، اللہ کا عذاب رہتا ہے، منه میں کتاب، دل پر عذاب۔ تو میرے شیخ نے ان لوگوں کو اس کا جواب یہ دیا کہ: اللہ والوں کے پاس جانے سے گناہ چھوڑنا نہیں پڑتے خود چھوٹ جاتے ہیں۔

(آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۲۸۲)

## صفتِ احسان اور صحبتِ اہل اللہ

میرے شیخ فرماتے تھے کہ: جب اللہ والوں کی صحبت سے احسانی کیفیت عطا ہو جائے گی تو ہر وقت محسوس ہو گا کہ اللہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس کا سجدہ، اس کی نماز، اس کا روزہ، اس کی زکوٰۃ، اس کا حج ہر عبادت مزیدار ہو جائے گی۔ احسانی کیفیت کتابوں سے نہیں ملتی، یہ صرف اللہ والوں کے سینوں سے ملتی ہے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: اے اہل علم! علوم ظاہرہ تو مدرسون سے حاصل کرو، ”نورِ علم باطن از سینه دُ رویشان باید جست“، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کہاں سے پاؤ گے؟ یہ فقیروں کے سینوں سے حاصل ہو گا۔ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۱۹۳)

## صحبتِ شیخ اور مجاہدہ کی ضرورت پر ایک مثال

میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے جون پور لے جا کر صحبتِ اہل اللہ کو ایک مثال سے سمجھایا تھا۔ جون پور یوپی میں ایک ضلع ہے جہاں رونگ چنبلی بتا ہے جو پورے انڈیا میں مشہور ہے تو حضرت نے بتایا کہ: تل کو رگڑ کر اس کا موٹا پردہ چھڑا دیتے ہیں اور بالکل ہاکا ساغلاف رہنے دیتے ہیں کہ اس میں سے تیل نظر آتا ہے اور سوئی چبھوڑ تو تیل نکل آتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ: دیکھو! یہاں چار پائی پر چادر بچھا کر اوپر مجاہدہ کرو ای ہوئی، رگڑی رگڑ ای تلی بچھائی گئی، اب تل پر گلاب کی پیتاں بچھائی گئی پھر تل بچھایا پھر گلاب کی پیتاں بچھائی گئیں اس طرح تین چار پرت کر کے تل کو گلاب کے پھول سے وابستہ کیا گیا پھر اس کے بعد کو لوہ میں یامشین میں

ڈال کر کے اس تل کا تیل نکالا گیا تو وہ گلاب کی خوبصورتی ہوئے تھا۔

(آفتاب نسبت میں اللہ علیہ السلام: ۲۵۳)

## تقویٰ صحبت اہل اللہ سے ملتا ہے

پیری مریدی کرنا، شیخ کا دامن اور ہاتھ پکڑنا، خانقا ہوں میں جانا، بزرگوں سے دعا نہیں کرنا انساب کا حاصل یہی ہے کہ بندہ متینی ہو جائے، لیکن اگر یہ گناہ نہیں چھوڑتا ہے تو اصلی مرید نہیں ہے، اصلی مرید وہ ہے جو ہر وقت یُریٰ دُونَ وَ جَهَةَ ہے، جو ہر وقت اللہ کو یاد رکھتا ہے لیکن عادۃ اللہ یہی ہے کہ تقویٰ شیخ کے ساتھ رہنے سے ملتا ہے، جو اللہ کے لیے شیخ کے ساتھ رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے تقویٰ دے دیتے ہیں۔

اس کی دلیل یہ آیت ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“

(سورہ التوبہ، آیت ۱۹۹)

اے ایمان والو! تقویٰ سے رہوتا کہ تم میرے ولی بن جاؤ اور تقویٰ حاصل کرنے کے لیے اہل تقویٰ کے ساتھ رہو۔ مولا نا زکر یا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: بغیر شیخ کامل کے گناہ سے بچنا نصیب نہیں ہوتا چاہے کتنا ہی ارادہ کرو۔ خالی علم سے بھی گناہ سے نہیں بچ سکتا، علم روشنی ہے لیکن موڑ چلانے کے لیے روشنی کافی نہیں ہوتی پیغمبر وہ بھی چاہئے اور وہ ہے اللہ کا خوف جو اللہ والوں کے سینیوں سے ملتا ہے۔

(آفتاب نسبت میں اللہ علیہ السلام: ۳۰۱، ۳۰۰)

## اللہ کی شان باخبر لوگوں سے پوچھو

اسی لیے ایک بزرگ نے فرمایا کہ: اے دوستو! چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہوتا کہ تمہیں کعبہ والامل جائے، گھر کے لئے تو ہر سال نفلی حج و عمرہ کرتے ہو لیکن اللہ جو مالک ہے، کعبہ کا خالق ہے، گھر والا ہے، رب کعبہ ہے اس کی محبت سکھنے کے لئے کبھی چالیس دن بھی نہیں نکالتے، تو اس نفلی حج کرنے والے سے بزرگ نے یہ کہا ۔

اے قوم بہ حج رفتہ کجا نید کجا نید  
معشوق ہمیں جاست بیا نید بیا نید

اے نفلی حج کرنے والو! کہاں جارہے ہو؟ تمہارا معشوق تو میرے دل میں ہے، اللہ تو میرے دل میں ہے، تم لوگ میرے پاس آؤ۔ چنانچہ ایک عالم نفلی حج کرنے جارہے تھے، ایک اللہ والے نے پوچھا کہ: تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں نفلی حج کرنے جا رہوں، فرمایا کہ جس کے گھر جارہے ہو تو کیا گھر والے سے جان پہچان ہے؟ بس! تیر لگ گیا اور روئے لگے، پھر فرمایا کہ: کیا تم نے قرآن پاک کی آیت تلاوت نہیں کی آلَّهُمَّ إِنِّي فَسَأَلُّكَ بِهِ خَبَيْرًا (سورۃ الفرقان ۱۹ آیت ۵۹) رحمن کی شان کو اللہ والوں سے پوچھو، باخبر لوگوں سے پوچھو، جو اللہ سے باخبر ہیں ان سے خبر لو، اللہ میاں کی خبر بے خبروں سے کیا لو گے؟ کعبہ میں حج، عمرہ تو ہو جائے گا مگر اللہ سے ملانے والے اللہ والے ہوتے ہیں جو اللہ سے پہلے ہی سے ملے ہوئے ہیں،

جو خود اللہ سے نہیں ملا وہ کیا ملائے گا! حکیم الامت کے خلیفہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ  
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

جو اللہ سے ملے ہوئے ہیں ان سے ملوا رکوئی راستہ اس سے اہل اور قوی تر  
نہیں ہے جو لوگ اللہ والوں کے پاس رہے وہ کم عبادت کے باوجود اللہ والے بن  
گئے۔ نشہ عبادت سے محفوظ رہے، اللہ والوں کے ظل شفقت نے ان کے عجب و کبر  
کے جراحتی پر ڈی ڈی لی چھڑک دی اور جن لوگوں نے اللہ والوں کو پیر و مرشد نہیں  
بنایا، تہائی کی عبادت کی، تو تکبر میں مبتلا ہو گئے، اپنی عبادت پر ناز کیا، ہر ایک کو اپنے  
سے کم تر سمجھا اور اپنے کو سب کچھ سمجھا اور آکا میں مبتلا ہو گئے اور آکا فنا ہوتی ہے کسی  
صاحب نسبت اللہ والے کا دامن پکڑنے سے۔ اللہ کے مقبول بندوں سے مقبولیت  
ملتی ہے جیسے اپنے بچہ کے دوست کو بھی باپ پیار کرتا ہے کہ یہ میرے پیارے کا پیارا  
ہے تو اللہ کے پیاروں کے ساتھ جور ہتے ہیں وہ بھی پیارے بن جاتے ہیں۔ خواجہ  
عزیز الحسن مخدوب رحمۃ اللہ علیہ ڈپٹی گلکٹر تھے، مولوی نہیں تھے، لیکن حکیم الامت کی  
صحبت اور ان کی عشق و محبت کی وجہ سے علماء کے شیخ ہوئے، حضرت مولانا شاہ ابرار  
الحق صاحب دامت برکاتہم نے بھی خواجہ صاحب کو اپنا پیر بنایا۔

(افتاب نسبت میں اللہ علیہ السلام: ۳۱۱، ۳۱۰)

## کرامت صحبت اہل اللہ

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو سونے کا ترازو بنادے، ایک اعشار یہ حرام لذت  
آجائے تو دل ترپ جائے۔ آپ بتاؤ! مجھلی کو دریا سے نکال کر پتی ہوئی ریت پر  
ایک سینڈ کے لیے رکھ دو تو ترپتی ہے یا نہیں؟ تو کیا وجہ ہے کہ ایک اعشار یہ حرام  
لذت سے ہمارا دل نہ ترپے؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم سانپ ہیں مجھلی نہیں ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھتے تھے کہ ۔  
دائم اندر آب کارما ہی است

مار را با او کجا ہمراہی است

آہ! ہر وقت پانی میں رہنا مجھلیوں کا کام ہے، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ  
رکھنا یہ اللہ والوں کا کام ہے، سانپوں کو یہ مقام کہاں حاصل ہے! سانپ میں زہر بھرا  
ہوا ہے، جس کے نفس میں حرام لذت کی عادت پڑی ہوئی ہواں کو پاک ہونے کے  
لیے ایک زمانہ چاہئے، وہ دوسروں سے زیادہ جان کی بازی لگائے، زیادہ اللہ والوں  
کے ساتھ رہے، سانپ تو مجھلی کے ساتھ ہزار سال بھی رہے تو سانپ ہی رہے گا، لیکن  
اگر گنگہ گاراللہ والوں کے ساتھ رہیں تو ان کی ماہیت بدل جاتی ہے، اللہ ان سانپوں کو  
یعنی ان گنگہ گاروں کو مجھلی بنادیتا ہے، صاحب نسبت کر دیتا ہے، ایسی قوی تجھلی دیتا ہے  
کہ جن کے صدقے میں پھر ان سے ہزاروں اہل نظر پیدا ہوتے ہیں، یہ ایسے  
دیوانے بنتے ہیں کہ دیوانہ سازی بھی جانتے ہیں اور کسی لباس میں ہوں، کسی حال  
میں ہوں چاہے بریانی کالقمه ہو، چاہے چٹی روٹی ہو، چاہے کروڑوں روپے کا لباس و

سلطنت و مرشدیز ہوان کے نزدیک کوئی حجابات نہیں رہتے ۔  
 اُڑا دیتا ہوں اب بھی تار تار ہست و بود اصغر  
 لباس زهد و تقوی میں بھی عربیانی نہیں جاتی  
 (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۳۱۹)

## صحبت اہل اللہ پر نعمت حسن خاتمه کی دلیل

حضرت نے (حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی) اس کی اور کوئی دلیل نہیں  
 لکھی بس! یہی شیطان والی مثال فرمائی۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف کی  
 حدیث میں اس کی دلیل عطا فرمادی:

**مَنْ أَحَبََّ عَبْدًا لَا يُجِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ**

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من کردہ ان یعوذ فی الکفر، ج: اص: ۸)

کہ جو شخص کسی اللہ والے سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے گا اس کو حلاوتِ  
 ایمانی ملے گی، یہ صغری ہو گیا، اب کبری سنئے! حلاوتِ ایمانی کی شرح میں ملاعی قاری  
 محدث عظیم فرماتے ہیں:

“وَقَدْ وَرَدَ آنَ حَلَاوَةُ الْأَيْمَانِ إِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ أَبَدًا”

جس کے قلب میں ایک دفعہ حلاوت ایمانی آ جائے تو پھر اللہ اپنی اس شاہی  
 عطیہ کو غیرت کی وجہ سے واپس نہیں لیتا، بادشا ہوں کامزاج یہ ہوتا ہے کہ جب عطیہ  
 دے دیا تو واپس نہیں لیتے، ملاعی قاری فرماتے ہیں:

**فِيْهِ اشَارَةٌ إِلَى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتَمَةِ**  
 (مرقاۃ ح ۲۷ ج ۱)

اس میں حسن خاتمه کی بشارت ہے، تو جو کسی اللہ والے سے اللہ کے لیے محبت کرے گا اللہ اس کو حلاوتِ ایمانی دے گا اور حلاوتِ ایمانی بھی واپس نہیں لے گا۔ پس اس کے اندر دلیل ہے کہ اس کا خاتمه ایمان پر ہو گا۔

(آنفاب نسبتِ مع اللہ ح ۳۵۰)

## صراطِ مستقیم صحبتِ اہل اللہ سے ملتا ہے

میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: اللہ نے فرمایا ہے کہ: نبین، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ معمّم علیہم ہیں، انہیں سے اللہ ملے گا اور اللہ کا راستہ ملے گا، إِنَّا عَلَى الظَّرِيقَ بَحِيَ ملے گا اور إِيَّاصَالِ إِلَى الْمَطْلُوبِ بَحِيَ پاؤ گے اور یہ بدل الکل ہیں صراطِ مستقیم کے، اور ترکیب بدل میں بدل ہی مقصود ہوتا ہے۔ لہذا اللہ والے ہی مقصود ہیں اگر اللہ تک پہنچتا ہے۔

اب کوئی اشکال کرے کہ ترکیب بدل میں بدل مقصود ہوتا ہے تو مبدل منہ کا غیر مقصود ہونا ثابت ہوتا ہے اور اللہ کے کلام میں غیر مقصود کہنا خلافِ ادب ہے۔ تو اس کا جواب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عطا فرمایا کہ: إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں یہ مبدل منہ جو ہے اس میں ایک صفتِ اللہ نے مستقیم کی رکھ دی اور آگے بدل میں مستقیم کی صفت نہیں رکھی، صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَثْتَ عَلَيْهِمْ فرمایا۔ لہذا علمِ نحو کا جوا جماعی مسئلہ ہے کہ ترکیب بدل میں مبدل منہ، مقصود نہیں ہوتا تو علماء نحو

کے اجماع کو اللہ نے کاٹ دیا کہ میں خالقِ خوب ہوں، تم کیا جانو؟ ہم جو کہیں گے وہی قانون بن جائے گا۔ لہذا کتاب پڑھ کر صراطِ مستقیم کوئی نہیں پاسکتا جب تک کہ اللہ والوں کے ساتھ رہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال دیتے تھے کہ: کتاب میں تیرنے کے سارے طریقے لکھے ہیں، ہر صفحے پر مختلف نقشے ہیں کہ ایسے ہاتھ چلاو، ایسے لیٹیو لیکن کتاب دیکھ کر کوئی دریا میں اتر جائے اور تیر کے دکھادے؟ تو شیخ نے فرمایا کہ: تیرنے کی کتاب دس ہزار صفحے کی ہو، بین الاقوامی کتاب ہو، اس کا مثل نہ ہو مگر کتاب لے کے دریا میں جاؤ اور تیرنے کی مشق کرو تو کتاب بھی ڈوبے گی اور کتاب پڑھنے والا بھی ڈوبے گا، اور کسی تیرنے والے کے ساتھ رہو تو خود ہی تیرنے لگو گے۔ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے لوگ اللہ والے ہو گئے اور مولوی کتاب پڑھ کر اللہ والے نہ بننے کیونکہ انہوں نے ادائیۃ الطریق تو لیا، علمِ منزل تو حاصل کیا لیکن کسی بالغِ منزل کی صحبت نہیں اٹھائی۔ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۳۵۸، ۳۵۷)

## اللہ والوں کے پاس کس نیت سے جانا چاہئے؟

اللہ والوں سے اضافہ علم کے لیے مت ملو، کیفیاتِ احسانیہ لینے کے لیے جاؤ، پھر آپ کی دور رکعت ایک لاکھ رکعت کے برابر ہو جائے گی۔ کیفیاتِ احسانیہ وہ نعمت ہے کہ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے کیفیاتِ احسانیہ حاصل کیں، چونکہ قیامت تک اب نبی کا قلب نہیں ملے گا، لہذا اب کوئی صحابی نہیں ہو

سکے گا، کیفیاتِ احسانیہ سے عمل میں وزن بڑھ جاتا ہے ورنہ عبادت کرو گے تو محنت و مشقت ہی رہے گی قبولیت نہیں رہے گی، روحانیت نہیں رہے گی، اللہ والے بالغ منزل ہیں، مدارس اور کتابیں ہمیں عالمِ منزل بناتی ہیں اور اللہ والوں کی صحبت سے بندہ بالغ منزل ہو جاتا ہے، بہت سے مجنون ایسے ہیں جو جغرافیہ پڑھاتے ہیں لیلیٰ کا، اور تختواہ لیتے ہیں، پروفیسر تو ہیں مگر خود لیلیٰ کے رجسٹر میں ان کا نام عاشقوں میں نہیں ہے، لیلیٰ بھی سمجھتی ہے کہ پڑھائی کی تختواہ لے رہا ہے، میرے نام پر روٹیاں کھا رہا ہے، اگر مجھ سے محبت ہوتی تو پہلے میرے پاس آتا اور جو مجنون لیلیٰ سے مل کر لیلیٰ کا جغرافیہ پڑھائے گا اس کی پڑھانے کی شان اور ہوگی!

(آنکاب نسبت مع اللہ ص: ۳۵۸)

## صحبتِ اہل اللہ کی فرضیت

حکیم الامت نے فرمایا کہ: میں اہل اللہ کی صحبت کو فرضِ عین قرار دیتا ہوں۔ یہ جملہ میں نے خود پڑھا اور میرے بزرگوں نے مجھ کو بتایا کہ: جب تقویٰ فرض عین ہے اور تقویٰ بدون اہل تقویٰ کی صحبت کے نہیں ملتا۔ تو فرض کا سبب بھی فرض ہے، مقدمہ فرض، فرض ہوتا ہے۔ (آنکاب نسبت مع اللہ ص: ۳۵۹)

## فیضانِ صحبتِ اہل اللہ

بزرگوں کی صحبت سے جینا بھی آتا ہے اور مرننا بھی آتا ہے، کتنا میں پڑھنے سے جینا نہیں آتا۔ اسی لیے جب قرآن پاک کی ایک آیت **إِقْرَأْ أُبَاسِمَ رَبِّكَ** نازل ہوئی

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے نوازا گیا تو اس وقت جو لوگ اس ایک آیت پر اور نبی کی نبوت پر ایمان لائے وہ تینیں سال بعد مکمل کتاب پر ایمان لانے والوں سے آگے بڑھ گئے، بغیر صحبت نبوت ایک آیت پر ایمان لانے والوں کا درجہ بعد کے لوگوں سے زیادہ ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ کتاب سے زیادہ صحبت کی اہمیت ہے اگر کتاب سے زیادہ صحبت نبوت کی اہمیت نہ ہوتی تو تینیں سال مکمل کتاب نازل ہونے کے بعد جو صحابہ اللہ پر ایمان لائے ان کا درجہ زیادہ ہونا چاہئے، لیکن ایک ہی آیت پر ایمان لانے والے آگے بڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ نے فیضانِ صحبت نبوت کے صدقے میں انہیں **آلَّسَابِقُونَ الْأَوَّلُونَ** کا لقب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحبت بہت اہم چیز ہے، اہل اللہ کی صحبت کو اکسیر سمجھو کسیر۔

کیا کہوں دوستو! اگر لوگوں کو اللہ والوں کی صحبت کا فائدہ تفصیل کے ساتھ، علم یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے تو آج کوئی گھر میں نہیں رہے گا، نہ تجارت گا ہوں میں رہے گا۔ اصل میں ہر شخص جاہل عن الفائدۃ ہے، آج اگر صحیح فائدہ معلوم ہو جائے تو سب اپنے مدرسوں، اپنی تجارتوں اور اپنے کاروبار کو چھوڑ کر یار کی تلاش میں نکل جائیں لیکن میں کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے کے پاس کم سے کم ایک چلدگالو۔ چونکہ لوگوں کو فائدہ نہیں معلوم، لہذا قاعدہ حیات سے محروم ہیں ۔

دو ساتھ شیخ کا اتنا کہ ان کے مثل بنو تم

کبھی کبھار وزٹ کو تو کمپنی نہیں کہتے

(آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۳۹۶)

## تقویٰ کی تعریف اور اس کا طریقہ حصول

اولیاء اللہ کون ہیں؟ **إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ إِلَّا الْمُتَّقُونَ** (سورہ الانفال پارہ ۹: آیت ۳۲) جو اللہ کو ناراض نہیں کرتے۔ حج، عمرہ اور کثرتِ اعمال و وظائف سے کوئی شخص ولی اللہ نہیں بن سکتا جب تک کہ نافرمانی سے توبہ نہ کرے، قرآن پاک کی آیت کا استدلال ہے **إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ إِلَّا الْمُتَّقُونَ** ہمارے ولی متقی بندے ہیں اور تقویٰ اس کا نام ہے کہ اللہ کو نافرمانی سے ناراض نہ کرو، کھی خطا ہو جائے تو استغفار سے اس کی ملائی کرلو۔

لیکن تقویٰ ملے گا کیسے؟ **كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** اہل تقویٰ کی صحبت میں رہو۔ تفسیر روح المعانی میں مفتی بغداد علامہ آلوی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ **كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کی تفسیر کیا ہے؟ آجی خالیطو هم لیتکونوا مثلاهم شیخ کے ساتھ اتنا رہو کہ تقویٰ میں تم بھی اپنے شیخ کی طرح ہو جاؤ، تم بھی متقی ہو جاؤ اور اس کی کوئی حد نہیں ہے، درس نظامی کے لیے دس سال ہیں، حافظ قرآن بننے کے لیے تین سال ہیں لیکن تقویٰ کے لیے کوئی کورس نہیں ہے، جب تک متقی نہ ہو جاؤ اپنے شیخ کے پاس پڑے رہو خالیطو هم لیتکونوا مثلاهم یہ تفسیر ہے **كُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** کی کہ شیخ کے ساتھ اتنا رہو کہ انہی جیسے ہو جاؤ، وہی آہ و فغاں، لذتِ مناجات، اشکبار آنکھیں اور ترپتہ ہوا قلب تم کو بھی مل جائے۔

(آفتاب نسبت میں اللہ عزیز: ۳۲۶، ۳۲۷)

## اکابر کا اہتمام صحبت اہل اللہ

مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تخصص فی التقویٰ کے لیے اپنے شیخ کے ساتھ بارہ سال رہے، حکیم الامت تھانوی حضرت حاجی صاحب کے پاس چھ مہینے رہے، لیکن اب لوگوں کے قویٰ کمزور ہیں تو کم از کم چلہ چالیس دن رہ لوا اور اس طرح سے رہو کہ خانقاہ کی حدود سے نہ لکلو۔ مولانا خالد گردی شام کے بہت بڑے عالم تھے، علامہ ابن عابدین شامی اور صاحب روح المعانی علامہ آلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے علماء ان سے مرید ہوئے اور وہ دلی کے شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے، جب وہ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں چلہ لگا رہے تھے تو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان سے ملنے کے لیے تشریف لائے تو انہوں نے ملاقات نہیں کی اور پرچہ لکھ کر بھیج دیا کہ میں اس وقت اپنے شیخ کی تربیت میں ہوں، جب میرا چلہ پورا ہو جائے گا تو آپ کی خدمت میں خود حاضری دوں گا۔

(آنتاب نسبت مع اللہ ص: ۳۲۷)

## صحبت اہل اللہ کی فضیلت اور اس کی ایک وجہ

ستر سالہ زندگی کا نچوڑ پیش کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے کسی صاحب نسبت کے پاس بیٹھو اور اس کی وجہ مجھے رسٹن برگ میں سمجھ میں آئی۔ لَآيَّاُلْ عَبْدِيَّ يَتَقَرَّبُ إِلَيْهِ لَنَوَّافِلِ میرا بندہ میرا مقرب ہوتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں وہ میری آنکھ سے دیکھتا ہے تو اللہ والوں کی نظر جس پر پڑے گی تو

گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر ہے، لفظ ”گویا“ یاد رکھنا ورنہ فتویٰ دے دو گے۔ آہ! کیا کہیں! بس! جگر صاحب پر ایک نظر حضرت حکیم الامت کی پڑی، جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی، ڈاڑھی رکھ لی، حج کر آئے اور جب ڈاڑھی رکھ لی تو بمبئی میں اپنا یہ  
شعر پڑھا ۔

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا  
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

اپنی ڈاڑھی کو دیکھ کر یہ شعر بنایا، یہاں کافر بمعنی محظوظ کے ہے، یہ اصطلاح شاعری ہے، ہر کو اس کی اصطلاح سے سمجھنا چاہئے، کہتے ہیں ناکہ: یہ بڑا کافر ہے یعنی بہت ظالم ہے، جس کا حسن و نمک بہت زیادہ ہوتا ہے اس کو شاعر لوگ کافر کہتے ہیں۔ (آنتاب نسبت مع اللہ ص: ۳۲۲، ۳۲۳)

## کتاب اللہ پر عمل کی توفیق کیسے ملے گی؟

میں جب مل میں پڑھتا تھا تو قصہ میں جتنے ہل جوتے والے دیہاتی تھے وہ  
اکثر کانوں میں انگلی رکھ کر یہ شعر پڑھتے تھے ۔

اللہ اللہ کیا مزہ مرشد کے میخانے میں ہے

دونوں عالم کا مزہ بس ایک پیکانے میں

ہے

تو پہلے ہم سوچتے تھے کہ یہ ایسے ہی گانے والے ہیں لیکن اب واقعی یقین آ گیا

کہ شیخ بہت بڑی نعمت ہے، ورنہ آدمی کو حاضر کتاب میں پڑھ کر راستہ نہیں ملتا، صراطِ مستقیم کتابوں سے نہیں ہے، **النَّعْمَةُ عَلَيْهِمْ** سے ہے، یہ مبدل منہ کا بدل الکل ہے، اب سوال ہوتا ہے کہ جب **الصَّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ** مبدل منہ ہے اور اللہ والوں کا راستہ مُنْعَمٌ عَلَيْهِمْ ہے تو پھر کتاب کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ والوں کے ساتھ جڑ کر سب اللہ والے ہو جائیں، اس کا جواب کیا ہے، بتاؤ؟ کتاب اللہ جو ہے یہ ہمارے لیے عمل کا راستہ ہے اور اہل اللہ ہمیں کتاب پر عمل کرنے کے لیے پیغول دیتے ہیں، کتاب اللہ روشنی ہے پیغول نہیں ہے، کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیے اہل اللہ کی ضرورت ہے، تاکہ قوتِ عمل، ہمتِ علم اور توفیقِ عمل نصیب ہو جائے، اللہ کی محبت نصیب ہو جائے، محبت بھرا دل نصیب ہو جائے، ان کا درود دل، ان کی خشیت اور ان کی محبت ان کے پاس بیٹھنے والوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

تو کتاب اللہ سے ہمیں صراطِ مستقیم اور مُنْعَمٌ عَلَيْهِمْ کا پتہ چلا اور تمام احکام شریعت کا علم ہوا اور اس کی تفسیر سر و ریال مصلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں فرمادی کہ کتابوں کا وجود بھی ضروری ہے، کتاب اللہ بھی ضروری ہے اور رجال اللہ بھی ضروری ہیں۔ رجال اللہ سے ہم کو کتاب اللہ پر عمل کی توفیق نصیب ہوگی، جن مولویوں نے شیخ نہیں پکڑا آپ ان کے عمل کو قریب سے دیکھئے، منبر پر نہ دیکھئے کہ دھواں دار تقریر کر رہا ہے، آپ ان کی بخشی زندگی کو دیکھیں گے تو بہت سی باتوں میں عمل سے محروم پائیں گے، کبھی کالا چشمہ پہن کے بد نظری کریں گے تاکہ کسی کو پتہ نہیں چلے کہ کدھر دیکھتا ہے! بظاہر منہ ادھر ہے اور دیکھا دھر رہا ہے، علم پر عمل اہل اللہ

کی صحبت کے بغیر بہت مشکل ہے۔

جن لوگوں کا مجھ سے تعلق نہیں تھا وہ اب تعلق کے بعد مالک کی مہربانی سے بتائیں کہ فرق محسوس ہو رہا ہے یا نہیں؟ میرا بھی یہی حال ہے کہ اگر ہم بزرگوں کو نہ پکڑتے تو جانتے ہی نہیں کہ دین کیا ہے؟ **لَا يَجِدُونَ لَا يَجِدُونَ** تو کتاب اللہ سے پاجاؤ گے مگر **عَجُوزٌ** رہو گے یعنی ہمت بڑھی رہے گی، **عَجُوزٌ** کے معنی ہیں بڑھیا، لیکن اگر اللہ والوں میں رہو گے تو پھر **لَا يَجِدُونَ**، **لَا يَجِدُونَ** پرشیروں کی طرح عمل کرو گے۔

(آنفتاب نسبت مع اللہ ص: ۳۷۵، ۳۷۶)

## صحبت اہل تقویٰ فرض عین ہے

علم دین حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور تقویٰ حاصل کرنا فرض عین ہے اور تقویٰ اہل تقویٰ کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے صحبت اہل تقویٰ بھی فرض عین ہے۔ مدارس **إِذَا هُوَ الظَّرِيفِ** کرتے ہیں اور اہل اللہ **يُصَالِ إِلَى المطلوبِ** کرتے ہیں، مدارس عالم منزل بناتے ہیں اور اہل اللہ بالغ منزل بناتے ہیں۔

(آنفتاب نسبت مع اللہ ص: ۵۰۰)

## فَادْخُلُوا فِي عِبَادِي سے صحبت صائمین کا ثبوت

میرے شیخ فرماتے تھے کہ: اللہ تعالیٰ نے عبادی کو جنتیق پر کیوں مقدم فرمایا؟ اس لیے کہ جنت اللہ والوں کا مکان ہے، اور اللہ والے اس کے مکین ہیں اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔ اس لیے مکین کے ذکر کو مقدم کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ

اللہ والوں کی ملاقات جنت سے بڑی نعمت ہے۔

اور دوسری وجہ ابھی یہ سمجھ میں آئی کہ جونکہ خالق جنت جنت سے افضل ہے اور اللہ کے عاشقین اپنے قلب میں خالق جنت کی تجلیات خاصہ رکھتے ہیں لہذا پہلے حاملین تجلیات خالق جنت، حاملین نسبت خاصہ، حاملین تجلیات منعم سے ملاقات کرو اور جنت کی نعمت سے بعد میں مستفید ہو، کیونکہ تجلیات منعم تجلیات نعمت سے افضل ہیں، لہذا جنت کی نعمتوں سے پہلے تجلیاتِ خالق جنت کے حاملین کی زیارت کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے عاشقوں کا بڑا مقام ہے۔ جو ظالم دنیا میں اللہ کے کسی عاشق پر عاشق نہیں ہے وہ محروم جان ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں جنت سے محروم نہ کر دیا جائے، کیونکہ اس کی زندگی کُو تُو اَمَّعَ الصَّادِقِينَ کے خلاف ہے اور تقویٰ کی بنیاد اہل تقویٰ کی معیت و صحبت ہے۔ پس جو شخص اہل تقویٰ سے گریزاں ہے اس کو تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا اور تقویٰ کے بغیر ولایت خاصہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا اہل اللہ سے مستغفی رہنے والا سخت خطرہ میں ہے اور سخت محرومی کی علامت ہے۔

(آفتاب نسبت من اللہ ص: ۵۰۳)

## تربیت یافہ اور غیر تربیت یافہ کا فرق

بڑے بڑے عالم جورات دن کتابیں دیکھتے ہیں اور سب حوالے ان کو یاد بھی ہوں ان کی تقریر ہوا اور ایک درد بھرے دل والے کی تقریر ہو، امت ترڈ پ جائے گی اور رونے لگے گی، اور کتاب والے کے حوالے غیرہ سب رہ جاتے ہیں اور وہ اسی پر پیروں سے جلتے ہیں کہ ہم تو صدر، شمس باز غد، ملا عظیم اور سلم اور قطبی پڑھا لیتے ہیں

ہدایت الحکمت اور میبندی پڑھائیتے ہیں اور یہ تو خالی روتا ہے تقریر میں اور اس کے سب چیلے پیر دبار ہے ہیں اور میرا کوئی پیر نہیں دبار ہا ہے۔ تو وجہ یہ ہے کہ تم نے علم تو سیکھا لیکن اپنے کو مرتبہ نہیں بنایا تو جب مرتبہ آملہ نہ بنے تو پھر چاندی کا ورق تیرے منہ پر کسیے لگایا جائے گا اور تجھ کو دل کی طاقت کے لیے کیسے اطباء لکھیں گے کیونکہ دل کمزور ہو جائے تو اطباء لکھتے ہیں ”مرتبہ آملہ گرفتہ از آب گرم شستہ“، گرم پانی سے دھولو اس کو، کیونکہ شیرے میں تیز ابیت آ جاتی ہے ”ورق نقرہ چیچیدہ“ اور چاندی کا ورق لپیٹو اور ”مفتی عظیم بخورند، وزیر عظیم بخورند“ اور جو آملہ مرتبہ نہیں ہوتا وہ کوٹ چھان کر کنستر میں بھرا رہتا ہے جب کسی کو قبض ہوتا ہے، پاخانہ نہیں ہوتا تب اس کو کھلا دیتے ہیں تو صبح پاخانہ ہو جاتا ہے۔ اس کا نام ترپھلہ ہے، اس کو گرم پانی سے کھلا دیتے ہیں تو صبح پاخانہ ہو جاتا ہے۔ تو تربیت نہ کرانے کی وجہ سے اور اپنے تکبر کی وجہ سے پھروہ دل کی طاقت میں استعمال نہیں ہوتا، پاخانہ نکالنے اور دھکلینے کے لیے اس سے جمعداری کا کام لیا جاتا ہے، اب وہ چاندی کا ورق لگے ہوئے پر حسد کرتا ہے کہ بھی، ہمیں تو جمعدار بنا دیا گیا اور مرتبہ آملہ کو مفتی عظیم اور روزیر عظیم کھار ہے ہیں اور آملہ جو مرتبہ بنا ہوا ہے وہ شیشے میں ہے اور میں ٹین کے کنستر میں ہوں، مرتبہ پر چاندی کا ورق لگایا جاتا ہے اور میرے منہ پر جھاڑ و مارتے ہیں اور کنستر میں رکھتے ہیں۔ تو یہ حسد جو ہے یہ بے قوفی والا مرض ہے۔

## تربيت اہل اللہ کی اہمیت

کیا کہیں! عجیب معاملہ ہے، تربیت بہت بڑی نعمت ہے، کم علم تربیت یافتہ لوگوں سے اُمت کو زیادہ فائدہ پہنچا ہے اور عدم تربیت سے بڑے بڑے قبل علماء سے کم فائدہ پہنچا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب بڑے عالم نہیں تھے، مگر میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے تو بڑے بڑے مجددین کے پیرو ہوئے یا نہیں؟ کیسے کیسے علماء کے شیخ ہوئے۔ اس لیے علم کتاب کے ساتھ ساتھ صحبت زیادہ ضروری ہے۔ اور ایک دلیل اور یاد کرلو کہ جب غار حرام میں إِقْرَأْ يَا سَمِّ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (سورۃ الحلق پارہ: ۳۰ آیت) نازل ہوئی تو ایک ہی آیت تو نازل ہوئی تھی، اس سے نبوتِ کاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہو گئی، کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی ایک آیت نازل ہوئی ہے جب مکمل قرآن نازل ہوگا تب یہ نبی مکمل ہو گا۔ تو جب کتاب تھوڑی نازل ہوئی، جب علم تھوڑا ہے، تو نبی بھی ناقص ہونا چاہئے، لیکن اسی وقت سے آپ مکمل نبی بنائے گئے اور اس وقت جو صحابہ ایک آیت پر ایمان لائے تھے جبکہ پوری کتاب اللہ تینیس سال میں مکمل ہوئی تھی، لیکن جو صحابہ ایک آیت پر ایمان لائے وہ آلسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ ہوئے اور جو تینیس برس میں کتاب مکمل ہونے پر ایمان لائے اور اس کا علم حاصل کیا، ان کا علم زیادہ تھا اور سابقین کا علم ایک آیت پر تھا، لیکن ان کو اللہ نے آلسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ فرمایا اور بعد والوں کو آلسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ نہیں فرمایا، کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے ایمان لائے، تو معلوم ہوا

کہ صحبت کی قیمت زیادہ ہے علم سے۔ یہ میں نے کہیں پڑھا نہیں ہے مگر میرے قلب کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے ایسے ایسے علوم عطا ہوتے ہیں۔ بس! آپ لوگوں کی محبت کا اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وس علیہ طافر ما نے۔ (آن قب نسبت مع اللہ س: ۵۵۶، ۵۵۷)

## صحبت اہل اللہ کی اہمیت پر مفتی عظیم مفتی محمد شفیع کا ایک ارشاد

ارشاد فرمایا کہ ۔

ہر چند شغل درس و فتاویٰ بد یوبند  
لیکن شبے بخانقہ تھانہ خوشنتر است

مدرسہ دیوبند میں درس اور فتویٰ نویسی اپنی جگہ، مگر ایک رات جو اے حکیم الامت! آپ کے پاس تھانہ بھون میں گزارتا ہوں تو فتاویٰ و درس و تدریس کا اخلاص آپ سے ملتا ہے اگر اخلاص نہیں تو کچھ قبول نہیں۔

(آن قب نسبت مع اللہ س: ۵۹)

## کُوْنُوْ اَمَّعَ الصَّادِقِينَ كَا عَاشَقَانَه ترجمہ

ارشاد فرمایا کہ: تقویٰ بغیر شیخ کامل کے نہیں مل سکتا۔ دنیا میں جتنے بھی دینی شعبے ہیں خواہ مدارس ہوں، خواہ تبلیغ ہو، خواہ تصنیف و تعلیم ہو کسی سے تقویٰ نہیں ملے گا۔ تقویٰ ملے گا اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے یا کسیٰ الٰیٰ ذیٰ ذین امْنُوا اتَّقُوا اللہ وَ كُوْنُوْ اَمَّعَ الصَّادِقِينَ سے۔ سورۃ التوبہ پارہ ۱۱۹ آیت۔ لہذا اگر تقویٰ چاہتے ہو تو اہل تقویٰ کی صحبت میں رہو کیونکہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ أَلَّا يَمْتَغُّونَ صرف متقدی بندے ہی ہمارے دوست ہیں لہذا اگر

ہم سے دوستی چاہتے ہو تو ہمارے دوستوں میں رہو۔ یہ **وَكُنْوَا مَعَ الصَّادِقِينَ** کا عاشقانہ ترجمہ ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ أَكَمَ الْإِيمَانَ وَالْوَلَى!** میں تمہارے اوپر اپنی دوستی کوفرض کرتا ہوں، مستحب اور واجب نہیں، فرض کرتا ہوں۔ میری محبت کی تم قدر نہیں کرتے کہ اپنا دوست بنانے کو ہم نے تم پر فرض کر دیا۔ تقویٰ اور ولایت کلی متساوی ہے۔ ہر مقیٰ ولی ہے اور ہر ولی مقیٰ ہے۔ مقیٰ بننا ہم تم پر فرض کرتے ہیں تاکہ تمہاری غلامی کے سر پر ہم اپنا تابع دوستی رکھ دیں لیکن یہ تابع دوستی کب پاؤ گے؟ جب میرے دوستوں میں رہو گے۔ دوستو! ایسے ترجمہ کم پاؤ گے، یہ ترجمہ عاشقانہ بھی ہے، مستانہ بھی ہے، یہ اللہ کی عطا ہے کہ میری زبان عشق و محبت کی ترجمان ہے۔

(آنفاب نسبت مع اللہ، ج: ۵۹۵)

### **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ كَا عاشقانہ ترجمہ**

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ۔ اگر تقویٰ چاہتے ہو تو **وَكُنْوَا مَعَ الصَّادِقِينَ** اہل تقویٰ کی صحبت میں رہو، اگر ہم سے دوستی چاہتے ہو تو ہمارے دوستوں میں رہو۔ دیکھا اس کا ترجمہ کتنا پیارا ہے، اگر تم میرے دوست بننا چاہتے ہو تو میرے دوستوں میں رہو، یہ **وَكُنْوَا مَعَ الصَّادِقِينَ** کا ترجمہ ہے، اے ایمان والو! تم پر اپنی دوستی مستحب اور واجب نہیں فرض کرتا ہوں تم ہماری محبت کی قدر نہیں کرتے، ہم اپنا دوست بنانے کو تم پر فرض کرتے ہیں، تقویٰ اور ولایت کلی متساوی ہے، ہر مقیٰ ولی ہے اور ہر ولی مقیٰ ہے۔ تو گویا اس کا عاشقانہ ترجمہ یہ ہوا کہ اے ایمان والو! ہم تمہاری غلامی کے سر پر اپنا تابع ولایت رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اور تم کو مقیٰ بننا

فرض کرتے ہیں لیکن یہ تاریخِ دوستی کب پاؤ گے؟ جب میرے دوستوں میں رہو گے۔

(۶ قتاب نسبت مع اللہ ص: ۶۲۶، ۶۲۵)

## اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ایک طریقہ اختر بتاتا ہے جس سے اللہ کی محبت بھی پیدا ہو جائے گی اور ان اعمال کی محبت بھی پیدا ہو جائے گی جن سے اللہ ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے سے محبت کرو جس سے مناسبت ہو، کوئی خاص شخص متعین نہیں بلکہ مناسبت شرط ہے، جس اللہ والے سے دل ملتا ہوا سے تعلق کریں۔ دیکھئے ڈاکٹر بھی خون اس وقت چڑھاتا ہے جب خون کا گروپ مل جاتا ہے۔ بغیر گروپ ملائے ہوئے ڈاکٹر کے لیے خون چڑھانا ناجائز ہے۔ ایسے ہی اللہ والوں کے ساتھ دیکھو کہ تمہارا گروپ مل رہا ہے یا نہیں؟ یعنی روحانی مناسبت ہے یا نہیں؟ روحانی مناسبت پیدا کرنے کی ایک صورت ہے کہ اس اللہ والے سے محبت کرو۔ جب محبت ہو جائے گی تو مناسبت بھی پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ نفس کی چالبازیاں اور مکاریاں اور خود فریبیاں استفادہ سے مانع ہوتی ہیں کبھی جاہمانع ہوتی ہے، کبھی باہمانع ہوتی ہے۔ اللہ کے راستے میں دو ہی مشکلات ہیں نمبر(۱) جاہ، نمبر(۲) باہ۔ کبھی تو اکثر فوں مانع ہوتی ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں کیوں اپنے کو مٹاؤں؟ میں تو خود بڑا مولا نا ہوں۔ حکیم الامت حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ نے علامہ سید سلیمان حَفَظَ اللَّهُ عَنْهُ سے فرمایا تھا کہ بغیر اپنے نفس کو مٹائے ہوئے اللہ نہیں ملتا۔ اللہ کو اگر حاصل کرنا ہے تو نفس کو مٹانا پڑے گا اور یہی تعلیم پیغمبر ہے۔ حضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ آپ سے ملنے کا کیا راستہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا 'دَعْ تَفْسِكَ وَتَعَالَ، نفس کو چھوڑ دو اور آ جاؤ۔ سوائے انبیاء صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ہر انسان کا نفس بہت ہی خطرناک

ہے۔ ان بیانات کی مقصود مخصوص ہوتے ہیں، ان کا نفس ان کے تابع کر دیا جاتا ہے۔ ان کو اپنے نفس کو مٹانا نہیں پڑتا، وہ مٹائے ہوتے ہیں۔ تب ہی تو ان کو نبوت ملتی ہے۔ نبوت کسی چیز نہیں ہے کہ ہر شخص حاصل کر لے۔ نبوت وہی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا شاہی ہے۔ اور اب نبوت کا دروازہ بند ہو چکا۔ حضور ﷺ آخوندی نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن آپ کی امت میں ولی اللہ پیدا ہوتے رہیں گے لیکن امتی ولی اللہ کب بنے گا؟ جب کسی ولی اللہ کے ہاتھوں چڑھ جائے گا، پھر اس ولی اللہ کے فیض سے ولی اللہ بن جائے گا۔ اس لیے جاہ اور باہ ان دو چیزوں کو مٹائے بغیر کسی کو اللہ نہیں مل سکتا۔ اور باہ کیا چیز ہے؟ شہوت، اور شہوت کیا چیز ہے؟ گناہ کا تقاضا، عورتوں اور لڑکوں کو دیکھنے کا جی چاہنا، ان کو پیار کرنا، ان کو لپٹانا، چپٹانا اور ان سے منہ کالا کرنا۔

ان امراض کا علاج اللہ والوں کے پاس ہے۔ صرف کتنا بیس پڑھ کر اصلاح نہیں ہو سکتی۔ بہت بڑے بڑے لوگ جو علم کا پہاڑ تھے مگر گناہ نہیں چھوٹا جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہیں پکڑا۔ علم سے اگر اللہ ملتا تو شیطان بھی بہت بڑا علم تھا، بہاں تک کہ تمام پیغمبروں کی شریعتوں کے کلیات و جزئیات اسے یاد ہیں مگر علم عمل میں فاصلے ہوتے ہیں، وہ بغیر صحبت کے دور نہیں ہوتے۔ ایک صاحب ایک بزرگ کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت! اللہ والوں کی صحبت کی کیا ضرورت ہے، ہم خود کتنا بیس پڑھ کر اللہ والے ہو سکتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر کتنا بیس پڑھ کر اللہ والے ہو سکتے ہیں تو صحابی بن جائیے۔ کہنے لگے صحابی بننے کے لیے تو حضور ﷺ کی صحبت کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ اچھا آپ تابعی ہو جائیے تو کہا کہ تابعی کے لیے ضرورت ہے صحابہ کی صحبت کی۔ فرمایا کہ اچھا آب تبع تابعی ہو جائیے۔ کہا کہ اس کے لیے تابعی کی صحبت ضروری ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب خاموش ہو گئے اور عرض کیا کہ حضرت! میں سمجھ گیا کہ اللہ والا بننے کے لیے صحبت ضروری ہے۔

عربی کی لفظ کتنی وسیع ہے، صحابی کے علاوہ دوسرے الفاظ بھی تھے لیکن کیوں استعمال نہیں کئے گئے؟ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ساتھیوں کو صحابہ کیوں فرمایا؟ تاکہ قیامت تک امت کو معلوم ہو جائے کہ دین صحبت سے پھیلا ہے۔ (یہ فرماتے ہوئے حضرت مرشدی بے اختیار رونے لگے) میرے حضرت پھولو بن علیؑ نے فرمایا کہ لفظ صحابی اللہ تعالیٰ نے اسی لیے استعمال فرمایا۔ حضرت صدیق اکرمؓ کے لیے نازل ہوا ”اذیقُولِ لصَاحِبِهَا لَخ“، حضور ﷺ نے بھی اپنے ساتھیوں کو صحابی فرمایا اور امت نے بھی ان کو صحابہ کہا۔

(پر دلیل میں تذکرہ وطن ص: ۲۱۹، ۲۱۷)

## شیخ سے منا سبт ضروری ہے

فرمایا: جب آپ نے ترکیہ اور شیخ کی ضرورت و اہمیت کو سمجھ لیا تو اس حقیقت پر بھی آپ کی نظر رہنی چاہئے کہ شیخ کے انتخاب میں جلدی نہ کی جائے بلکہ پہلے اس سے ربط و تعلق قائم کر کے مناسبت دیکھ لی جائے اور یہ معلوم کر لیا جائے کہ مزانج و طبیعت کی ہم آہنگی ہو سکے گی یا نہیں؟ جب اس حیثیت سے اطمینان ہو جائے تو بیعت کرے، اس سے ان شاء اللہ! بڑا فائدہ اور نفع ہو گا۔ حضرت تھانویؒ کا یہی اصول تھا جب تک آپ کی طبیعت سے کسی کو مناسبت نہ ہو جاتی اس وقت تک سلسلہ بیعت میں داخل نہیں فرماتے تھے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب ڈاکٹر کسی مريض اور کمزور کو خون چڑھاتا ہے تو ہر دونوں میں مناسبت دیکھ لیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے، اگر دونوں خون میں مناسبت نہیں ہو گی تو جسے خون چڑھایا جا رہا ہے اس کے لیے ضرر و نقصان کا باعث

ہوگا، بلکہ زندگی بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ سوچئے! جب ”جسمانی زندگی“ کے لیے مناسبت ضروری ہے تو کیا ”روحانی زندگی“ کے لیے مناسبت کی ضرورت نہیں ہوگی؟ بلکہ سچی بات یہ ہے اس زندگی کے لیے پہلی زندگی سے کہیں زیادہ مناسبت کی ضرورت ہے۔ اس لیے ایک ”طالب حق“، کو لازمی طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ جب کوئی ایسا مناسب شختم جائے گا تو دل صاف اور بے غبار ہوگا۔  
 (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۲۶، ۱۲۷)

## تحصیل علم کے ساتھ اہل اللہ سے تعلق

مدرسہ کا ایک بچہ تسبیح لا یا اسے حضرت والا نے روزانہ ۳۰۰ بار اللہ اللہ کرنا بتا دیا۔ فرمایا کہ ہم اس کے گروہیں یہ ہمارا سب سے چھوٹا چیلا ہے۔ مشائخ پہلے طالب علم کو مرید ہونے کو منع فرماتے تھے حضرت مولانا تھانوی نے طالب علمی کے زمانہ میں حضرت مولانا شیداحمد گنگوہی سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی فرمایا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے اس وقت علم حاصل کرنے میں لگے رہو۔ لیکن اب کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے جو طالب علم بغیر کسی اللہ والے سے تعلق کیے ہوئے علم حاصل کرتے ہیں مدرسوں سے بالکل کورے نکلتے ہیں کتابی علم ہوتا ہے سینے نور سے خالی ہوتے ہیں الہذا میرے شخ نے اس فیصلے کو تبدیل فرمایا اور فرمایا کہ اس زمانہ میں طالب علموں کو چاہئے کہ کسی اللہ والے سے بیعت ہو جائیں تاکہ علم کا نور ان کے دلوں میں اتر جائے اور عمل کی توفیق ہو جائے زمانے کے ساتھ احکام بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ اللہ کرنے کی برکت سے ان طلبہ کی باتوں میں اثر ہی کچھ اور ہو جاتا ہے اور جو اس زمانے میں اللہ اللہ نہیں کرتے وہ کیونکہ خود عمل سے کورے ہوتے ہیں ان کی باتوں

میں اثر بھی نہیں ہوتا۔ (خزانہ معرفت و محبت ص: ۳۳)

## تعلق مع اللہ حاصل کرنے کا طریقہ

ارشاد فرمایا کہ: زمانہ ایک رخ بہا جا رہا ہے پھر زمانہ کے خلاف چلنے کی قوت کیسے پیدا ہو، ایمان کامل کیسے حاصل ہو؟ بس اس کا ایک ہی راستہ ہے کسی اللہ والے کے پاس رہ پڑو۔ ایمان کا ادنیٰ درجہ تو ہر مون کو حاصل ہے۔ ضرورت تو کمال ایمان کی ہے، یہ راستہ تو ولایت کا ہے ایمان کے ادنیٰ درجہ پر قناعت کرنے کا نہیں۔ ایمان کا کمال حاصل ہوگا کسی اللہ والے کے پاس رہنے سے۔ جو لوگ ہر وقت فاسقوں اور نافرمانوں کے پاس بیٹھتے ہیں ڈر ہے کہ کہیں وہ بھی ان جیسے ہی نہ ہو جائیں جیسے کوئی ناک والا نکشوں میں چلا گیا تھا تو نکشوں نے اسے ہی نکلا بنا دیا، شور مج گیا کہ نکلا آ گیا، نکلا آ گیا، نکشوں کے پاس رہنے سے پھر وہ سوچنے لگتا ہے کہ میں ہی نکلا ہوں اور یہ گناہ کی لذتیں اٹھانے والے ہی صحیح ہیں۔ گھروں میں، دفتروں میں، کالجوں میں، بازاوں میں آج کل ایسے ہی نکٹے بھرے ہوئے ہیں جہاں ڈاڑھیوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے، نماز روزہ کرنے والے پر پھبیاں کسی جاتی ہیں، جہاں دین اور آخرت کی بات کی توفیر کہا جاتا ہے کہ ہٹ جاؤ! مولوی صاحب آ گئے۔ اس لیے گھروں اور دفتروں سے کسی ناک والے کے پاس کچھ دیر کے لیے آ جایا کرو۔ وہ تمہیں بتائے گا کہ تمہاری ناک ہی ٹھیک ہے نکشوں کے کہنے پر نہ جاؤ۔ اس کے پاس آنے سے نکشوں کی صحبت کا اثر زائل ہوتا رہے گا اور تمہیں اپنی ناک کا یقین بڑھتا رہے گا۔ مخلوق کے طعن میں کیا رکھا ہے؟ مخلوق تو مٹی ہے ایک دن تم بھی نہ

رہو گے وہ بھی نہ رہے گی، اس وقت تمہارا عمل ہی تمہارے کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے سچے اور پکے دوست بن جاؤ لیکن اللہ کی دوستی کیسے حاصل ہوگی؟ خود ہی اس کا طریقہ بھی بتاتے ہیں، فرماتے ہیں: **كُوْنَا مَعَ الصَّادِقِينَ** (سورہ توبہ: آیت ۱۱۹) اللہ والوں کے ساتھ رہ پڑو۔ رہ پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ مستقل ان کی صحبت اختیار کرو یہ نہیں کہ آج آگئے اس کے بعد ہمیں کو غائب ہو گئے پھر بھی جی چاہا تو ہو آئے، نہیں بلکہ ان کے پاس جانے کا معمول بنالو۔ پابندی کے ساتھ ان کی خدمت میں رہو پھر دیکھنا اللہ کا کیسا قرب نصیب ہوتا ہے، کیسا رنگ چڑھتا ہے کہ پھر کوئی رنگ تم پر نہیں چڑھ سکتا۔ گہرے رنگ نصیب ہو جائے گا، گہرے رنگ پر کوئی رنگ نہیں چڑھ سکتا۔ بلکہ رنگ پر کوئی رنگ چڑھالو۔ اللہ والے جتنے بھی ہیں وہ اللہ والوں کی صحبت ہی سے بنے ہیں۔ صحبت کی برکت سے ایسی استقامت نصیب ہو جاتی ہے کہ دنیا بھر کی طاقتیں چاہیں کہ یہ اللہ کو چھوڑ دے، کفر کے تمام ممالک ایٹم بم کی قوت لگا دیں، یہ اپنے جسم کے پرانے اڑا دے گا لیکن اللہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جو اللہ والوں کے پاس نہیں رہتے، چاہے خود اپنے طور پر عبادت بھی کرتے ہوں مگر انہیں استقامت نصیب نہیں ہوتی کیونکہ بغیر صحبت کے اللہ کی محبت دل میں نہیں آ سکتی اور بغیر محبت کے استقامت نصیب نہیں ہوتی کیونکہ بغیر صحبت کے اللہ کی محبت دل میں پوری نہیں آ سکتی اور بغیر محبت کے استقامت سخت دشوار، بلکہ ناممکن ہے۔ پرتا بگڑھ میں میں نے ایک صاحب کو دیکھا ہے ان کا ایک رکوع اتنی دیر کا ہوتا تھا کہ ہم چار رکعات پڑھ لیں۔ چہرہ ڈاڑھی سے بھرا ہوا تھا، سالوں

تک ایسی نمازیں پڑھتے رہے پھر جو دیکھا تو ڈاڑھی صاف تھی اور نمازیں غائب ہو گئیں۔ معلوم ہوا کہ ڈاڑھی اس لیے رکھی ہوئی تھی کہ ایک گال پچکا ہوا تھا اور نماز اس لیے پڑھتے تھے کہ صحبت خراب تھی۔ جب اللہ نے صحبت دے دی سارے اعمال چھوٹ گئے، افسوس کہ گال کے لیے نماز پڑھتا تھا۔ کسی اللہ والے کی صحبت مل جاتی تو اللہ کے لیے پڑھتا۔ (خراں معرفت و محبت ص: ۳۵-۳۷)

## نفع کامل کے لیے شیخ کی صحبت میں طویل مدت رہنا

### ضروری ہے

عرض کیا کہ: حضرت کے پاس آ کر تعلق مع اللہ اور قرب میں ترقی معلوم ہوتی ہے اور الگ ہوئے جب کچھ دن ہو جاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حالت خراب ہو گئی اور تعلق مع اللہ میں کمی ہو گئی، فرمایا کہ یہ دلیل ہے آپ کے صحیح راستے پر ہونے کی، شروع میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ مرتبی کی صحبت میں روح میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور دوری سے وہ حرارت کم ہو جاتی ہے ایک عرصہ تک ایسا ہی چلتا ہے، پھر اس کی جان میں خود حرارت آ جاتی ہے پھر اس کی جان میں خود چراغ جل جاتا ہے کہ بغیر صحبت کے بھی قرب محسوس کرتا ہے اور شیخ سے دوری سے بھی اس حرارت قرب میں کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن اس کے لیے

بسیار سفر باید تاپختہ شود خامی  
طویل سفر چاہئے کہ خامی پختہ ہو جائے، سفر سے مراد سفر باطنی ہے، سلوک طے

کرنے سے مراد ہے۔ ایک عمر چاہئے ایک دو دن کی بات نہیں ایک عمر کسی اللہ والے کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔

(خواجہ معرفت و محبت ص: ۵۰، ۳۹)

## شیخ کی تربیت کی مثال

ارشاد فرمایا کہ: وضو کرتے وقت ابھی ایک بات اللہ نے دل میں ڈالی کہ جو چیز وقت پر آتی ہے وہ خاص دسترخوان کے لیے آتی ہے، یہ اللہ کے قرب اور نعمت کا دسترخوان ہے۔ آپ لوگوں کی روح کی تربیت کے لیے اللہ میاں نعمتیں بھیجتے ہیں۔ جس کی نشوونما کے لیے تربیت کی ایک مدت شریعت نے مقرر کی ہے۔ دوسال تک بچہ صرف ماں کا دودھ پیتا ہے۔ دوسال تک ماں دودھ پلاسکٹی ہے جس ماں کے دودھ نہ ہو اور اس کو باہر کا دودھ پلائی جائے تو اس کی صحت عمدہ نہیں ہو پاتی، اس بچے کے ہاتھ پاؤں کمزور رہتے ہیں، جسم کی ایسی نشوونما نہیں ہو پاتی جیسی کہ ماں کے دودھ سے ہوتی ہے۔ اسی طرح شیخ کی زبان سے لکلا ہوا لفظ دودھ ہے جو طالبین کی روحوں کو طاقت دیتا ہے، انہی الفاظ سے طالبین کی روحوں کی تربیت ہوتی ہے۔ اگرچہ آج محسوس نہ ہو رہا ہو لیکن دودھ اپنا کام کرتا ہے، بچہ کو کب معلوم ہوتا ہے کہ ماں جو مجھے دودھ پلا رہی ہے اس سے میرے جسم کو کیا نفع ہو رہا ہے؟ اسے تو کچھ خبر نہیں ہوتی لیکن جسم اسی دودھ سے نشوونما پاتا ہے۔ ماں جانتی ہے کہ دودھ کیا کام کر رہا ہے، اس لیے وقوں پر پلاتی رہتی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کے ایک خلیفہ حضرت مفتی محمود

صاحب نے میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ: میں نے خواب میں مولا نا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ میرے متعلق فرمار ہے تھے کہ اگر یہ میرے پاس ہوتے تو میں ان کو دودھ پلاتا۔ دودھ سے مراد علم دین ہے۔ خواب میں دودھ دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ علم دین حاصل ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوادیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ بڑی روحانی ترقی حاصل ہوگی۔ خواب میں جو حضرت حکیم الامت تھانوی نے فرمایا کہ: میں ان کو دودھ پلاتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی تربیت کرتا۔ لیکن وہ حضرت شیخ سے بیعت ہو گئے، مجدد وقت سے فیض لینا ان کے حصہ میں نہ تھا۔ جس کو جہاں سے حصہ ملنا ہوتا ہے وہ وہیں جاتا ہے۔ سب انتظامات حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

خیر! شیخ کے منہ سے نکلی ہوئی بات میں طاقت کچھ اور ہوگی، حدیث کی شرح کتابوں میں پڑھ آؤ، قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ پڑھ آؤ، لیکن وہی بات شیخ کے منہ سے نکلے گی تو اس میں طاقت ہی کچھ اور ہوگی۔ اس راستے میں صرف پڑھنے پڑھانے سے کام نہیں بنتا۔ تربیت کسی کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عادت یہی ہے۔ جو بچہ جس ماں کا ہوتا ہے اسی کے دودھ سے نفع کامل ہو گا کسی اور کے دودھ سے اس کی صحت عدم نہیں ہو پائے گی۔ ہاتھ پاؤں کمزور رہیں گے۔ اسی طرح جس کی روح کو جس شیخ سے مناسبت ہوگی اس کو وہی کامل نفع ہو گا ورنہ نسبت کاملہ حاصل نہیں ہوگی۔ جو لوگ سلوک میں قدم رکھتے ہیں یہ ان کا زمانہ رضاعت ہے۔ ایک دو دن کا کام نہیں ہے اور نہ ہر ایک کے لیے ایک ہی مدت ہے۔ ہر ایک کی مدت اس کی

حالت کے مطابق الگ ہوتی ہے۔ بعض کی مدتِ رضاعت جلد ختم ہو جاتی ہے، بعض کی دیر میں۔

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک مدت کسی اللہ والے کے پاس رہ لو، مجاہدات کرلو، اپنے نفس کو مٹالو، ایک عرصہ تک یہ محنت کرنی پڑے گی پھر یہ رضاعت کا زمانہ ختم ہو جائے گا، پھر صاحب اولاد ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ بچہ ہمیشہ بچہ تھوڑی رہتا ہے، کبھی باپ بھی بنتا ہے، پھر تم میں دوسروں کو اللہ والا بنانے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی، پھر تمہاری نسبت تم تک محدود نہ رہے گی بلکہ متعدد ہو جائے گی۔ تمہیں دیکھ کر دوسرے اللہ والے بنیں گے جیسے گوشت کے قیمه کو ایک وقت تک کوٹا پیسا جاتا ہے۔ پھر کتاب کو جب آج پر رکھا جاتا ہے تو اس کی خوبیوں سے کافروں کے دل میں بھی ایمان آنے لگتا ہے کہ گائے کا کتاب ایسا ہوتا ہے تو لا و میں بھی کلمہ پڑھتا ہوں۔ اسی طرح جب کوئی اللہ کے راستے میں کسی کی رہبری میں خوب مجاہدہ کرتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی خوبیوں اور دیتے ہیں، جس سے اس اللہ والے کو دیکھ کر کافروں کے دلوں میں ایمان آتا ہے۔ جب آدمی صاحب نسبت ہو جاتا ہے تو اسے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ آج میں صاحب نسبت ہو گیا۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مخدوم جو حضرت تھانوی کے بہت چھیتے خلیفہ تھے، حضرت کے عاشق تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے دریافت کیا کہ جب آدمی صاحب نسبت ہو جاتا ہے تو کیا اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ آج میں صاحب نسبت ہو گیا؟ حضرت نے فرمایا کہ ہاں! جب بچہ بالغ ہوتا ہے تو کیا اسے معلوم نہیں ہو جاتا کہ آج میں بالغ ہو گیا یا وہ کسی سے پوچھنے جاتا ہے کہ میں بالغ ہوا یا نہیں؟ اس کی

رگ رگ کا جوش اور طاقت اسے خود بتادیتی ہے کہ آج تو بالغ ہو گیا۔

نسبت کے معنی اصطلاح صوفیاء میں یہ ہیں کہ بندے کی روح کا اللہ سے اور اللہ کا بندہ سے قوی رابطہ ہو جائے۔ کبھی نسبت یک طرفہ ہوتی ہے کہ بندہ کا اللہ سے رابطہ ہو لیکن اللہ کا بندے سے نہ ہو۔ جیسے بدعتی پیر ہیں کہ محنت اور مجاہدات بھی کرتے ہیں لیکن قرب نصیب نہیں ہوتا، وہ تو اپنے آپ کو اللہ کا ولی سمجھتے ہیں اور اللہ کے یہاں اولیاء کے گروہ میں ان کا نام نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ کا ولی ہونے کے لیے تو اتباع سنت اور نافرمانیوں سے پرہیز ضروری ہے صرف ذکر اور مجاہدوں سے کیا ہوتا ہے وہ یہ مجاہدے تو کرتے ہیں ذکر بھی کرتے ہیں لیکن دوسرے گناہوں میں مبتلا ہیں، سنت کے مطابق زندگی نہیں، پھر ان کو قرب کیسے حاصل ہوگا؟ ان کا حال بالکل ایسا ہے جیسا مولانا رومی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ: ایک شخص کہتا پھر تا تھا کہ میری بادشاہ کی لڑکی سے شادی ہو رہی ہے جبکہ بادشاہ کو محل میں اس کی خبر بھی نہیں تھی۔

خانہ داماد پر از شور و شر

خانہ دختر نبودے زال خبر

ایسے ہی یہ بدعتی شور مچاتے ہیں کہ ہم اللہ کے ولی ہیں لیکن اولیاء کے گروہ میں ان کا نام نہیں ہوتا۔ مجنوں بنے پھرتے ہیں اور لیلیٰ کے یہاں مجنوں کے فہرست میں ان کا نام نہیں ہے۔ اللہ کا شکر کرو کہ کسی ایسے کے چکر میں نہیں آگئے ورنہ عمر بھر خاک چھانٹے اور کچھ حاصل نہ ہوتا۔

بچوں کی ابتداء کے زمانہ میں ماں کا دودھ ہی کام کرتا ہے۔ اسی سے نشوونما ہوتی ہے۔ چاہے پھر پہلوان بن جاؤ، پانچ فٹ دس انجوں کا قد ہو جائے پھر ماں کے دودھ کی ضرورت نہیں رہتی لیکن ماں کے سامنے وہ گردن کو نہیں اٹھا سکتا کہ اس کے دودھ

سے ہی تو یہ قد پا نجف کا ہوا ہے۔ اسی طرح نسبت مع اللہ حاصل کرنے کے بعد شیخ کے پاس رہنے کی ضرورت نہیں رہتی، اس کی روح میں خود چراغ جل جاتا ہے، اسے بغیر شیخ کے بھی ہر وقت اللہ کا قرب حاصل رہتا ہے لیکن شیخ کے آگے کندھوں کو جھکائے رکھنا پڑے گا کیونکہ اس کی تربیت ہی سے تو یہ مقام حاصل ہوا ہے۔ بس چند روز محنت کرنی ہے اس کے بعد ولایت نصیب ہو جائے گی۔ وہاں سب لکھا ہوا ہے کہ فلاں سال فلاں فلاں دن فلاں نجح کر فلاں منٹ پر اس کو ولی بناؤں گا۔ لیکن یہ نیت کرنا کہ میں شیخ بن جاؤ یا خلیفہ بن جاؤ یہ اللہ کے راستہ کا حجاب ہے۔ اگر یہ تمہارا میں آئے تو اللہ سے دوری ہو جائے گی۔ مقصود صرف اللہ ہونا چاہئے کہ اے اللہ! آپ مل جائیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ یہ میں چاہ رہا ہے یا خود کو چاہ رہا ہے کہ میں شیخ بن جاؤ۔ جہاں اللہ کے علاوہ کسی غیر کو چاہا دوری ہو گئی۔ اللہ میاں کی نظر سے نظر ملی رہے کہ وہ کس بات سے خوش ہوتے ہیں اور کس بات سے ناراض ہوتے ہیں؟ خدا کے علاوہ کسی اور چیز کی تمنا اخلاص کے درخت میں گھن لگادے گی۔ جیسے آم کی ٹہنی نیم کے درخت کی ٹہنی سے مل جائے تو سارا آم کڑوا ہو جائے گا۔

(خواجہ معرفت و محبت ص: ۱۰۱۳۹)

## صحبت شیخ کی برکات

ایک زمانہ محنت کرلو، پھر ہنسنا ہی ہنسنا ہے، بس! تھوڑے دن کی محنت ہے مگر اس محنت میں صحبت شیخ بہت اہم ہے۔ اللہ کا دستور یہی چلا آ رہا ہے کہ جو بچہ باپ کے ساتھ زیادہ رہتا ہے تو باپ کے خصائص اس میں منتقل ہو جاتے ہیں اور وہ باپ ہی کی طرح بولنے لگتا ہے اور جب بیٹے دور دور رہتے ہیں ان میں وہ بات پیدا نہیں ہوتی اگرچہ

خون اسی کا ہے، لیکن آپ دیکھیں گے کہ باب کے وہ خصائص ان میں نہیں آئیں گے، جو رات دن باب کے ساتھ رہنے والے میں ہیں۔ تجویش کے ساتھ سفر حضرت میں رہتا ہے اس کی گفتگو یہاں تک کہ اس کا چہرہ تک بدلتا ہے۔ بعض ایسے مرید ہوئے ہیں کہ ان کا چہرہ بھی شیخ جیسا ہی ہو گیا۔ (آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۵۲۶)

## حصول تقویٰ کے لیے صحبتِ اہل تقویٰ فرض ہے

جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے، اگر کچھ لوگ پڑھ لیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتی ہے، ایسے ہی عالم اور حافظ ہونا فرض کفایہ ہے۔ مگر ہر من کو خواہ عالم ہو یا حافظ ہو یا غیر عالم ہو، متقیٰ ہونا فرض عین ہے۔ اگر وہ متقیٰ نہیں ہے تو فاسقوں کے رجسٹر میں ہے، چاہے اس کے سینے میں علم کا سمندر ہی کیوں نہ ہو، تقویٰ کی برکت سے وہ قلندر ہو گا اور قسمت کا سکندر ہو گا اور نہ نفس کا غلام بن کر بذر ہو گا، کیونکہ علم پر عمل کرنا آسان نہیں ہے جب تک کہ اہل عمل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: مجھے تجدی تو فیض نہیں ہوتی تھی، جب تھانہ بھون گیا، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور انہوں نے اللہ اللہ سکھایا تو اس کی برکت سے میں تجدی گزار ہو گیا۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ نیک عمل کی توفیق اور نافرمانی سے بچنا بغیر اہل تقویٰ اور اللہ والوں کی صحبت کے حاصل نہیں ہوتا۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:  
میرے پاس دو عالم لاو، دونوں قابل ہوں، بہت بڑے شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث

ہوں، ان دونوں میں ایک صحبت یافتہ ہوا اور ایک بزرگ کا تربیت یافتہ نہ ہوا اور مجھے نہ بتایا جائے، میں پانچ منٹ میں دونوں سے گفتگو کر کے بتادوں گا کہ: یہ شخص اللہ والوں کا تربیت یافتہ ہے اور یہ شخص خالی کتب بینی کرتا ہے مگر تربیت یافتہ نہیں ہے۔

## صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ کی ایک عجیب مثال

اس کی ایک مثال اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائی جو میں نے الہ آباد میں مولانا شاہ محمد احمد صاحب، علامہ ندوہ اور مولانا مجیب اللہ ندوی، جامعۃ الارشاد کے مہتمم کے سامنے عرض کی کہ: ایک درخت سے دو آملے گرے، ایک آملہ حلوائی اٹھا کر لے گیا اور اس سے کہا کہ ہم آپ کا مربہ بنائیں گے، اس نے پوچھا کہ کیسے بناؤ گے؟ حلوائی نے کہا کہ: ہم سوئی چبھوئیں گے اور تمہارا گندرا، کسیلا اور رذیل پانی نکالیں گے، پھر تم کو چونے کے پانی سے دھو کر پانی میں جوش دیں گے یہاں تک کہ تمہارا کلیجہ تک پک جائے گا، پھر شیرہ میں ڈالیں گے تو تمہارے نام ہو گا ”مربہ آملہ“، اور تم شیشے کے مرتبان میں رکھے جاؤ گے اور پھر جب کوئی دل کا مریض ہو گا چاہے مفتی اعظم ہو یا وزیر اعظم ہو تو طبیب اس کو لکھے گا کہ: مربہ آملہ گرفتہ از آب گرم شستہ ورق نقرہ پیچپیدہ۔ اور آملہ پر چاندی کا درق بھی لگادو اور نہار منہ وزیر اعظم و مفتی اعظم بخورند۔ تو مربہ بننے کے بعد آملہ کو تتنی عزت ملی! لیکن اختر اعلان کرتا ہے، لکا رتا ہے، چیلنج کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی مربہ ایسا نہیں جس کا کوئی مرتبی نہ ہو، آپ ذرا دکاندار سے کہہ کر دیکھیں کہ: مجھے آملہ کا وہ مربہ وجس کا کوئی مرتبی نہ ہو۔

آہ! میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحنفی صاحب دامت برکاتہم مجھے رکشہ میں لے کر ایک حکیم صاحب کی عیادت کے لیے ہردوئی گئے، وہاں دو مکان تھے، ایک مکان کے سامنے جہاں مالی تھا وہاں گلاب اور چنبلی کے پھول قطار سے لگے ہوئے تھے اور بہترین صفائی سترہائی تھی اور دوسرے مکان کے سامنے گدھے کی لید، گھوڑے کی لید اور بہت سی غلطیں تھیں، تو میرے شیخ نے فرمایا کہ: دیکھو جہاں مالی ہے وہ مکان کیسا صاف سترہا ہے اور پھول بھی نظر آ رہے ہیں اور جہاں مالی نہیں ہے، وہاں گدھوں، گھوڑوں اور کتوں کا پاخانہ پڑا ہوا ہے اور پھول کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ: جس کے دل پر کوئی اللہ والا مالی ہوتا ہے، با غبان ہوتا ہے، مربی ہوتا ہے اس کے دل کو بری بری گندی خواہشات سے پاکی نصیب ہوتی ہے، گھوڑے، گدھے کی لید کے اخلاقِ رذیلہ وہاں نہیں رہتے اور اللہ پاک کی محبت اور خشیت اور تقویٰ کے پھول نظر آتے ہیں اور اللہ کی ولایت اور دوستی کا باغ نظر آتا ہے اور جس کے دل کی زمین پر کوئی مربی نہیں ہوتا اس کا یہی حشر ہوتا ہے جیسا اس زمین کا ہے جس کا کوئی مالی نہیں ہے، وہاں کا نئے پڑے ہوئے ہیں اور گدھے، گھوڑے اور کتے کے پاخانے اور گندگی پڑی ہوئی ہے۔

تو ایک آملہ جو تربیت کی برکت سے مرتبہ بنا اس کی قیمت کتنی بڑھ گئی! اور اس کے رکھنے کی جگہ بھی شیشہ کا شاندار مرتبان بننا۔ اب دوسرے آملہ کا حال سنو۔ اس نے کہا کہ: مجھ سے پیروں کے یہ ناز و خزرے برداشت نہیں ہوتے، مجھے آزادی پسند

ہے، میں پیری مریدی کا قائل نہیں ہوں، مجھے مربی و ربی نہیں چاہیے، میں مربہ بنوں یا نہ بنوں، مجھ کو آزادی محبوب ہے۔ تو وہ آملہ جود رخت سے ہرا ہر اگر اتحا سورج کی شعاعوں سے اس کا منہ کالا ہو گیا، سائز میں بھی سکڑ کر جھوٹا ہو گیا، صورتًا و سیرتًا تباہ و بر باد ہو گیا، پھر کوئی حلوائی اس کو مربہ بنانے نہیں لے گیا، البتہ وہاں ایک ہندو بنیا آیا اور جتنے سو کھے ہوئے بے تربیت آ ملے پڑے تھے ان کے منہ پر جھاڑ و مارتا ہے اور بورے میں بھر لیتا ہے اور لے جا کر دکان میں رکھتا ہے پھر اس کو کوٹ کر کنستر میں بھرتا ہے۔ مربلہ آملہ مشیشے کے مرتبان میں ہے اور یہ ٹین کے کنستر میں ہے۔ اس کے بعد جب کسی کو پاخانہ نہیں ہوتا تب حکیم اس کو لکھتا ہے کہ سفوف ترپھلمے یعنی آملہ بقدر کف دست یعنی جتنا ہاتھ میں آئے بوقت خواب از آب گرم بخورند گرم پانی سے کھا لے تو پاخانہ صاف ہو جائے گا۔ تو تربیت نہ کرانے سے اس کو بھگلی اور جمداری یعنی پاخانہ دھکلیے کا کام دیا گیا اور وہ دافع قبض ہوا، اور وہ مربہ آملہ دل کی طاقت کے لیے کام آیا تو دونوں میں کتنا فرق ہو گیا۔

تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تزکیہ نفس کو فرض فرمادیا اور تزکیہ فعل متعددی ہے، انسان خود سے تزکیہ نہیں کر سکتا، تزکیہ کرانے کے لیے کوئی مزرکی ہونا چاہئے جیسے دنیا میں ایسا کوئی مربہ نہیں جس کا کوئی مربی نہ ہو، ایسے ہی بغیر بزرگوں اور اللہ والوں کے اصلاح نفس نہیں ہوتی چاہے وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو!

میں آپ لوگوں سے ایک سوال کرتا ہوں کہ: ایک ڈاکٹر ہے جو ہزار مریضوں کے گروں کی پتھری نکال چکا ہو لیکن وہی ڈاکٹر جس سے ہزاروں مریض اچھے ہو

گئے اس کے گردے میں پتھری ہے وہ اپنی پتھری خود کیوں نہیں نکال سکا، کیونکہ ڈاکٹر اپنے کوبے ہوش تو کر سکتا ہے مگر بے ہوشی کے بعد پھر چاقو چلا کر پیٹ پھاڑ کر گروں سے پتھری کیسے نکال سکتا ہے؟ اس لیے عالم اصلاح کے لیے دوسروں کا محتاج ہے کیونکہ اگر اس کے اندر تکبیر کی بیماری ہے یا حسینوں سے نظر بازی کی بیماری ہے یا گناہ کی کوئی اور عادت ہے تو وہ خود اپنی بیماری کا علاج نہیں کر سکتا، کیوں؟ اس لیے کہ قاعدہ کلیہ ہے رَأْمَى الْعَلَيِّلِ عَلَيِّلٌ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے۔

آپ تاریخ دیکھ لیجئے! بڑے بڑے علماء نے اپنی اصلاح کے لیے اللہ والوں سے رجوع کیا ہے۔ مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دیوبند کا علم کتنا تھا، مولانا رشید احمد گنگوہی قطب العالم بخاری شریف پڑھایا کرتے تھے، ان کا علم کتنا تھا مگر اپنے علم سے اپنی اصلاح نہ کر سکے، دونوں نے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیر بنایا اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

## صحبت اہل اللہ کا فیض

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ: ہمارے پاس اور مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا گنگوہی کے پاس علم تو تھا مگر برکت اور آسمانی واردات سے ہم لوگ محروم تھے، صرف کتب بینی تھی مگر جب حاجی صاحب کی زیارت سے قطب بینی کی اور ان کی صحبت اور ان کی صحبت نصیب ہوئی تو آسمان سے علوم آنے لگے ۔

میرے پینے کو دوستو! سن لو

## آسمانوں سے مے اُرتی ہے

اور پھر فرمایا کہ: جب ہم عالم ہو کر مدرسون سے نکلے تھے تو ہماری تقریر یہ ہوتی تھیں مگر ان میں اثر نہ تھا، در دل نہ تھا، زبان میں وہ تاثیر نہ تھی، ہمیں کوئی پوچھتا بھی نہ تھا، مگر حاجی صاحب سے تعلق کے بعد اللہ نے اس قدر اثر ڈالا کہ حضرت حاجی صاحب کی برکت سے جہاں بھی تقریر ہوتی تھی تو اتنے علوم وارد ہوتے تھے کہ بڑے بڑے وکیل اور یہ سڑ اور نج کہتے تھے کہ: اس کوکس نے مولوی بنادیا! یہ ایسے دلائل پیش کرتا ہے کہ اگر یہ نج یا یہ سڑ ہوتا تو عدالت کو ہلا کر رکھ دیتا۔ کانپور میں حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وعظ سن کر ایک فارسی داں بڑھے یہ سڑ نے پوچھا

۔

تو مجمل از جمال کیستی  
تو مکمل از کمال کیستی

تجھ کو یہ جمالِ علم کہاں سے حاصل ہوا؟ تجھ کو یہ کمالِ علم کہاں سے حاصل ہوا کہ زبانی ایسے ایسے دلائل دیئے؟ تو حکیم الامت نے جواب دیا ۔

من مجمل از جمالِ حاجیم  
من مکمل از کمالِ حاجیم

میں حاجی امداد اللہ کے جمال سے مجمل ہوا ہوں اور حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں یہ کمال مجھ کو عطا ہوا ہے۔

میرے شیخ و مرشد مولا نا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا کانپور میں بیان ہو رہا تھا اور اس بیان میں میں بحیثیت

سامع کے موجود تھا، میری اس روایت میں جو آپ کی اس مسجد میں اختر پیش کر رہا ہے صرف شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں جن کو بارہ مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور جن کو حکیم الامت خط میں مجھی و محبوبی شاہ عبدالغنی لکھتے تھے۔ حکیم الامت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے تھے کہ: آپ حامل علوم ولایت اور حامل علوم نبوت ہیں۔ انہوں نے یہ روایت مجھ سے کی کہ: میں اس مسجد میں سامع تھا، حکیم الامت کا بیان ہو رہا تھا، مضامین کے واردات عجیب و غریب تھے، اتنے میں حضرت نے چنگ ماری حالانکہ حکیم الامت غالب علی الاحوال تھے، ان میں مغلوبیت نہیں تھی مگر کبھی کبھی کامیں بھی مغلوب الحال ہو جاتے ہیں، تو حضرت نے چنگ ماری اور کہا: ہائے امداد اللہ! اور یہ کہہ کر بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ آہ! میرے شیخ نے فرمایا کہ: اس وقت سارا جمع رورہا تھا۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ: حضرت! آج کی بات ہو گئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ: اتنے علوم واردہ ہو رہے تھے کہ ہم سوچتے تھے کہ پہلے کیا بیان کریں اور بعد میں کیا بیان کریں؟ ترتیب میں ہمارے لیے مشکل پیدا ہو گئی تھی، علوم کی مسلسل بارش ہو رہی تھی، حالانکہ حاجی صاحب سے تعلق سے پہلے یہ بات نہیں تھی، جب حاجی صاحب سے بیعت ہوا اس کے بعد سے علوم کی بارش عطا ہوئی توجیس کا احسان ہے اس محسن کو کیوں نہ یاد کروں!

## حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک

تو دوستو! یہ عرض کر رہا ہوں کہ: شیخ عبدالقدار جیلانی بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اختر سے براہ راست نقل کیا اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: ہندوستان میں نقشبندیہ سلسلہ میں ان سے اتنا زیادہ تعلق مع اللہ کسی اور کانہیں ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: شیخ عبدالقدار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اے مدرسے کے طالب علموں! اور اے مدرسے کے فارغین علمائی! درس نظامی سے فارغ ہو کر کسی اللہ والے کی صحبت میں چھ مہینے گزارلو، پھر تمہارا اجتنام علم ہے اس میں رس آجائے گا ورنہ گولہ تو رہے گا رس نہیں رہے گا، جب درد دل حاصل ہو جائے گا پھر تمہارا منبر منبر ہو گا، تمہارا سجدہ سجدہ ہو گا، تمہاری تلاوت تلاوت ہو گی ورنہ دو حانیت نہیں رہے گی۔

## شریعت و طریقت کی تفہیم ایک مثال سے

شریعت اسٹر کچر ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و خشیت اس کی فنگنگ ہے، شریعت کا علم صورت کتاب ہے، بغیر تلے ہوئے کچے کتاب کی مانند ہے، اور طریقت کیا ہے کہ اس کچے کتاب کو اللہ کے عشق میں جلا بھنا کر گرم کر دو، تیز آگ لگاؤ اور کڑھائی میں سرسوں کا تیل ڈالا اور کچے کتاب کو تل دو، تو اتنی دور تک خوشبو جائے گی کہ ہندو بھی گزرے گا تو وہ بھی کہے گا کہ: ”بُوئے کتاب مارا مسلمان کرد،“ اس

کتاب کی خوبیوں نے تو مجھے مسلمان کر دیا۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: ایک ہندو لڑکا مسلمان ہو گیا جو تو تلا تھا۔ تو میرے شیخ نے فرمایا کہ: ہندو چونکہ گائے کا گوشت نہیں کھاتے، گائے کو وہ ماں کہتے ہیں۔ الہذا وہ حُمُم مادر نہیں کھا سکتے اور گائے کا کتاب زیادہ اچھا ہوتا ہے بکرے کے کتاب سے، تو کہیں سے دعوت آئی اور کسی نے طلبہ کے لیے کرم کتاب بھیج تو اس نو مسلم ہندو لڑکے نے زندگی میں پہلی دفعہ گائے کا گرم خوبیوں دار تلا ہوا کتاب کھایا تو وہ ظالم کہنے لگا کہ آہ! کیا مزہ ہے مسلمانوں کے پاس، الحمد للہ! کہ میں مسلمان ہو گیا۔ اب کئی دن گزر گئے اور کہیں سے دعوت نہیں آئی تو اسے کتاب کی یادستانے لگی کہ پھر کب دعوت آئے گی؟ تو وہ اپنے طالب علم ساتھیوں سے تولی زبان میں کہتا تھا کہ: بٹھیے ہی لیے پھر ہو یا کہوں دعوت دعوت بھی ہے۔ مولانا فضل الرحمن اس زبان کو سمجھ سکتے ہیں اعظم گذھ کی، جو نپور کی زبان میں وہ کہتا تھا کہ: کتاب ہی لیے پھرتے ہو یا کہیں دعوت دعوت بھی ہے، کتاب کب ملے گا؟

تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ: علم کتاب ہے مگر کچھ کتاب کی اٹکی ہے جو میکی اجزاء و کتاب ہے، سارا قیمہ پسا ہوا ہے، بڑی الائچی، چھوٹی الائچی، لوگ جتنے اجزاء، شامی کتاب میں ہوتے ہیں سب ہیں مگر تلا نہیں گیا، اب اس کتاب کو جو کھائے گا تھوکے گا۔ آج لوگوں کو یہی شکایت ہے کہ: میاں! مولویوں کی کون سنے ان کے پاس کوئی مزہ نہیں ہے، یہ کچھ کتاب ہیں لیکن اگر اسی کچھ کتاب کو کڑھائی میں ڈال

کراور سرسوں کا تیل ڈال کر نیچے آگ جلا اور کباب تل کے گرم سرخ ہو جائے پھر دیکھو! وہ کیسے مست کرتا ہے، اب کون ظالم ہے جو وہاں سے گزر جائے اور کھائے نہیں، کھائے گا نہیں تو کم از کم سونگھ تو لے گا اور وہاڑے کباب! وہ رے کباب! کتاب! کرتا رہے گا۔

تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ: جو عالم مجاهد نہیں کرتا، گناہوں سے نہیں بچتا، حسینوں سے نہیں بچتا، ہر کالی گوری پر نظر ڈالتا ہے اور تقویٰ سے نہیں رہتا تو اس عالم کے علم کا کباب کچا رہتا ہے، اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور جو اللہ کے عشق میں تقویٰ سے رہتا ہے اور اللہ کے خوف میں اپنی بری خواہشات کو جلا دیتا ہے تو اس کا دل شای کباب بن جاتا ہے اس کی گفتگو میں بھی اس کا اثر ہوتا ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، کباب ملتا ہے کباب والوں سے اور اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔ بتاؤ کیسی سادہ بات ہے! اب آپ ایک اشکال کریں گے کہ تم آخر میں کباب کہتے ہو شروع میں کباب نہیں کہتے تو میں اَلْتَرْقِي مِنَ الْأَكْنَى إِلَى الْأَعْلَى کرتا ہوں چونکہ مجھے کباب سے مناسبت ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جس کا دل جلا بھنا ہوگا اس کو کباب پسند ہوگا جو بھی حرام خواہشات کو جلائے گا تو اس کا دل جلا بھنا کباب ہوگا تو اَلْجُنُس يَجِيلُ إِلَى الْجُنُسِ تو اس کو کباب کی طرف نظر تاً میلان ہوگا اور دوسروں وجہ یہ ہے کہ کباب کا وزن شاب سے ملتا ہے۔ مدینہ شریف میں ایک ڈاکٹر نے مجھ کو کباب کھلایا میں نے کہا کہ بھتی! تمہارے کباب میں بہت مزہ آیا ۔

کچھ نہ پوچھو کباب کی لذت  
ایسی جیسے شباب کی لذت

تو ڈاکٹر نے کہا کہ: آج تک میرے کباب کی ایسی تعریف کسی نے نہیں کی۔  
لیکن دل جلا بھنا کباب کیسے بنے گا؟ جیسے جب تک مربی نہ ہو کوئی مربہ نہیں بنتا،  
ایسے ہی دل کو جلا بھنا کباب بنانے کے لیے کسی جلے بھنے دل والے کی صحبت ضروری  
ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کیا سمجھتے ہیں؟ وہ  
سلسلہ قادر یہ کے بانی تھے اور سارے عالم کے علماء ان کو بہت بڑا ولی اللہ سمجھتے ہیں۔  
انہوں نے یہ مشورہ دیا اور یہ مشورہ سنانے والا کون ہے؟ مولانا شاہ محمد احمد صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ جن سے بڑے بڑے علماء ندوہ دعا نئیں لینے آتے تھے، مولانا حبیب  
الرحمٰن عظیمی، مولانا علی میاں ندوی جیسے اکابر علماء کو میں نے دیکھا کہ ان کے بستر کے  
ساتھ بستر لگانے ان سے دعا کی درخواست کرنے آئے تھے اور وہیں میری مشنوی  
کے درس کے لیے ان دونوں بزرگوں نے فرمائش کی کہ اختر کراچی سے آیا ہے،  
مشنوی کا شارح ہے، آج ہم لوگ مشنوی کا درس سننا چاہتے ہیں تو مولانا شاہ احمد  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ: یہ بڑے لوگ ہیں آج تم درس مشنوی سننا  
دتو میں نے اللہ کے نام کے ساتھ ان حضرات کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔

## خواہشات نفسانیہ سے بچنے کا طریقہ

مولانا رومی کا ایک شعر یاد آ گیا کہ نفس کی خواہشات سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟

نفس نتوال کشت الا ظلٰی پیر  
دامنِ آں نفس کش راست گیر

نفس منہیں سکتا جب تک کسی شیخ کامل اور ولی کامل کا سایہ نہیں پڑے گا، اس کی صحبت نصیب نہیں ہوگی، الہذا اللہ والوں کے دامن کو مضبوط پکڑلو۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ شعر پڑھایا تو فرمایا کہ: اللہ والوں کے دامن کو مضبوط پکڑنے کا کیوں حکم دیا؟ تو فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جب شیخ انڈا کھلائے گا، چاۓ پلاۓ گا، حلوج کھلائے گا تو کہے گا کہ ارے! ہمارا شیخ بڑا بیارا ہے اور جس دن کسی غلطی پر ڈانت لگائے گا تو کہے گا کہ یار! کیا کہیں! بڑے کڑیں شیخ سے پالا پڑا ہے، بڑا جلا دی معلوم ہوتا ہے، دیکھو تو! کسے گرمی دکھا رہا ہے تو وجہ یہ ہے کہ جب شیخ کا دامن مضبوط پکڑو گے تو استقامت کے ساتھ رہو گے کیونکہ وہ کبھی آپریشن بھی کر سکتا ہے۔

ایک صاحب حکیم الامت کی خدمت میں گئے اور کچھ دن بعد سب کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ حضرت سمجھ گئے کہ اس کے دماغ میں تکبر ہے، یہ یہاں آ کر خود مولانا اشرف علی بن گیا، سب کو ڈانٹ رہا ہے کہ یہ لوٹا یہاں کیوں رکھا؟ اور تم نے یہاں ایسا

کیوں کر دیا؟ ایک دن حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم یہاں مریض کی حیثیت سے آئے ہو یا ڈاکٹر کی حیثیت سے؟ خود سب کے ڈاکٹر بنے ہوئے ہو، تمہارے مزاج میں تکبر معلوم ہوتا ہے، لہذا اب تم ذکر ملتوي کر دو، ذکر کے لیے میں ترک کا لفظ نہیں کہوں گا کیونکہ ادب کے خلاف ہے، تمہارا معدہ جو ہے وہ حلوہ کے قابل نہیں ہے، تمہیں قہ ہو رہی ہے، صفراء ہے، لہذا کڑوی دوادی جائے گی کیونکہ تمہارے نفس میں بہت زیادہ بڑائی آگئی کہ میں بہت بڑا قطب العالم ہوں، اب تم نمازوں کی جوتیاں سیدھی کرو اور نالیوں سے بلغم صاف کرو۔ بس! چند دن میں ٹھیک ہو گئے اور حضرت نے بعضوں کے تکبر کا علاج یہ بھی بتایا کہ پانچوں نمازوں میں جماعت کے بعد کھڑے ہو کر کہو کہ صاحبو! مجھے تکبر کا مرض ہے آپ لوگ دعا کریں کہ میرا مرض اچھا ہو جائے۔

ایک صاحب نے حکیم الامت کو لکھا کہ: میرے اندر تکبر کا مرض ہے، اور وہ تھے خان صاحب، ان کو میں نے کراچی میں دیکھا تھا، تو حضرت نے لکھا کہ: یہ بات ہر خط میں لکھو، خود انہوں نے بتایا کہ اس علاج سے میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: اگر کسی کا پیر کچھ وظیفہ نہیں بتائے، خالی یہ کہہ دے کہ: تم خانقاہ میں جھاڑو لگاؤ اور میرے مہمانوں کو چائے بناؤ کر پلاو، تو وہ اسی سے ولی اللہ ہو جائے گا اور فرماتے تھے کہ: اللہ کا راستہ شیخ کی دعا سے طے ہوتا ہے۔ (آقاب نسبت مع اللہ ص: ۵۲۶ تا ۵۷۴)

## صحبت شیخ اور تقویٰ کی تکمیل

ایک بات کہتا ہوں کہ: اگر بادشاہ بھی آجائے تو اصلی مرید وہ ہے جو اپنے شیخ کو دیکھے اور بادشاہ کونہ دیکھے، سارے عالم کے بادشاہ اگر جمع ہوں اور اس کے فوکس (FOCUS) میں کمی ہوئی تو وہ فوکس (Fox) ہو جائے گا، فوکس (Fox) معنی لومڑی اور فوکس موڑ کا نام بھی ہے، فوکس کا رکے اندر شیخ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مرستہ زیز کا انجمن ڈال دیتا ہے پھر اس کی چال بدل جاتی ہے، کتنے گھنگار اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے اللہ والے ہو گئے! ۔

عشقِ مرشدِ بنا عشقِ حقِ خام تھا  
عشقِ میں درد کی چاشنی اب ملی

یعنی **كُوْنُواَمَعَ الصَّادِقِينَ** کے بغیر تقویٰ ناتمام تھا اور بدنام تھا **كُوْنُواَمَعَ الصَّادِقِينَ** کے بعد خوش نام ہوا، ورنہ ۔

خلافِ شرعِ شیخِ تھوکتا بھی نہیں

اندھیرے اجائے مگر چوتا بھی نہیں

پہلے تو یہ حالت تھی مگر اب صحبت شیخ کی برکت سے ہر سانس صاحب تقویٰ ہے، اس کا ہر لمحہ حیات صاحب تقویٰ ہے، ہر لمحہ تعلقِ مع اللہ کی دولت سے مشرف ہے۔ اس شعر کا ترجمہ کر دیا میں نے کہ **بغیرِ كُوْنُواَمَعَ الصَّادِقِينَ** کے تقویٰ ناتمام ہے۔

## بدون مرتبی مجاہدات کی ناکامی

اب اس کی مثال سن لو! حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک خان صاحب جنگل میں عبادت کیا کرتے تھے، رات بھر تجد میں سجدے میں رو رہے ہیں تو لوگ ان کے معتقد ہو گئے۔ ایک معتقد نے کہا کہ: حضرت! ایک سوال ہے کہ اس جنگل میں آپ کو ڈر نہیں لگتا؟ یہاں شیروں کی آوازیں بھی آتی ہیں۔ خان صاحب نے کہا کہ: عجیب آدمی ہو، میں شیروں سے کیا ڈروں گا میں تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا، نعوذ باللہ!۔ خان صاحب نے اپنی بہادری دکھا کر ساری بزرگی پر پانی پھیر دیا، اگر کسی اللہ والے کا صحبت یافتہ ہوتا تو کبھی منہ سے یہ کلمہ نہ نکلتا، اس کا عشق خدا کتنا خام کلایا لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ<sup>۱</sup> اس نے ساری عبادت بے کار کر دی اور اپنے ایمان کو کفر سے بدل دیا، اللہ بے سمجھی سے بچائے، فہم سلیم، قلب سلیم عظیم الشان نعمت ہے اور یہ بغیر اہل اللہ کی صحبت کے نصیب نہیں ہوتی۔

(آفتاب نسبت مع اللہ ص: ۵۹۰۵۶۰)

## ہزار سال سے زیادہ کا تجربہ اور صلحائے امت کا اتفاق

مشہور عالم دین مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ (حضرت دنیا سے رحلت فرم اچکے ہیں) تحریر فرماتے ہیں:

”قریباً ہزار سال بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت سے امت محمدیہ کے صالح ترین طبقہ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ نورِ یقین اور رابطہ مع اللہ یعنی احسانی نسبت حاصل

کرنے کے لیے صوفیاء کرام کا یہ طریقہ (جس کا نام سلوک و طریقت ہے) اصولاً صحیح اور نتیجتاً کامیاب ہے کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ مشاہروں لیاۓ امت مثلاً خواجہ معروف کرنخی، بشر حافی، سری سقطی، شفیق بلخی، بازیزید بسطامی، جنید بغدادی، ابو بکر شبیلی، شیخ عبدال قادر جیلانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد رفاعی، شیخ ابو الحسن شاذلی، خواجہ عثمان ہارونی، خواجہ معین الدین پشتی، خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی اور پھر ہمارے اس دوسرے ہزارہ کی گز شستہ تین صدیوں میں خواجہ باقی باللہ، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور ان کے خلفاء اور شاہ ولی اللہ ہلوی اور سید احمد شہید (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور ان جیسے ہزاروں بلاشبہ ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد ہیں جو اپنے اپنے وقت میں اس نسبت کے حامل، بلکہ اس راہ کے امام اور داعی ہوئے ہیں اور ان میں سے ایک ایک کی صحبت اور تربیت سے اللہ کے ہزاروں لاکھوں بندوں کو یہ دولت حاصل ہوئی ہے۔ جو شخص ان سلسلوں سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ ان بزرگوں کو جو کچھ حاصل ہوا اسی راہ سے حاصل ہوا تھا۔ پس جس طریقہ نے امت محمدیہ میں اتنے کاملین اور اس قدر اصحاب احسان و یقین پیدا کئے ہوں، جن کو بجا طور سے اس امت کا گل سرسبد کہا جاسکتا ہے اس کے صحیح اور کامیاب و مقبول ہونے میں کیا شکر ہو سکتا ہے؟۔

(باتیں ان کی یاد رہیں گی ص: ۱۵۸ تا ۱۵۹)